

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228214

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۸

Accession No. U 302

Author

میر تقی
میر تقی
میر تقی

Title

This book should be returned on or before
last marked below.



ذکر میر

مفتی حشرت میر تقی میر کی خود نوشت سوانح عہری (

مرتبہ

مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے (علیگ)

سنہ ۱۹۲۸ ع

انجمن اُردو پریس - اورنگ آباد (دکن)

فہرست مضامین

| صفحہ | مضمون | نمبر شمار |
|---------|--|-----------|
| الف - ر | • مقدّمہ | |
| ۱ | حمد | ۱ |
| ۲ | نعمت | ۲ |
| ۳ | سبب تالیف ذکر میہر | ۳ |
| ۳ | بزرگان میہر کا ورود ہند اور قیام دکن و اکبر آباد | ۴ |
| ۴ | میہر صاحب کے باپ کا ذکر | ۵ |
| ۵ | باپ کی اپنے پیار سے گفتگو دربارہ یزید | ۶ |
| ۵ | باپ کی تلقین عشق | ۷ |
| ۷ | باپ کی سیرت اور اُن کے نصائح | ۸ |
| ۹ | لاہور کا جانا اور ایک ریاکار درویش کی ملاقات | ۹ |
| ۱۰ | شاہجہاں آباد دہلی میں آنا | ۱۰ |
| ۱۲ | باپ کی نظر حقیقت اثر کا ایک نوجوان پر اثر خاص | ۱۱ |
| ۱۳ | شادی کی مذمت | ۱۲ |
| ۱۴ | نوجوان کی وادفتگی اور بیوی سے بیزار | ۱۳ |
| ۱۴ | میہر علی متقی کی تلاش میں نوجوان کی سرگردانی | ۱۴ |
| ۱۶ | نوجوان کا آگرہ پہنچ کر باریاب ہونا | ۱۵ |
| ۱۷ | دنیا فانی اور جسم ناپائدار ہے اس پر ارشاد مرشد | ۱۶ |
| ۱۸ | فقر اور غذا کا فرق و امتیاز | ۱۷ |
| | نوجوان کی تکمیل ریاضت و شہرت، عروس نو | ۱۸ |
| ۱۹ | کی دق میں وفات | |

| نمبر شمار | مضمون | صفحہ |
|-----------|---|------|
| ۱۹ | میر صاحب بعمر ہفت سالگی اور نوجوان کی | |
| ۲۰ | رفاقت و محبت | ۲۰ |
| ۲۱ | نوجوان کامل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر | ۲۰ |
| ۲۲ | لڑکے کی بھرتابی و سراسیمگی | ۲۲ |
| ۲۳ | میر صاحب کے چچا کی ایک درویش سے عقیدت | ۲۴ |
| ۲۴ | میر صاحب چچا کے ساتھ اُن بزرگ کے ہاں جاتے ہیں | ۲۵ |
| ۲۵ | درویش کی پھشیں گوئی میر صاحب کے حق میں | ۲۵ |
| ۲۶ | پند و مو عظمت درویشی | ۲۶ |
| ۲۷ | صوبہ دار شہر کا ملاقات کو آنا اور اُس کو نصیحت | ۳۲ |
| ۲۸ | ایک گوئیے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا | ۳۳ |
| ۲۹ | بایزید درویش کی ملاقات | ۳۵ |
| ۳۰ | بایزید کے کلمات پند | ۳۶ |
| ۳۱ | دوسری ملاقات | ۳۸ |
| ۳۲ | تیسری ملاقات اور درویش کی وفات | ۴۳ |
| ۳۳ | میر تقی کے کلمات معرفت | ۴۷ |
| ۳۴ | حفظ قرآن عم بزرگوار | ۴۹ |
| ۳۵ | نقل عجیب و پیشین گوئی وفات میر متقی | ۴۹ |
| ۳۶ | مسئلہ رویت میں گفتگو | ۵۱ |
| ۳۷ | بیماری و وفات عم بزرگوار | ۵۱ |
| ۳۸ | میر تقی نے اپنا لقب عزیز مردہ رکھا۔ مہر صاحب | |
| ۳۹ | کا رنج والم | ۵۴ |
| ۴۰ | احمد بیگ جوان کا آنا اور ارادہ حج کو ترک کر کے | |
| ۴۱ | مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا | ۵۵ |
| ۴۲ | وفات مہر محمد تقی | ۵۷ |
| ۴۳ | بے سروتی برادر | ۶۰ |
| ۴۴ | حقیقت من دل ریش ' بعد واقعہ درویش | ۶۱ |
| ۴۵ | میر صاحب کا دہلی جانا اور امیر الامرا کا | |
| ۴۶ | روزنامہ مقرر کرنا | ۶۲ |

| صفحہ | مضمون | نمبر شمار |
|------|---|-----------|
| | امیرالاسرا کے انتقال کے بعد میر صاحب کا دوبارہ | ۴۳ |
| ۶۳ | دہلی جانا اور اُن کے ساموں سراج الدین علی خاں | |
| ۶۴ | آرزو کی بد سلوکی | |
| ۶۵ | میر صاحب کی حالت مجنونانہ | ۴۴ |
| ۶۶ | اطبا کے معالجے سے میر صاحب کا صحت پانا | ۴۵ |
| ۶۷ | میر جعفر سے تعلیم حاصل کرنا | ۴۶ |
| ۶۷ | پختے میں سید سعادت علی کی شاگردی | ۴۷ |
| ۶۷ | رعایت خاں کا توسل | ۴۸ |
| ۶۸ | شاہ درانی کا دلی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا | ۴۹ |
| | محمد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت | ۵۰ |
| ۶۸ | نشین ہونا | |
| ۶۹ | صفدر جنگ کی وزارت | ۵۱ |
| | سادات خاں ذوالفقار جنگ اور بخت سنگھ | ۵۲ |
| ۷۰ | کی نزاع | |
| ۷۰ | میر صاحب کی نازک مزاجی | ۵۳ |
| ۷۱ | نواب بہادر کی ملازمت | ۵۴ |
| ۷۱ | جنگ وزیر با افغانان | ۵۵ |
| ۷۱ | فیروز جنگ کی وفات اور میر صاحب کا مطول پڑھنا | ۵۶ |
| | نواب بہادر کا قتل، میر صاحب کی بیکاری اور | ۵۷ |
| ۷۲ | مہا نرائین دیوان وزیر کی ملازمت | |
| | وزیر کی بغاوت اور بادشاہ اور وزیر میں جنگ | ۵۸ |
| ۷۲ | اور وزیر کی شکست | |
| | ساموں کی ہمسائیگی چھوڑ کر امیر خاں کی حویلی | ۵۹ |
| ۷۳ | میں سکونت اختیار کی | |
| ۷۵ | راجہ جگل کشور کی قدر دانی اور شاگردی | ۶۰ |
| ۷۵ | راجہ ناگرمیل کا عہدہ نہایت وزارت پر سر افراز ہونا | ۶۱ |
| ۷۶ | شاہ درانی کا دوسرا حملہ | ۶۲ |
| | راجہ ناگرمیل کا مصلحت سے فوج دکن کو شہر | ۶۳ |
| ۷۷ | سے نکال دینا | |

| صفحہ | مضمون | نمبر شمار |
|------|--|-----------|
| | راجہ جنگل کشور سے شکایت روزگار اور راجہ کا | ۶۴ |
| ۷۸ | میر صاحب کو تسلی دینا اور کچھ مدت کی | |
| ۸۰ | پیشانی کے بعد قدر دانی | ۶۵ |
| ۸۱ | چند سانحہات کا اجمالی ذکر | ۶۶ |
| | فوج دکن کی چڑھائی دلی پر | ۶۷ |
| | دھوکے سے بادشاہ عالمگیر ثانی اور انتظام الدولہ | |
| ۸۱ | خان خانان کا قتل | |
| ۸۳ | درانیوں کا دکنیوں کو شکست دینا | ۶۸ |
| ۸۵ | درانیوں کے ہاتھوں شہر کی تباہی | ۶۹ |
| ۸۸ | درانیوں سے دکنیوں کی جھڑپ | ۷۰ |
| ۸۹ | بھاو سردار دکن کا فوج لے کر آنا | ۷۱ |
| | میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاماں جانا اور | ۷۲ |
| ۹۱ | پیشانیء حال | |
| ۹۳ | درانیوں اور دکنیوں کی مشہور خونریز جنگ | ۷۳ |
| | پانی پت میں | |
| ۹۸ | راجہ کی وساطت سے شجاع الدولہ کی صفائی | ۷۴ |
| | وزیر درانی سے | |
| ۹۹ | درانیوں کے حملے سے دلی کی خرابی اور غارت | ۷۵ |
| ۱۰۳ | گدی کی پر درد داستان | |
| | میر صاحب کا آگرے جانا | ۷۶ |
| ۱۰۴ | قاسم علی خان ناظم بنگالہ سے شجاع الدولہ | ۷۷ |
| | کی بد عہدی | |
| ۱۰۶ | جنواہر سنگھ کی دست درازی اور نجیب الدولہ | ۷۸ |
| ۱۱۰ | کی گو شمائی | |
| | حقیقت حال لشکر بادشاہ و وزیر | ۷۹ |
| ۱۱۴ | دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملہار راو کا | ۸۰ |
| | شکستہ دل ہو کر وفات پانا | |

| نمبر شمار | مضمون | صفحہ |
|-----------|--|------|
| ۸۱ | دکنیوں اور جواہر سنگھ کی لشکر آرائی - شاہ درانی کی آمد کی خبر سنکر دشمنوں کا صلح کر کے بھاگ جانا | ۱۱۵ |
| ۸۲ | شاہ درانی کا ستلج کے اس طرف تک آنا اور سکھوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر واپس جانا | ۱۱۶ |
| ۸۳ | جواہر سنگھ، راجہ مادھوراؤ میں تنازع اور جنگ | ۱۱۶ |
| ۸۴ | راجہ مادھوراؤ کا بیسار ہو کر مرجاٹا اور لڑائی کا خاتمہ | ۱۱۷ |
| ۸۵ | جواہر سنگھ کا قتل، اُس کے بیٹے کی جانشینی اور مارا جانا، کھپڑی سنگھ کا جانشین ہونا | ۱۱۸ |
| ۸۶ | ابتری اور خانہ جنگی میر صاحب کا راجہ کی جانب سے بطور ایلچی بادشاہ کے لشکر میں جانا اور عہد و پیمان کرنا۔ | ۱۲۱ |
| ۸۷ | راجہ سے شکر رنجی سندھیا کی قوت اور بادشاہ کی ذلت | ۱۲۱ |
| ۸۸ | میر صاحب کا لشکر شاہی کے ہر سرکردے پاس جانا اور مایوس ہونا | ۱۲۲ |
| ۸۹ | بادشاہ کو بھڑکا کر دکنیوں سے لڑنا اور ناکام رہنا | ۱۲۲ |
| ۹۰ | شہر کا سلامت رہنا | ۱۲۳ |
| ۹۱ | مغلوں کا شہر بدر ہونا اور دکنیوں پاس چلے جانا | ۱۲۵ |
| ۹۲ | بادشاہ حسام الدین خاں کا مغلوں کے حوالے کر دینا | ۱۲۷ |
| ۹۳ | نجف خاں کا بادشاہ کی راے سے جاتوں پر حملہ کرنا اور کامیاب ہونا | ۱۲۸ |
| ۹۴ | بادشاہ ملک کا تیسرا حصہ دینے پر مجبور ہوا | ۱۳۱ |
| ۹۵ | عبدالاحد خاں سکھوں سے مل کر راجہ پتھالہ پر حملہ کرتا ہے اور پھر صلح کر لیتا ہے | ۱۳۲ |
| ۹۶ | نواب شجاع الدولہ قندھار فرنگیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ از روے مروت کٹر و الہ آباد واپس دے دیتے ہیں | ۱۳۳ |

| نمبر شمار | مضمون | صفحہ |
|-----------|---|------|
| ۹۷ | شجاع الدولہ افگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر حملہ کرتا ہے اور فتح پاتا ہے | ۱۳۳ |
| ۹۸ | میر صاحب کی خانہ نشینی | ۱۳۵ |
| ۹۹ | وفات شجاع الدولہ | ۱۳۵ |
| ۱۰۰ | وفات مختار الدولہ اور حسن رضا خاں کی نہایت | ۱۳۶ |
| ۱۰۱ | بادشاہ کی طلبی پر نجف خاں کا آنا اور عبدالاحد خاں کا گرفتار کرنا اور اُس کا مرض سل میں مبتلا ہونا | ۱۳۶ |
| ۱۰۲ | آصف الدولہ کا میر صاحب کو طلب کرنا | ۱۳۸ |
| ۱۰۳ | نواب آصف الدولہ سے ملاقات | ۱۳۹ |
| ۱۰۴ | دہلی میں نجف خاں کا انتقال اور مرزا شفیع کی وزارت | ۱۴۰ |
| ۱۰۵ | گورنر کا لکھنؤ آنا، اُس کا استقبال اور مہمانداری | ۱۴۳ |
| ۱۰۶ | بادشاہ کو فرنگیوں سے ملانے کے لئے اکبر آباد لانا | ۱۴۵ |
| ۱۰۷ | شہزادہ جواد بخت کا نواب وزیر اور فرنگیوں کے پاس آنا | ۱۴۶ |
| ۱۰۸ | گورنر کا واپس کلکتہ جانا اور شاہزادے کو واپس بھیج دینا | ۱۴۶ |
| ۱۰۹ | میر صاحب کا نواب وزیر کے ساتھ شکار میں جانا اور شکار نامہ موزوں کرنا | ۱۴۷ |
| ۱۱۰ | مرہٹوں کا تسلط | ۱۴۸ |
| ۱۱۱ | غلام قادر کا جور و ستم اور بادشاہ کی آنکھیں نکال لینا | ۱۵۰ |
| ۱۱۲ | عبرت و خاتمہ | ۱۵۱ |



مقدمہ

میر تقی میر اردو کے ان چند مسلم اساتذہ میں سے ہیں جن پر اردو ادب کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ اہل ذوق میر صاحب کے کلام کو سر اور آنکھوں سے لگاتے ہیں اور پڑہ پڑہ کر سر دھنکتے ہیں۔ جب تک یہ زبان دنیا میں قائم ہے یہ ذوق کبھی نہ ہوگا۔ میر صاحب خود بھی اسے سمجھتے تھے، کیا کہہ گئے ہیں —

جانے کا نہیں شور سخن کا مرے ہرگز

نا حشر جہاں میں مرا دیواں رہے گا

یہ محض شاعرانہ تعمیلی نہیں، حقیقت حال ہے جس سے کسی

کو انکار نہیں ہو سکتا —

اردو ادب کے شائقین میں کون ایسا ہوگا جو اس باکمال شاعر کے حالاتِ سفر کے مشائق نہ ہوگا، جس نے اردو شاعری کو (غزل کی حیثیت سے) اُنکھائے کہ ال نک پہنچا دیا تھا اور جس کے بعد اُسے پھر یہ رتبہ کبھی نصیب نہ ہوا۔ پھر حالات خود اس کے اپنے لکھے ہوئے۔ آپ بیتی میں جو مزہ ہے وہ جگ بیتی (تاریخ) میں کہاں۔ مورخ ہزار بے لاگ ہو اور تحقیق و تلاش میں سر مارے، آپ بیتی کے لکھنے والے کو نہیں پہنچ سکتا۔ بعض اوقات اس کے ایک بے ساختہ جملے سے وہ اسرار حل ہو جاتے ہیں جو مدتوں قاریوں کی ورق گردانی کے بعد بھی میسر نہیں ہوتے۔ اگر ہر شخص جس نے دنیا دیکھی بھالی ہے اور کچھ کھا بھی ہے اپنی بیتی آپ لکھ جایا کرے تو ادب کے خزانے میں یہ جواہرات انمول ہوں۔

(الف)

(ب)

ذکر میسر ایسا ہی اصول موتی ہے —

اردو میں شعرا کے تذکروں کی کچھہ کسی نہیں، اور کونسا تذکرہ ہے جس نے میسر صاحب کا ذکر نہ کیا ہو اور ان کی تعریف کے پل نہ باندھے ہوں مگر حالات کے نام سے وہی چند باقی ہیں جن سے نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ تحقیق کی پیاس بجھتی ہے۔ بعض ان میں سے میسر صاحب کے ہم عصر اور جان پہچان والے بھی ہیں اور بعض ان کے معتقد بھی، لیکن وہ کلام کی تعریف کو حالات کی تحقیق پر زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے خیال سے یہ بھی صحیح؛ آدمی فانی ہے کلام باقی ہے۔ مگر کلام کو آدمی سے جو نعلق ہے وہ کیونکر جدا ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ میسر صاحب کے متعلق بہت سی سنی سنائی، غلط سلط روایتیں چلی آتی ہوں جن کے پردھنے کی کوئی کسوتی نہ تھی۔ اب ذکر میسر کی بدولت بہت سی باتیں جو اندھیرے میں تھیں اُجالے میں آگئیں۔

جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا، میسر صاحب نے یہ کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ ان کا تذکرہ نکات الشعرا بھی فارسی ہی میں ہے، لیکن ذکر میسر کی زبان زیادہ رنگین، شیریں اور فصیح ہے، کہیں کہیں مستجع اور مقفی ہوگئی ہے مگر سادگی اور بے ساختہ پن اس کا اصلی حسن ہے جو شروع سے آخر تک جلوہ نما ہے۔ جگہ جگہ اپنے والد اور دوسرے بزرگوں کے قول یا ان کی پند و موعظہ یا گفتگو جو سراسر حقانیت اور اخلاق سے ملبوہ ایسی پاکیزہ زبان میں اور ایسے موثر طریقے سے بیان کی ہے کہ کتاب میں خاص لطف پیدا ہوگیا ہے۔

میسر صاحب کو (جیسا کہ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا) لڑکپن ہی میں یتیمی کا داغ سہنا پڑا اور ظالم پیمت انہیں وطن سے دلی کھینچ لایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سلطنت مغلیہ کے اقبال کا آفتاب گھٹا رہا تھا۔ اور عقل و ہمت اور اخلاق و استقلال اہل ملک سے رخصت ہو چکے تھے۔

”لکھنؤ کے مہر ایسا ہی اصول موتی ہے اور سلطنت مغلیہ کی راج دھانی

(ج)

نہی مگر ہر طرف سے آفات کا فشانہ تھی۔ اس کی حالت اُس عورت کی سی تھی جو بیوہ تو نہیں پر بیواؤں سے کہیں دکھادی ہے۔ الوالعزم تیمور اور بابر کی اولاد اُن کے مشہور آفاق تخت پر بے جان تصویر کی طرح دھری تھی؛ اقبال جواب دے چکا تھا ' ادبار و انحطاط کے سامان ہو چکے تھے اور سیاہ رو زوال گردو پیش منقہ لارہا تھا؛ بادشاہ سلامت دست نگر اور امہر اُمرامضمدل اور پردیشان تھے۔ سب سے اول نادر شاہ کا حملہ ہوا حملہ کیا تھا خدا کا قہر تھا۔ نادر کی بے پناہ تلوار اور اس کے سپاہیوں کی ہوس ناک غارت گری نے دلی کو نوچ کھسوت کے ویران و برباد کر دیا تھا۔ ابھی یہ کچھہہ سنبھلنے ہی پائی تھی کہ چند سال بعد احمد شاہ درانی کی چڑھائی ہوئی؛ پھر مرہٹوں، جاٹوں، دھیلوں نے وہ اودھم مچای کہ رہی سہی بات بھی جاتی رہی۔ غرض ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، طوائف الملوکی اور ایتری کا منظر نظر آتا تھا۔ یہ حالات میر صاحب نے اپنی آنکھوں دیکھے اور دیکھے ہی نہیں، اُن کے چر کے سہے اور ان انقلابات کی بدولت نا کام شاعر کی قسمت کی طرح ٹھوکریں کھاتے پھرے۔ یہ دلی کے اقبال کی شام تھی جس کی ستاراب تک طلوع نہیں ہوئی۔ —

میر صاحب نے ان تباہیوں اور بربادیوں اور آپس کی خانہ جنگیوں اور خود غرضیوں کے منظر اپنی آنکھوں دیکھے، ان میں شریک رہے، ان کے زخم کھائے اور پھر انہیں اپنی اس آپ بیتی میں ایسے پر درد الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آنکھوں کے سامنے اپنے اعمال کا نقشہ پھر جانا ہے۔ میر صاحب نے ان تمام واقعات اور حالات کو بڑی صحت اور خوبی سے لکھا ہے اور اُس زمانے کی تاریخ کے لئے یہ کتاب بھی ایک حیثیت رکھتی ہے۔ بعض مقامات پر وہ مورخ کی حیثیت سے رائے بھی دیتے ہیں۔ مثلاً پانی پت کی آخری جنگ میں مرہٹوں کے طریقہ جنگ کے متعلق فرماتے ہیں "حقیقت ہر دو لشکر آنکہ اگر دکھنیاں بجنگ گریز کہ

طور قدیم آٹھا بود سی چلکیدند ، اغلب کہ غالب سی گردید ند “
 ہم اس جگہ تاریخی حالات و واقعات پر کچھ لکھنا نہیں
 چاہتے ، جن لوگوں کو مغلیہ سلطنت کے آخری ایام کی تاریخ کا
 شوق ہے اُن کے لئے یہ حصہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔ یہاں ہم
 صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کتاب سے ہمیں میر صاحب
 کی زندگی کے متعلق کیا کیا نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور
 کون کون سی غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں —

۱۔ آب حیات میں فیروز گلزار ابراہیمی میں میر صاحب کے
 والد کا نام میر عبداللہ لکھا ہے ۔ میر صاحب اس کتاب میں
 ”جگہ میر علی متقی لکھتے ہیں اور کہیں ایک مقام پر بھی
 میر عبداللہ نہیں آیا ۔ والد کی عادات و خصائل ، اشغال و
 افکار ، اخلاق و اطوار کو بڑی خوبی سے لکھا ہے اور سب کچھ
 بے کم و کاست بیان کر دیا ہے ۔ چنانچہ ان کا ذکر کرتے کرتے لکھتے
 ہیں ”جوان صالحے عاشق پویشہ بود ، دل گرمی داشت “
 بخطاب علی متقی امتیاز یافت “ ۔ اس جملے میں خطاب کے
 لفظ سے کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اصلی نام کچھ اور ہو ۔
 ساری کتاب میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں کہ سوائے اس کے
 اُن کا کوئی اور نام بھی تھا ، جہاں کہیں انہوں نے والد کا ذکر کیا ہے تو
 علی متقی یا درویش کے نام سے کہا ہے ۔ سید اسان اللہ میر صاحب کے
 والد کے مرید خاص تھے ۔ اور گھر بار چھوڑ کر مرشد ہی کے قدموں میں
 آ پڑے تھے ۔ میر صاحب کے بچپن کا زمانہ انہیں کے پاس گزرا ،
 یہ انہیں ہر جگہ عم بزرگوار لکھتے ہیں ۔ وہ ایک درویش سے
 ملنے جاتے ہیں ، میر صاحب بھی ان کے ساتھ ہیں ۔ درویش
 پوچھتا ہے کہ یہ کس کا لڑکا ہے ۔ سید اسان اللہ جواب دیتے ہیں
 ”فرزند علی متقی “ ۔ اس طرح باپ کے مرنے کے بعد جب
 پہلی بار دلی گئے اور خواجہ محمد باسط نے انہیں نواب
 بمصام الدولہ امیرالامرا کے ہاں پھنس کیا اور امیرالامرا نے
 دیانت کیا کہ یہ کس کا لڑکا ہے تو وہاں بھی یہی نام بتایا

اور وہ فوراً پہچان گئے۔ اُن کے والد کا ایک پھر بھائی ایک مدت کے بعد اُن سے ملنے آقا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ کیسا آنا ہوا تو وہ کہتا ہے کہ پھر میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے ”... اما یکبار برخوردن تو باعلی متقی ضرور“۔ غرض ان کے والد کا نام کتاب میں بارہا آیا ہے، میر صاحب کی زبان سے ہو یا کسی دوسرے کی زبان سے، لیکن ہر جگہ علی متقی ہی لکھا ہے۔ اس سے وثوق ہوتا ہے کہ اصلی نام یہی تھا —

۲۔ بعض لوگوں نے اُن کی سیادت میں بھی شبہ کیا ہے جس کا ذکر آبہ حیات میں مذکور ہے۔ آزاد نے یہ قصہ تذکرہ شورش (غلام حسنین) سے نقل کیا ہے جس نے سب سے پہلے یہ افترا باندھا ہے۔ لیکن میر صاحب نے اس کتاب میں ہر مقام پر اپنے والد کے نام کے ساتھ ”میر“ کا لفظ لکھا ہے اور اپنے والد اور دوسروں کی زبانی اپنا نام بھی میر محمد تقی لکھتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے کہ جب انہوں نے میر تخلص کیا تو اُن کے والد نے منع کیا کہ ایسا نہ کرو، ایک دن خواہ مخواہ سید ہو جاؤ گے۔ والد کی وفات کے وقت اُن کی عمر دس گیارہ سال سے زیادہ نہ تھی، اس وقت نہ شعر کہتے تھے اور نہ شعر گوئی کا خیال تھا۔ شعر کا ذوق دلی میں آکر پیدا ہوا۔ یہیں انہوں نے تحصیل علم کی، یہیں شعر کہنا سیکھا اور یہیں اُن کے کلام کو شہرت و قبولیت حاصل ہوئی اور آخر دم تک دلی ہی کو یاد کرتے رہے —

۳۔ یہ ممکن نہیں کہ میر صاحب کا ذکر ہو اور خان آرزو (سراج الدین علی خاں) کا نام نہ آئے۔ خان آرزو فارسی کے بڑے اُستاد اور محقق اور شاعر تھے، کبھی کبھی دیکھتے میں بھی کچھ کہہ لیتے تھے۔ آزاد نے لکھا ہے کہ میر صاحب پہلی بوری سے نہ اور جب وہ مر گئے تو اُن کے والد نے خان آرزو کی مشیرہ سے شادی کی۔ لیکن میر صاحب کے بھان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بڑے بھائی خان آرزو کے حقیقی بھانجے تھے اور میر صاحب

اور ان کے چھوٹے بھائی دوسری بیوی سے تھے - اس سے ظاہر ہے کہ میر علی متقی کی پہلی بیوی خان آرزو کی بہن تھیں - بہر حال اس میں شک نہیں کہ خان آرزو مہر صاحب کے سوتیلے ماسوں ہوتے ہیں - تمام تذکروں میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے باپ کے مرنے کے بعد خان آرزو ہی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور انہیں کے فیض تربیت سے علمی استعداد اور شاعری کا ذوق حاصل کیا - جب میر صاحب کا تذکرہ نکات الشعر * چھپ کر شائع ہوا تو اس بیان پر تصدیق کی مہر لگ گئی - اس کتاب میں میر صاحب نے خان آرزو کا بڑے ادب سے ذکر کیا ہے اور اُن کے کمال اور سخن فہمی کی بے حد تعریف کی ہے اور مرزا معز (فطرت ، موسوی خاں) کے حال میں انہوں ”اُستاد و پیر و مرشد بندہ“ لکھا ہے - ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آزاد کا یہ قول نہایت ناگوار گزرتا ہے کہ ”خان صاحب حنفی مذہب تھے میر صاحب شیعہ“ اس پر نازک مزاجی غضب ! غرض کسی مسئلے پر بگڑ کر الگ ہو گئے + ”قیاس یہی ہوا کہ یہ بھی آزاد کا ایک چٹکلا ہے جو حسب عادت لطف داستان اور رنگینی بھان کی خاطر لکھ گئے ہیں - لیکن جب یہ کتاب (ذکر میر) ہماری نظر سے گزری تو معلوم ہوا کہ آزاد بڑی پتے کی بات لکھ گئے ہیں - مہر صاحب خان آرزو کے دل آزار برتاؤ اور بے مروتی کے نہایت شاکی ہیں - ایک تو لڑکیں اور ناقص رہ گاری ، دوسرے یتیمی کا قازہ نازہ داغ ، پھر غریب الوطنی اور بے روزگاری ، اُس پر بے مروت بھائی اور سنگ دل ماسوں کا یہ سلوک ، میر صاحب کی زندگی تلخ ہو گئی - غیور تو وہ بچپن ہی سے تھے ، جیسا کہ خود اُن کے والد † نے اس کا اعتراف کیا ہے ، اُن کے دل پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ نوبت جنون تک پہنچ گئی —

* یہ تذکرہ انجمن ترقی اُردو کی طرف سے شائع ہو چکا ہے

+ آب حیات ، تذکرہ میر

† دیکھو صفحہ ۵۹ —

اب قابل غور یہ ہے کہ میر صاحب کے ان دو بیانات میں اس قدر تفاوت اور تضاد کھوں ہے حالانکہ نکات الشعرا بھی دلی ہی میں لکھا گیا اور ذکر میر بھی وہیں شروع کی اور سوائے آخر کے کچھ اور اق کے (جس کی صراحت آگے چل کر کی جائے گی) ساری کتاب وہیں لکھی ۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تذکرہ میر صاحب کے خیال میں ایک ایسی چیز تھی جو مقبول ہونے والی تھی اور چونکہ اس قسم کا یہ پہلا تذکرہ تھا (جیسا کہ میر صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے) اس لئے یقین تھا کہ لوگ اسے شوق سے پڑھیں گے اور ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں جائے گا، انہوں نے اس ناگوار اور بدنما ذاتی اور خانگی قضیے کو چھوڑنا مصلحت نہ سمجھا اور تقاضائے غہرت نے یہی مذاہب خیال کیا کہ اس پر پردہ ڈال دیا جائے، لیکن جب وہ آپ بیعتی لکھنے بیٹھے تو دھانہ گیا، ساری رام کہانی کہہ سنائی۔ اور سچ بھی ہے وہ آپ بیعتی ہی کیا جس میں بری بھلی جو کچھ بھی گزری ہو صاف صاف نہ لکھ دی جائے، اب وہ واردات قلب ہو یا حالات و واقعات، اپنے ہوں یا دوسرے کے، جو کچھ آنکھوں نے دیکھا یا دل پر گزرا سب ہی لکھنا پڑتا ہے۔ اور یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ کتاب کبھی دوسرے ہاتھوں میں جائے گی یا مقبول ہوگی اور حقیقت بھی یہی ہے، آج تک یہ کتاب گمنامی میں رہی، یہ محض اتفاق ہے کہ آج اس کی اشاعت کا موقع نکل آیا ورنہ جہاں اور بہت سے جواہر پارے خاک میں مل گئے یہ بھی کھڑے مکوڑوں یا کسی عطار کی پڑیوں کی نظر ہو جاتی —

اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جو مشہور چلا آتا ہے، خان آرزو میر صاحب کے اُستاد تھے صحیح نہیں ہے۔ ہاں وہ اتنی بات کے تصور وار ضرور ہیں کہ دوبارہ جب دلی آئے تو ماموں ہی کے ہاں آئے تھہرے، چنانچہ فرماتے ہیں ”یعنی چندے پیش اور ماندیم و کتابے چلے از یاران شہر خواندم“ اس کے بعد انہوں نے اپنی تعلیم کا حال لکھا ہے کہ کھونکر اتفاق سے راستے میں میر جعفر سے ملتے ہوئے

ہوئی اور اُن سے فارسی پڑھنی شروع کی، اتفاق سے جب وہ اپنے وطن پتہ چلے گئے تو میر سعادت علی سے جو امروز کے بادشاہ تھے ملاقات ہوئی، انہوں نے میر صاحب کو ریختہ میں شعر موزوں کرنے کی ترغیب دی اور اس وقت سے ان کی شعر گوئی کی بنیاد پڑی۔ میر صاحب نے بھی ایسی جان توڑ کے محنت کی اور وہ مشق بہم پہنچائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اُن کی شہرت سارے شہر میں پھیل گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی کے شاگرد نہ تھے بلکہ شاعر پیدا ہوئے تھے۔

۴۔ میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے کا حال بھی عجیب ڈھنگ سے بیان کیا گیا ہے اور آزاد نے نمک مرچ لگا کر اُسے ایک افسانہ بنا دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آزاد کے سحر نگار قلم نے اس وقت اور موقع کی اور میر صاحب کی قطع وضع اور اُن کی بے کسی اور استغنا کی ایسی سچی تصویر کھینچی ہے کہ ڈراما کا لطف آ جاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے عذرت کا نقشہ پھر جاتا ہے۔ لیکن لکھنؤ پہنچ کر سرائے میں اترنا، مشاعرے میں جانا، اُن کی پرانی وضع پر اہل مشاعرہ کا ہنسنا اور شمع سامنے آنے پر غزل میں حسب حال فی البدیہہ اشعار کا پڑھنا حقیقت سے بعید ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دلی اُچر گئی تھی، قدردان اُتھے گئے تھے، اہل کمال کس میرسی کی حالت میں تھے اور اُن کا تھکا نا صرف ایک ہی وجہ تھا یعنی لکھنؤ کا نوابی دربار جو اُس وقت بہار پر تھا۔ زمانے کے ہاتھوں تلک آکر ہر با کمال قدردانی کا بھوکا اپنے عزیز وطن سے ملے موڑ کر وہیں جا پہنچا تھا۔ میر صاحب اگرچہ دلی میں تلک حال اور شکستہ دل تھے مگر بڑے غور تھے۔ وہ بعض اور لوگوں کی طرح دوسروں پر بار ہونا یا احتیاج لے کر پہنچنا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے تھے۔ جس طرح شجاع الدولہ نے ازراہ قدردانی مرزا سودا کو دلی سے بلا بھیجا تھا اسی طرح آصف الدولہ نے نواب سالار جنگ کے قریبہ زاد والا بھیج کر میر صاحب کو لکھنؤ بلا دیا۔ لکھنؤ پہنچ

نواب سالار جنگ کے ہاں گئے جو اُن کے حال پر پہلے ہی سے مہربان تھے ، انہوں نے فوراً بلند گان عالی کی خدمت میں اطلاع کی ۔ چار پانچ روز بعد بزد گان عالی مرغوں کی لڑائی کے لئے تشریف لائے میر صاحب بھی وہاں تھے ۔ محض فراست سے سمجھ گئے کہ میر صاحب ہیں ، نہایت لطف و عنایت سے بغل گیر ہوئے اور اپنے ساتھ نشست کے مقام پر لے گئے ۔ اپنے شعر میر صاحب کو مخاطب کر کے سنائے اور پھر میر صاحب سے کلام سننے کی فرمائش کی ۔ مگر میر صاحب نے اپنی غزل کے صرف دو چار ہی شعر سنائے ۔ اس سے ظاہر ہے کہ میر صاحب فقہروں کی طرح لکھنؤ نہں گئے جیسا کہ آزاد نے بیان کیا ہے بلکہ عزت سے بلائے گئے اور آخر دم تک اسی عزت سے رہے ۔

۵ ۔ میر صاحب کی بد دماغی اور نازک مزاجی کو بھی بڑے مبالغے سے بیان کیا گیا ہے ، لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ نازک مزاج ضرور تھے ۔ اس کا راز اُن کی ابتدائی تربیت اور پرورش اور بعد کے حالات میں ہے ۔ میر صاحب کے والد بڑے پائے کے درویش تھے ، لوگ اُن کے قدم لیتے اور ہاتھ چومتے تھے ، بڑے بڑے لوگ ان کے ملنے کی تمنا کرتے تھے ۔ ایسے حالات میں درویش دماغ دار نہ ہو تو ممکن ہے ، لیکن صاحبزادے کے دماغ کا کیا پوچھنا وہ تو آسمان ہی پر ہوتا ہے ۔ سید امان اللہ جو اُن کے والد کے سرید خاص تھے ، میر صاحب انہیں چچا کہتے تھے ۔ سید صاحب نے انہیں بڑے چار چوچلے سے پالا ۔ یہ شب و روز انہیں کے پاس رہتے ، انہیں کے ساتھ کھاتے ، انہیں کے ساتھ سوتے ، جب کبھی کسی درویش سے ملنے جاتے تو میر صاحب کو ساتھ لیتے جاتے اور یہ اُن کی ملاقاتوں اور صحبتوں میں حاضر رہتے ۔ اُن کے والد کی خدمت میں بھی اکثر درویش اور صوفی حاضر ہوتے ، یہ چپکے چپکے سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہتے تھے ۔ انہوں نے اس کتاب میں جو اپنے والد کی تلقین اور دوسرے درویشوں کی باتوں اور اقوال لکھے ہیں وہ سارا سر درویشی میں

دوبے ہوئے ہیں۔ یہیں سے اُن میں غمزدگی، استغناء، قذاعت اور بے نیازگی کی شان پیدا ہونے لگی تھی۔ ابھی دس گیارہ ہی برس کی عمر تھی کہ دھری یتمیمی دیکھنی پڑی، ایک تو، چچا جو باپ سے زیادہ ناز بردار تھا داغ مفارقت دے گیا، دوسرے اُسی سال باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ پھر عزیز واقارب کی طوطاچشمی خصوصاً بھائی کی بے مروتی اور ماموں کی بدسلوکی اور دل آزاری، اس پر بے سرو سامانی اور پدیشانی، ان سب پر مزید ملک و حکومت کی ناگفتہ بہ حالت، جہاں آئے دن نئے نئے انقلابات اور دلخراش واقعات، خانہ جنگیاں اور بربادیاں، برپا رہتی تھیں۔ ان سب نے اُن کے دل پر ایسے چر کے دیئے کہ تن بدن کا ایک ایک تار بلبل اُٹھا۔ اسی نے اُن کے کلام میں فصاحت کے ساتھ وہ سوز و گداز اور درد پیدا کر دیا جو اُن کے بعد آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا —

آزاد نے خان آرزو سے ناچاقی کی وجہ میر صاحب کی نازک مزاجی ہی قرار دی ہے اگرچہ اُس کے تسلیم کرنے میں کسی قدر قائل ہوتا ہے، تاہم دوسرے واقعات ایسے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نازک مزاج ضرور تھے۔ مثلاً سادات خاں ذوالفقار جنگ بخشی کے ہاں ملازم تھے، ایک روز خان موصوف شب ماہ میں مہتابی پر بیٹھے تھے اور قوال کا لڑکا ان کے سامنے بیٹھا کچھہ گارھا تھا، اگلے میں میر صاحب پہنچے، خان نے کہا میر صاحب اسے اپنے ریختے کے دوچار شعر بتا دیجئے تو یہ اپنے طور پر درست کر کے گالے گا۔ میر صاحب نے کسی قدر ترش ہو کر کہا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا، تو اس نے اپنے سر کی قسم دی اور خوشامد کی تو میر صاحب نے چار و ناچار چند شعر اُسے یاد کرائے لیکن یہ بات انھیں ایسی ناگوار گذری کہ اس کے بعد سے خان صاحب کے ہاں جانا چھوڑ دیا اور خانہ نشین ہو گئے۔ خان موصوف نے بہت ملت سماجت کی مگر انھوں نے ایک نہ سنی۔ مگر اس شخص کی مروت کو دیکھئے کہ اُس نے اس کا کچھ خیال نہ کیا

(ک)

اور محض میر صاحب کی خاطر سے اُن کے بھائی مہر محمد رضى کو اپنے پاس سے گھوڑا دے کر نوکر رکھ لیا ۔ راجہ جنگل کشور جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں وکیل بلکالہ تھے اور بڑے امیر آدمی تھے ، شوق اور قدر دانی سے مہر صاحب کو گھر سے اتھا کر اپنے ہاں لے جاتے ہیں اور اپنے شعر اصلاح کے لئے پیش کرتے ہیں مگر میر صاحب اس کے کلام کو قابل اصلاح نہیں سمجھتے اور سب پر خط کھینچ دیتے ہیں ۔ راجہ ناگر مل جو میر صاحب کا بڑا قدر دان تھا ، اس کی رفاقت محض اس وجہ سے چھوڑ دی کہ جو معاہدہ وہ اس کے ، ایسا سے بادشاہی امرا سے کر کے آئے تھے اس پر اس نے عمل نہ کیا ۔ بادشاہ بڑے اشتیاق سے بار بار بلاتے ہیں مگر یہ نہیں جاتے ۔ غرض میر صاحب کو اپنی وضع کا بڑا پاس تھا اور ابتدائی تربیت اور فقر و فاقے نے وضع داری کے ساتھ نازک مزاجی بھی پیدا کر دی تھی ۔

۶ ۔ اس کتاب میں بعض مقامات ایسے آتے ہیں کہ ان کے پڑھنے کے بعد اُن کی بعض نظموں کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے اور لطف دو بالا ہو جاتا ہے ۔ مثلاً جب اُن کے سوتیلے ماموں خان آرزو نے اپنے بھانجے (میر صاحب کے بڑے بھائی) کے اشتعال سے انہیں طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور اُن کی خصوصیت اور دل آزاری اور بدسلوکی حد سے بڑھ گئی تو اس نے کسی اور بے نواى کے عالم میں اُن کے قلب پر اس کا بڑا صدمہ ہوا اور بہت ہی دل شکستہ اور دل گرفتہ رہنے لگے ۔ اس غم و فصے کی حالت میں ان پر ایک جنون کی سی حالت طاری ہو گئی اور انہیں چاند میں ایک عجیب صورت نظر آنے لگی ، اس وہم کے ساتھ وحشت و دیوانگی بڑھنے لگی اور حالت نازک ہو گئی ۔ اس تمام کیفیت کو مہر صاحب نے بڑی خوبی سے بیان کیا ہے ۔ اس کے بعد آپ اُن کی مثنوی ” خواب و خیال “ پڑھئے تو اس واردات کی سچی تصویر اور اس خواب کی پوری تعبیر نظر آتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض خواب و خیال نہیں بلکہ ایک

واقعہ تھا جو اُن کے مایوس اور حزین دل پر گزرا تھا —
 اس مثنوی کے شروع میں اپنی پریشان حالی کا ذکر کیا
 ہے کہ ہوش سبھالتے ہی اپنے بھگانے ہو گئے، یاروں نے بے وفائی
 کی - اور عزیز و اقربا نے بے سروتی - ناچار وطن چھوڑنا پڑا
 اور یہ پہلا وقت تھا جو گھر سے قدم باہر نکالا —

چلا اکبر آباد سے جس گھڑی
 در و بام پر چشم حسرت پڑی
 کہ ترک وطن پہلے کیوں کر کروں
 مگر ہر قدم دل کو پتھر کروں

اب دلی پہنچتے ہیں —

پس از قطع رہ لائے دلی مہوں بخت
 بہت کھینچے ہاں مہوں نے آزار سخت

جگر چور کردوں سے خوں ہو گھا
 مجھے رکتے رکتے جنوں ہو گھا

اب اس کے بعد سے جنوں کی کیفیت بیان کی جو
 عجب و غریب ہے —

میر صاحب کو دو بار کاماں جانا پڑا اور دونوں بار پریشان
 حالی ان کے ہمرکاب تھی - پہلی بار، جب دیکھا شہر کی حالت
 دھننے کے قابل نہیں دھی تو راجہ (ناگرمال) سے اجازت چاہی
 کہ شہر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جاتا ہوں، یہاں دھننے
 کی تاب نہیں - راجہ نے اپنی عنایت سے اجازت دی -
 میر صاحب تو کل علی الدہ لواحقین کے ساتھ چل کھڑے
 ہوئے اور بہ ہزار پریشانی کاماں پہنچے - یہ ذیحصہ کی
 آخری تاریخ تھی - عشرہ وہیں بسر کیا اور عاشورے کے روز
 وہاں سے آگے چلے - دوسری بار جب راجہ جاتوں کے ہاتھوں
 سے تلک آکر اپنے تمام متوسلوں کے ساتھ قلعے سے نکل کر
 کوچ کرتے ہوئے کاماں پہنچتے ہیں تو میر صاحب بھی بہ سبب
 ملازمت اس قافلے کے ساتھ ہوں - یہ عام بھی پریشانی کا تھا

(م)

اور غالباً اسی حالت میں انہوں نے ایک مختصس لکھا ہے -
زمانے کی شکایت میں فرماتے ہیں —

کام سے تلخ کام آٹھایا مرے تئیں
دلی میں بیدلانہ پھرایا مرے تئیں

ہم چشموں کی نظر سے گرایا مرے تئیں

حاصل نہ ہو س سہمہ بدایا مرے تئیں

میں مشقت خاک مجھ سے اسے اس قدر غبار

تلاش معاش میں جگہ جگہ مارے مارے پھرنے کے متعلق

کئی بند لکھے ہیں، ایک یہ ہے —

جانا جہاں نہ تھا مجھے، سو بار واں گیا

ضعف قوی سے دست بدیوار واں گیا

محتاج ہو کے ناں کا طلب گار واں گیا

چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار واں گیا

اس جان نا توان یہ کیا صبر اختیار

آگے چل کے کہتے ہیں —

حاجت مری روا دل پر درد نے نہ کی

ناثیر اشک سرخ و رخ زرد نے نہ کی

تدبیر ایک دم بھی دم سرد نے نہ کی

دل جوی میری حیف کسی فرد نے نہ کی

طاقت رہی نہ دل میں، گیا جان سے قرار

اور بند تو دو آخر کے ہیں جو مہر صاحب کی حالت اور مزاج

کا سچا نقشہ ہیں —

دل سر بسر خراب ہے تعمیر کیا کروں

آشفگیء حال کی تعبیر کیا کروں

خونا بہاے چشم کی تقریر کیا کروں

زدیء رنگ چہرہ کی تحریر کیا کروں

آہا جو میں نہیں ہوں خزان ہو گئی بہار

حالت تو یہ کہ مجھ کو غموں سے نہیں فداغ

دل سوزش درونی سے جلتا ہے جوں چراغ

سہنہ تمام چاک ہے سارا جگر ہے داغ

ہے نام مجلسوں میں مرا مہر بے دماغ

از بسکہ بے دماغی نے پایا ہے اشتہار

اسی طرح سے شہر آشوب اور مستزاد (جو دلی کے حال پر

لکھی ہے) اور خاص کر جو نظم دنیا کے نام سے ہے ان کا لطف

اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آتا ہے - آخری نظم (دنیا) کے پڑھنے

کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے گویا اس کتاب کے آخری صفحے کے لفظ

لفظ کو نظم کر دیا ہے - غرض مہر صاحب کے کلام کے سمجھنے اور

لطف حاصل کرنے میں بھی اس کتاب سے بہت کچھ

دھماکی ہوتی ہے -

۷ - ذکر مہر میں جہاں اُس زمانے کی معاشرت اور حکومت

کے بہت سے واقعات ملتے ہیں وہاں ایک یہ بات بھی صاف نظر

آتی ہے کہ اُس زمانے میں ہندو مسلمان کی کوئی بکٹ ہی

نہ تھی - اُس سے بڑھ کر برا کونسا زمانہ ہوگا جب کہ ملک میں

ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، لوت مار کی وبا پھیلی ہوئی تھی

اور زوال اور انحطاط کا انتہائی وقت آگیا تھا، ناہم ہندو مسلمانوں کے

تعلقات آپس میں ایسے تھے جیسے بھائیوں بھائیوں میں ہوتے ہیں -

وہ لڑتے بھی تھے، ملتے بھی تھے، مگر اس دوستی محبت اور

لڑائی بھڑائی میں مذہب و ملت کا کوئی امتیاز نہ تھا - یہ آفت

اس زمانے کی لائی ہوئی ہے جس میں بدبختی سے دونوں

مبتلا تھے؛ اس کا انجام سب سمجھے ہوئے ہیں مگر اپنے وہم کے

ہاتھوں لاپارہوں - خود مہر صاحب کئی راجاؤں کے متوسل تھے،

اُن کی مروت اور انسانیت کا ذکر کس محبت اور عزت سے کرتے

ہیں - راجہ ناگ مل کی شرافت اور وضع داری دیکھئے، جاتوں

کی چہرہ دستی اور مردم آزادی سے آزرده ہو کر دلیرانہ قلعہ چہرہ

پاٹھ کر نکلتے ہوئے تو اپنے ساتھ بیس ہزار گھروں کو جو انہیں

(س)

کی وجہ سے آباد تھے اور اکثر اُن کے متوسل تھے اور جن میں ہندو مسلمان سب ہی تھے ، ساتھ لے کر جاتے ہیں ۔ یہ وقت خطرے سے خالی نہ تھا ، مہر صاحب لکھتے ہیں ” راجہ نظر بزرخدا کردہ انچہ لازمہ سردار یست بکار بردہ باہر دو پسر بجزاعت تمام سوار شد و بیرون قلعہ آمد چنان ہمت بامداد غربا گماشت کہ ناموس نفرے ہم انجا نگزاشت ۔ از لطف دادار بے ہمال و بہ یمن نیت خرب در دو سہ روز مع این قافلہ گراں داخل کاما گشت “ ۔ اگرچہ ملک کی حالت بہت خراب و خستہ اور ابتر تھی ، عام و خاص ، ہواب اور راجہ سب خود غرضی میں مبتلا اور ناعاقبت اندیشی میں گرفتار تھے ، مگر پرانی وضع داریاں برابر چلی جا رہی تھیں ۔ بزم ہو یا رزم ، غم ہو یا شادی ، معاملات ہوں یا مطائبات اُن میں وہ تلک دلی اور تعصب نہ تھا جس کا جلوہ ہمیں آج کل نظر آ رہا ہے ۔ بد اخلاقی اُن میں بھی تھی ، بد معاملگی اُس وقت بھی تھی ، غداری اور بے وفائی سے وہ زمانہ بھی خالی نہ تھا ، مگر وہ سہا عیب جسے مذہبی تعصب کہتے ہیں ، اس سے اُن کے سہلے پاک تھے —

۱۸۔ میر صاحب بڑے مہذب اور بجا وضع شخص ہیں وہ کہیں مذہب کا ذکر یا بحث نہیں کرتے ، تاہم فہمناً بعض واقعات سے اُن کے مذہب اور مشرب کی جھلک بھی نظر آتی ہے ۔ اپنے والد کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں ” روزے در خدمت شہنشاہ سوال کرد کہ بندہ انچہ عقائد خود درست کردہ ام بخدومت عالی واضح است “ اما در حق حاکم شام چہ فرمایند “ ۔ شیخ نے فرمایا ” کہونگا “ کچھ مدت بعد مذہب اندھیرے محرم خان خواجہ سرائے شاہجہانی کی مسجد تشریف لائے ، میرے والد کے نوکر وضو کے لئے پانی لانے کو دوڑے ، والد خود اُٹھے اور آفتابہ لے کر ہاتھ منہ دھلائے لگے ۔ فرما نے لگے ” اے علی متقی میں عمر بھر کبھی اُس کا نام زبان پر نہیں لایا ہوں ، اس کا شکر کس زبان سے ادا کروں “ ۔ والد کہتے تھے کہ اس کے بعد سے میں نے بھی اس کا نام

کبھی نہیں لیا —

سبھکان اللہ ، کس خوبی اور حکمت سے تلقین کی ہے یہ بزرگ شاہ کلیم اللہ اکبر آبادی ، میر علی متقی کے پورو مرشد تھے ۔ اور میر علی متقی کا شیخ سے یہ کہنا کہ ”میلے جیساکے آپ پر ظاہر ہے ، اپنے عقائد درست کر لیتے ہیں“ شیخ کے اثر کو ظاہر کرنا ہے ۔ میر صاحب بھی آخر اُسی باپ کے بیٹے تھے ، ابتدا سے درویشوں میں تربیت پای ، خود درویش منہ واقع ہوئے تھے ، اسی لئے ان کا مشرب وسیع اور دل صاف تھا ۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ جب میر صاحب سادات خاں ذوالفقار جنگ کے پاس تھے تو ایک لڑائی میں وہ بھی ساتھ تھے ، لڑائی قصبہ سامر کے پاس ہوئی جو اجمیر سے بیس کوس ہے ۔ غرض ملہار راؤ کے بیچ مدد پڑنے سے لڑائی موقوف ہوئی اور صلح صفائی ہو گئی ۔ میر صاحب نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی زیارت کے لئے اجمیر جا پہنچے ۔ اس ماجرے کو ان چند الفاظ میں بیان کرتے ہیں ، ”من پس از صلح برائے حصول سعادت زیارت درگاہ فلک اشتباہ خواجہ بزرگ رفتم“ —

۹ ۔ میر صاحب کی وفات کا سال تو صحیح صحیح معلوم ہے ، سنہ ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ ع) میں انتقال ہوا ، ناسخ نے تاریخ کہی ہے ”واویلا مرد شہ شاعران“ ۔ لیکن پیدائش کا سال معلوم نہ ہونے سے اُن کی عمر کے متعلق بہت اختلاف پیدا ہو گیا ہے ۔ آزاد لکھتے ہیں کہ سو برس کی عمر پائی ۔ مصطفیٰ اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں ”عمرش تخمیناً قریب بہ ہشتاد است“ ۔ تذکرے کی تالیف کا سنہ ۱۲۰۹ھ ، اس حساب سے تقریباً ۹۶ سال ہوتے ہیں ۔ جہان نے اُن کی عمر ۸۰ ہی برس لکھی ہے ۔ اگرچہ میر صاحب نے اس کتاب میں اپنی پیدائش کا سنہ نہیں لکھا تاہم بعض حالات اور قرائن ایسے موجود ہیں جن سے اُن کی عمر اور پیدائش کا تخمینہ سنہ معلوم ہو سکتا ہے —

جب سہد اسان اللہ کا (جنہیں میر صاحب عم بزرگوار

کر کے لکھتے ہوں) انتقال ہوا اور رنج و غم سے ان کی حالت بہت نڈھال ہوئی تو ان کے والد ان کو سمجھانے لگے ' اس میں ایک یہ فقرہ بھی فرمایا " کہ ماہ من ! نہ طفل مالہ " الحمد للہ کہ دہ سالہ " - اور اسی سال میر علی متقی کا بھی انتقال ہو گیا - گویا باپ کی وفات کے بعد اُن کی عمر دس سال کی تھی یا زیادہ سے زیادہ گیارہ سال کی ہو گئی - باپ کے مرجانے سے اس چھوٹی سی عمر میں فکر معاش ہوئی جس کی تلاش میں وہ اکبر آباد کے آس پاس بہت کچھ پھرے ، جب مایوس ہوئے تو شاہ جہاں آباد کا قصد کیا - نواب صمصام الدولہ امیرالامرا نے اُن کے باپ کے حقوق کا خیال کر کے میر صاحب کا ایک روپیہ روز مقرر کر دیا اور یہ روزینہ نادر شاہ کے حملے تک ملتا رہا ، اس جنگ میں نواب صاحب کے مارے جانے سے بزد ہو گیا - نادر کا حملہ سنہ ۱۱۵۱ ھ میں ہوا - اس کتاب کے اختتام پر میر صاحب نے اپنی عمر ساٹھ سال بتائی ہے اور کتاب کی تاریخ اس قطعہ سے نکالی ہے —

مسمی با سسی شد اے با ہنر
کہ ایسے نسخہ گرد د بعالم سمر
ز تاریخ آگہ شوی بھگساں
فزای عدد بست و ہفت ار براں

کتاب کا نام " ذکر میر " ہے جس کے عدد ۱۱۷۰ ہوتے ہیں ، اس میں ۲۷ ملاے تو ۱۱۹۱ ہوئے - اس میں سے اکثر ساٹھ منہا کئے تو ان کی پیدائش کا سال تقریباً ۱۱۳۷ ھ نکلتا ہے - اس حساب سے نادر کے حملے کے وقت ان کی عمر کوئی پندرہ سال کی سمجھنی چاہئے - اس حادثے کے بعد وہ پھر دہلی جاتے ہیں اور چند روز اپنے ساموں خان آرزو کے مہمان ہوتے ہیں - ایک مدت کے بعد جب راجہ ناگرمیل کے ہمراہ اکبر آباد جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو

لکھتے ہیں کہ تیس سال بعد وطن میں آنا ہوا ، یعنی اس وقت اُن کی عمر ۴۵ ، ۴۶ برس کی ہوگی —

آب حیات میں لکھا ہے کہ میر صاحب نے دلی ۱۱۹۰ ھ میں چھوڑی لکھن گلشن ہند (اور گلزار ابراہیم) میں اُن کے لکھنؤ جانے کی تاریخ ۱۱۹۷ لکھی ہے اور لکھا ہے کہ اُس وقت مرزا محمد رفیع سودا اُس جہاں فانی سے عالم باقی کو سدھار چکے تھے ۔ سودا کا انتقال سنہ ۱۱۹۵ ھ میں ہوا ۔ میر حسن اپنے تذکرے میں میر صاحب کا حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُس وقت وہ دلی ہی میں ہیں ۔ حسن کے تذکرہ کا سنہ قالیف ۱۱۹۴ ھ ہے ۔ غرض لطف ہی کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب لکھنؤ سنہ ۱۱۹۷ ھ میں پہنچے ۔ اس حساب سے میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے اور ذکر میر کے ختم ہونے کا ایک ہی سال ہونا ہے اور اس وقت ان کی عمر ساٹھ تھی ۔ اب اگر سنہ پیدائش ۱۱۳۷ ھ اور سنہ وفات ۱۲۲۵ ھ تو میر صاحب کی عمر تقریباً ۸۹ برس ہوتی ہے ، بہر حال ۹۰ سے زائد کسی حال میں نہیں اور موری راے میں یہی صحیح بھی ہے —

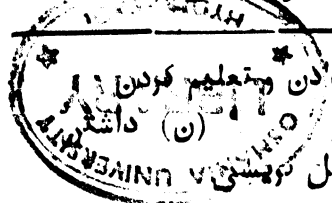
۱۰ ۔ ذکر میر ایک نادر الوجود کتاب ہے ۔ ہساری زبان میں ایک نہیں بیسہوں تذکرے شعرا کے لکھے گئے ہیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے مگر کسی تذکرے میں اس کتاب کا نام نہیں ۔ آزاد نے بہت تفصیل سے میر صاحب کے کلام اور تصنیفات کی فہرست دی ہے مگر ذکر میر کا ذکر اس میں بھی نہیں ۔ سوائے ڈاکٹر سپرنگر کے کہ اس نے اپنی فہرست میں ذکر کیا ہے اور کہیں اس کا پتہ نہیں ۔ یہ محض اتفاق ہے کہ یہ کتاب خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد صاحب بانٹی مسلم ہائی اسکول اتارہ کے ہاتھ لگ گئی اور اُن کی عنایت سے ہمیں دیکھنی نصیب ہوئی اور اس کے شایع کرنے کا موقع ملا ۔ میں مولوی صاحب کے اس لطف و کرم

کا بیحد مسنون ہوں۔ یہ نسخہ بہت صاف اور اچھا لکھا ہوا ہے۔ کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۸ ع) کی ہے یعنی میر صاحب کی زندگی ہی میں لکھا گیا اور کیا تعجب ہے کہ انہوں نے نسخے کی نقل ہو۔ کہیں کہیں مشکل الفاظ اور متاورات کے معنی بھی دئے ہیں جو ہم نے بجزسہ چھاپ دئے ہیں، الہتمہ مضامین کے عنوان اس میں نہیں تھے وہ ہم نے اضافہ کئے ہیں۔ جب پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اور پینٹل کالج لاہور کو، جو علم و ادب کا خاص ذوق رکھتے ہیں، یہ معلوم ہوا کہ میرا ارادہ اس کتاب کے شایع کرنے کا ہے تو انہوں نے مجھے فرداً لکھا کہ ایک نسخہ اس کا میرے پاس بھی ہے، کہو تو بھیج دوں، چنانچہ انہوں نے میرے لکھنے پر اپنا نسخہ مجھے مستعار عداہت فرمایا جس کا میں بہت شکر گزار ہوں۔ میں نے کتاب کا چھپنا روک دیا اور اتارے کے نسخے سے مقابلہ کرنا شروع کیا اس سے بعض بعض جگہ بہت مدد ملی۔ پروفیسر صاحب کا نسخہ ایسا اچھا لکھا ہوا نہیں ہے جیسا اتارے کا ہے اور ناقص بھی ہے یعنی ایک چوتھائی سے زائد کم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آخری حصہ میر صاحب نے بعد میں بڑھایا ہے، چنانچہ لکھنے والے کا حال لاہور کے نسخے میں مطلق نہیں۔ جہاں کہیں ان دو نسخوں کی عبارت میں اختلاف تھا، اُس اختلاف کو ہم نے حاشیے میں (ن) کا نشان کر کے لکھ دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں میر صاحب نے کچھ لطفے بھی جمع کرا دیے ہیں، بعض پرانے اور تاریخی ہیں اور بعض خود اُن کے زمانے کے ہیں اور پر لطف ہیں۔ مگر افسوس کہ بعض ان میں سے ایسے فحش ہیں کہ اُن کا لکھنا یا بیان کرنا ممکن نہیں، اس سے اُس زمانے کا ذوق معلوم ہوتا ہے ورنہ میر صاحب کی تہذیب اور معانت کا کیا کہنا ہے؛ اس وجہ سے نہز اس لئے کہ یہ ایک غیر متعلق چھڑ تھی ہم نے یہ لطفے اُس کتاب سے خارج کر دیے ہیں۔

اُس کتاب کے پڑھنے کے بعد ایک بات کی حسرت رہ جاتی ہے کہ مہر صاحب نے اپنے زمانے کی شعر شاعری، مشاعروں اور ہم عصر شعرا کا مطلق ذکر نہیں کیا، حالانکہ اُس وقت اردو شاعری کا دلی مہں خوب چہ چا تھا، خود بادشاہ شاعر اور شاعروں کے قدردان تھے اس کے علاوہ خواجہ میر درد، میر حسن، سودا، میر حسن، صیدائو اور بہت سے نامور شاعر وہاں موجود تھے۔ خود میر صاحب اپنے تذکرے نکات الشعراء میں کہتے ہیں کہ مختصر، مستقیم، خواجہ صاحب نے ہاں ہر مہینہ ہوتی تھی بعد ازاں اُن کے ایما سے میر صاحب نے ہاں ہر مہینے کی پذیر ہوئی کو ہونے لگی۔ حیرت ہے کہ میر صاحب نے بھول کر بھی اس کا کہیں اشارہ نہیں کیا یا تو اسے میر صاحب کا ضبط سمجھنا چاہئے یا یہ کہ یہ چیزیں انہوں نے نکات الشعراء کے لئے اٹھا رکھی تھیں۔ جو کچھ بھی ہو مگر یہ بات ہے بڑے تعجب کی کہ آپ بیتمی میں اسی چیز کا ذکر نہ آئے جو میر صاحب کا سب سے بڑا کمال ہے اور جس سے اُن کو بقاے دوام ہے۔

عبداللہ الحق

حمد | حمد بیحد مر سخندورے را کہ یکہ بیت یکتائی او
 بعالم دوید * و ثنائے لاتعد صنعت کرے را کہ گوهر
 معنی در سلک نظم و نثر کشید۔ قادر سخنے کہ ہزار رنگ
 سخن را جلوہ بر + زبان میدہد + تعلیم کرے کہ ہر فرد عاجز
 سخن را زبان میدہد، خالقے کہ خلق عالم را نوازد، صنائعے کہ
 خاک را آدمی سازد، دارندہ کہ بے لطف او نگاہداشتن خود
 معطل است، نگارندہ * کہ صورت نویسی * او کرا معجل است۔
 علیہ کہ در احاطہ عالم او ہر مرکب و بسیط این جاست کہ
 ”ان الله على كل شيء محيط“۔ حکیمے کہ دانائے رازہاست، قدیمے
 کہ ہستی او را سزااست۔ رازقے کہ نان دہد، مالکے کہ جان دہد۔
 رحیمے کہ عذر گنہگار نیوشد، کریہے کہ عطا پاشد و خطا پوشد۔
 شمس یک ذرہ از ظہور او، قہر یک شہ از نور او۔ چیزے
 نیست کہ بے نور او کنی، غرض کہ ”الله نور السموات والارض“۔
 فاز او از بسکہ نیاز را دوست میدارد، ہر کہ سر فرود می آرد
 نو مید فہمیکند ارد۔ آفرینندہ کہ چہا آفرید و بینندہ کہ



* اے مشہور شد + اے زبان دامن و تعلیم کردن
 + یعنی یاد می دہد § (ن) و (ن) داشتہ
 * (ن) یہ فقرہ نہیں ہے ○ نقل نویسی

نہان ہمہ کس دید۔ ہر چند چرخ کج رفتار بامن کج بازو اتنا چشم دارم کہ روے مرا بر خاک نیندازد*۔ زبانے فیست کہ نام او ازو نہی آید، جانے فی کہ فغہٗ وصف او نہی سراید۔ خبیریکہ از حال ہمہ کس خبر دارد، بصیریکہ ہمہ را در نظر دارد۔ نیازے باید کہ گُلہاے ناز او چینند، چشمے شاید کہ تازہ کاری او بیند۔ فردیکہ بغردانیت موصوف، احدیکہ بوحدانیت معروت۔ رفیعے کہ بدرگاہ او ملک نرود، سہیعی کہ الانحاح ہر عاجزے شنود۔ قلم در زبان چہ قدرت دارد کہ کہالات او یک یک ہر نگار، مگر او خود را خود ستاید و از عہدۂ کہلات خود ہر آید۔

نعت | فی + الذنت = درود نا معدود بر فصیحے کہ گوے فصاحت از میان بردہ، و تحیات نا معدود بر بلیغے کہ بخدا رسید، و بخورد فسرردہ*۔ شاہے کہ از سر تا پا قدر و جلال است، ماہے کہ زنگ زدائے کفر و ضلال است۔ پیشوائے کہ بے اقتدائے او کارے نہیکشاید، رہنمائے کہ بے رہنمائی او راہے نہی نہاید۔ امیریکہ فرمان او بجان و دل پذیریم، و دستگیرے کہ اگر دست دہد، دنبال او گیریم۔ صبیحے کہ صباحت او روشنگر آئینۂ عالم، ملیحے کہ صلاحیت او نہک رخسارۂ آدم۔ نگارے کہ خاک زیر پای او بہاے جانے، بہارے کہ سایہ رو عالم سبز او جہانے۔ یاری گورے کہ چشم معشریان بر شفاعت او، فی فی ہر دو جہان را کار با عنایت او۔ علی اللہ علیہ و آلہ

* روے بر خاک انداختن۔ مذلت نکردن + (ن) 'فی' نہیں ہے + بخود کردن = مغرور شدن § (ن) پہلا فقرہ دوسرا فقرہ ہے اور دوسرا فقرہ پہلا ہے۔

الطیبین اطاہرین کہ ہر یکے امام الہوٰی منین و شفیع الہد نبین
 است، بعد حمد خالق و دود، معبود کل موجود، و درود نامحدود
 و ثنائے نامحدود، بران صاحب مقام معبود۔

سبب تالیف ذکر میر | میگوید فقیر میر محمد تقی المتخلص
 بہیر کہ دریں ایام بیکار بودم و در
 گوشہ تنہائی بے یار۔ احوال خود را * متضمن حالات و سوانح
 روزگار و حکایات و نقلہا نگاشتم و بنائے خاتمہ این نسخہ
 موسوم بہ ”ذکر میر“ بر + لطائف گزاشتم۔ اسید از یاران زمان
 آنست کہ اگر بر خطائے اطلاع یابند، چشم عنایت بپوشند و در
 اصلاح بکوشند —

بزرگان من با دار و دستہ + خود از
 نا مساعدت ایام، کہ صبح در این
 اوقات شام می نہاید از حجاز رخت
 سفر بر بستہ، بسرحد دکن رسیدند، + ناکشید فیہا کشیدند
 و نا دید فیہا دیدند۔ از آنجا وارد احمدآباد گجرات گشتند۔
 بعضے فروکش کردہ □ از ہم گذشتند و بعضے ہمت بریں گماشتند
 کہ پیشتر بیایند و بازوے تلاش کشایند۔ چنانچہ جد کلان
 من بہ مستقر خلافت △ اکبرآباد توطان اختیار کرد، این جا

* (ن) ’را‘ نہیں ہے + (ن) بہ + قوم و قبیلہ

§ (ن) ’از‘ نہیں ہے + (ن) رسیدہ □ (ن) شدہ

□ توقف نمودن و فرود آمدن △ (ن) الخلافت

از آب گردش* بر بستر افتاد† و جهان آب و گل را دعا گفت‡۔
 از و پسرے باقی ماند کہ جد من باشد، او کھر ہمت بر§ بستہ
 بتلاش روزگار برخواست۔ بعد از استخوان شکنی¶ بہ فوجدارعی
 گرد اکبر آباد سر افراز گشت۔ آدمیانہ میزیست، چوں سن
 شریفش بہ پنجاب□ کشید، مزاج از اعتدال منحرف شد۔ چند
 روز بتبرید△ پرداخت، هنوز صحت کامل نشده بود کہ بگوالیار
 رفت، بسبب حرکت عذیفیⅡ کہ در نقاہت سم است، بجا افتاد○
 و جامہ گذاشت۔ و♂ او دو پسر داشت۔ کلانے خالی از خلل دماغ
 نبود، جوان مرد و حکایت او پس سر شد|| —

میر صاحب کے باپ کا ذکر | پسر خورد کہ پدر من باشد، ترک
 لباس کرد و پا بدامن کشید۔ تحصیل عام
 ظاہر کہ ہے او○ بعالم معنی رسیدن دشوار است، در خدمت
 شاہ کلیم الدہ اکبر آبادی کہ از گؤل اولیائے آنجا بود، کرد۔ و
 از ریاضت○ شاقہ پے بہ باطن برد۔ در سعی ترک و تجرید
 تصدیع بیحد کشید، و برہنہائی آن بزرگ بہ سر خانۂ Ⅱ

* بمعنی اختلاف ہوا (ن) اے تغیر آب و ہوا

† بھسار شد ‡ ترک کردن (ن) اے رخصت کرد

§ (ن) 'بر' نہیں ہے ¶ اے محنت بسیار

□ (ن) سالگی △ (ن) بتدبیر Ⅱ دشوار

○ بجا افتادن و جامہ گذاشتن بمعنی مکث، (قیام) کردن و مردن

♂ (ن) 'و' نہیں ہے || یعنی فراموش شد

○ (ن) آن ○ (ن) ریاضات Ⅱ بمعنی حد معین

درویشے رسید ع :-

پس از خوابی بسیار دل بدست افتاد

جوان صالحے عاشق پیشہ بود، دل گرمی داشت، بخطاب

علی متقی امتیاز یافت -

نقل است روزے در خدمت شیخ
سوال کرد کہ بندہ انچه عقاید خود
درست کردہ ام، بخد مت عالی واضح

باپ کی اپنے پیر سے
گفتگو در بارۂ یزید

است۔ اما لارحق حاکم شام چہ میفرمایند۔ فرمود ”خواہم گفت“۔
بعد مدتے آخر شب کہ ہنوز کاکل صبح* پربشان نشدہ بود،
در مسجد محرم خان خواجہ سرای شاہجہانی تشریف آورد،
غلامان پدر من دویدند، کہ برای وضوے شیخ آب بہم رسانند۔
پدر خود برخاست و آفتابہ بدست گرفت، دست و دھن بآب
کشیدہ† گفت کہ اے (علی متقی) نام او در مدت العہر
بزبان‡ من فیامدہ است، زبان ندارم کہ شکر این بجا آرم۔
پدرم میگفت الحمد للہ کہ ازاں باز نام او من ہم فگرفتہ ام۔

روز و شب بیاد الہی می پرداخت، حق
تعالی روے او را بر خاک نینداخت۔

باپ کی تلقین عشق

چون دماغش میرسید، میگفت کہ اے پسر عشق بورز□؛
عشق است کہ دریں کارخانہ متصوٹ است، اگر عشق نہی بود،
نظم گل صورت نہی بست، بے عشق زندگانی و بال است، دل باختہ

* یعنی ضربطالاسود + اے دست و روشست (ن) کشید و

† (ن) بزبان § رسیدن دماغ بمعنی شگفتہ شدن

□ (ن) نواز

عشق بودن کمالست، عشق بسازد، عشق بسوزد، در عالم
 هرچه هست، ظهور عشق است، آتش سوز عشق است،* آب
 رفتار عشق است،† خاک قرار عشق است، باد اضطراب عشق
 است، موت مستی عشق است، حیات هشیاری عشق است،
 شب خواب عشق است، روز بیداری عشق است، مسلم جہال
 عشق است، کافر جلال عشق است، صلاح قرب عشق است، گناه
 بعد عشق است، بہشت شوق عشق است، دوزخ ذوق عشق است۔
 مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاهدیت و صدیقیت و
 خلوصیت و مشتاقیت و خلیت‡ و حبیبیت برتر است۔
 جمعے بر آفند کہ حرکت آسمانہا‡ حرکت عشقی است، یعنی
 بمطلوب نمی‌رسند و سرگردانند :-

بے عشق نباید بود،¶ بے عشق نباید زیست

پیغمبر کنعانی، عشق پسرے دارد

روز حیران کار،□ شب زندہ دار، اکثر روئے نیاز بر خاک،
 مدام مست شوق، و دامن پاک، چہرۂ نورانیش رونق افزای بزم
 صبح خیزان،△ آفتابے بود، اما از سایۂ خود ہم گریزان۔
 ہر گاہ بخود آمدے، گفتے: کہ اے پسر عالم ہنگامۂ پیش نیست،
 باید کہ بدیں،Ⅱ آستین بیفشانی و گرد علائق بر دامن خود
 نفشانی۔ عشق الہی را پیشۂ خود کن، روزے در پیش است،
 اندیشۂ خود کن۔ ہر کہ اہل است، میدانند کہ دنیا سہل است۔

* (ن) موخر + (ن) مقدم ‡ (ن) حالیت § (ن) آسمانی

¶ (ن) و □ (ن) و △ (ن) 'خیزان' نہیں ہے

Ⅱ (ن) بریں

زندگانی وہمی* است۔ بنابر وہم گذاشتن آب را با ریسہان بستن است و در بند فسحت امل بودن مہتاب بگز پیہود^۱۔ انداز رفتنی داری، بے خبر^۲ آہ نشوی، فکر زادے بکن^۳، تا خرج راہ نشوی^۴۔ روبکسے آر کہ عالم را آئینہ او میگویند، اختیار خود بکسے سپار کہ اورا در خود می جویند، اگرچہ مقصود حاصل است، اما طلب شرط است، ہر چند ہمد اوست، لیکن ادب شرط است۔ (نکتہ) معیت حق با خلق، چوں معیت روح است با جسم: ترا بے او وجودے نہ، و اورا بے تو نمودے نہ۔ عالم پیش از ظہور عین او بود و بعد از ظہور او عین عالم است :-

□ مشکل حکایتیست کہ ہر ذرہ عین اوست

اما نہی توان کہ اشارت بدو کنند △

| | |
|--|------------------------------|
| درویش، Ⅱ درویش پرستے، شکستہ دلے، م مشتاق شکستے، نیاز مند عجیبے، در وطن غریبے، وسیع المشرب، | باپ کی سیرت اور اُن کے فصائع |
|--|------------------------------|

فقیر کامل، چوں آب در ہر رنگ شامل۔ ہر گاہ مرا در بغل کشیدے، و بنظر شفقت رنگ کافی مرا دیدے، گفتے کہ اے سرمایۂ جان این چہ آتشے ۛ است کہ در دلت نہانست،

* (ن) وہمی بیش کار پیہودہ کردن † (ن) اے پیہودہ

‡ (ن) بزادے بکش ۴ یعنی ہلاک نشوی (ن) اے

تنگ شدن در راہ □ (ن) نکتہ △ (ن) کند

Ⅱ (ن) درویش و درویش م (ن) و ۛ (ن) بزرگ

ۛ (ن) من ۛ (ن) آتش

و چہ سوزیست کہ ترا با جان است - من خندہ میگردم، او میگریست، قدر نشناختم تا میزنیست - مردے بود، بحال خودی * کسے را بار دوشے نشدے —

یکے بعد از نماز اشراق روے توجہ بہن آورد و مرا سرگرم بازی یافت - گفت اے پسر زمانہ آن سیال است یعنی بسیار کم فرصت، از تربیت خود غافل مشو: درین راہ نشیب و فراز بسیار است، دیدہ دیدہ برو —

نشان پایے تو فرد حساب زندگیست .

قدم شہر دہ درین کہنہ خاک دان بردار

این چہ بازی است کہ اختیار کردہ، و چہ فاہمواریست کہ برخود: ہوار ساختہ، محو کسے شو کہ بلا گردان رنگین رفتن او آسمانہا، رفتہ؟ آن باش کہ قربان ہر آن او دلہا و جانہا - عندالبب دلے باش کہ ہمیشہ بہار است، آن سادہ □ شو کہ یک پرکار است - و در آسمان دو رنگ درنگ ندارد، بشتاب، فرصت غنیمت شمار، و خود را دریاب —

صورت متبرکش - معنی مجسم، در تمام عالم اجسام یک آدم مؤقرے کہ عنان اختیار از دست خود ندادہ - متقئے کہ چشم نامحرم بر دست و پائے Δ نیفتاد، اگر میدیدے میگفتے کہ شاید ملک و این عزیز) - سر از یک گریبان برآورده اند

* یعنی محو حال (ن) اے وارفتہ حال خود

+ (ن) 'بسیار' نہیں ہے + (ن) 'خود' نہیں ہے

§ (ن) اے والد و عاشق □ (ن) اے غبار Δ (ن) او

() کنایہ از انعقاد

و رفتگان هم پائے استقامت باین خوبی کم فشرده اند. مطلق
باخلاق سنجیده، متصف بارصاف حمیده، طبعش مشکل پسند،
جافش درد مند، مژگان نم، حال درهم —

نقل ست یک روز سرکن پر + کن +
بخانه در آمد، کهنه داهے § فشته
بود؛ گفت اے داه اسروز بسیار گرسنه
ام، طاقت صبر ندارم اگر پاره نانے

لاهور کا جانا اور ایک
ریاکار درویش کی
ملاقات

بهم رسد، زنده میمانم - او گفت فقدان اسباب است - باز گفت
گرسنه ام - داه برخاسته رفت و از بذال آرد و روغن آورد تا
نان بپزد - این بار بے طاقتی بسیار کرد، داه بے دماغ؟ شد
و گفت که صاحب این فقیریست، این جا ناز را دخلے نیست -
گفت اے داه تو با دل جمع نان بپز، من برای دیدن درویشے
به لاهور میروم ☒ و سالیکه از گریه شبش لکھ ابرترے شده
بود، برداشت و پا براہ گذاشت - چون داه دید بے مزه △ شد
میروم دویده ⊙ و گریه کنان در دامن آویخت هیچ فائده نکرد،
ناچار آبه بر آئینه ریخت ☌ - هر جا که فرود می آمد رزاقیت
خدای کریم کار میکرد - بعد از چندے به لاهور رسید و آن درویش
ریاکار را دید، بر کنار رود خانه که به "راوی" شهرت دارد
نشسته می ماند و عالمی را باب میرا ندر؛ بنام خفشان نهود

• (ن) 'اند، نہیں ه + (ن) بر ‡ مضطرب
§ ماما § (ن) بے مزه ☒ (ن) و ملاقات کرده می آیم
△ (ن) بے دماغ ⊙ (ن) دویده ☌ آب بر آئینه ریختن و سست
از قید شگون یعنی دهنده رود و نهاید در یعنی فریب می داد

مشہور بود۔ چند الفاظ زبان داری بر زبان داشت، تا فہمے
چند کہ نہی فہمیدند پیش او خط بہ بینی میکشیدند۔ گفت
کہ من تأیید دین معہد علیہ الصلوٰۃ والسلام میکنم، بے حقیقتان
مرا مغوی میدانند۔ پدرم بر آشفت و گفت کہ اے بے تہ دین
پیغمبر ما محتاج تأیید همچو توے نیست، فہمیدہ بگو کہ اینجا
شہشیر در میان است، مبادا کہ کشتہ شوی۔ آخر در اول ملاقات
صحبت بے مزہ* شد۔ بتوش روی تھاسی از آنجا برخاستہ در
تکیہ فقیرے شب گزرانید۔ چون صبح سفید شد آن سپہ کلیم از
در معذرت در آمد۔ پدر من گفت کہ حالا سودے ندارم، دیروز
سفید گفتمہ ام† اسروز سفید تو خواہم گفت۔ چون پردہ از
روے کار برخاست بے لطف است، برو سر خود گیر، نشود کہ
بدھن ہا افتی‡۔ ہر چند از عرق خجالت تر آمدی، اما بسیار از
آب بد بر آمد۔ وقتیکہ آن ¶ مجلس بے لطف بر شکست۔۔۔

دفعۃً این عزیز بار سفرے کہ نداشت
تو کلت علی اللہ بر بست و در عرصۃ
دہ دوازده Δ روز از کروراء○

شاہجہان آباد دھلی
میں آدا

بشاہجہان آباد دھلی رسید و بخزانہ قہرالدين خان پسر
شیخ عبدالعزیز عزت کہ دیوان صوبہ بود و قرابت قریبہ داشت

* (ن) قروتی (بے مزہ) † بے پردہ گفتمہ ام

‡ بدھن افتادہ رسوا می شود § یعنی شر منددہ شد

(ن) خجالت ¶ (ن) صحبت بے مزہ پاشیدہ شد و

(ن) ہمے تمام شد Δ (ن) 'دوازده' نہیں ہے

○ بمعنی راہ

رحل اقامت انداخت. عزیزان شهر هجوم آوردند و باعتقاد
 تمام آب بدستش ریختند*. آن مرد را که شراب عشق از
 هوش برده بود، اگر نشستی بے خود نشستی و اگر برخاستی
 چون مست سر انداز بر خراستی، مستانه و بیخودانه حزن
 سر کردی، دم جانسوزش آتش شوق بر کردی†- بسیاری
 دست ارادت بدست او دادند، اکثری بتذویر نگاهش از پا
 افتادند، غسالهٔ رضوی او از کمال رسوخ میگرفتند و به
 بیماران شهر میدادند، هر که میخورد به می شد- از بس
 گریستی، گریه اش در گلو گره گشتی، ناله که از دلش
 سر بر زد- از آسمان گزشتی- آوازه در افتاد که درویش
 باین حالت وارد شهر است- امرا التماس ملاقات نمودند
 قبول نکرد که من فقیر و شما امیر، میان من و شما نسبت
 نمی گنجد- امیرالامرا صمصام الدوله نظر بر حقوق سابق باز
 آغاز کرد که مرا از درایت دیدار محروم نباید گذاشت، اگر از
 لطف اشاره رود این رو سیاه داخل صحبت رو سفیدان شود-
 تبسم کرد و گفت برای ملاقات مناسبت شرط است، امید که
 معذور داری و بحال خودم را کفاری- چون از کثرت خلق
 تنگ شد، دل شب برخواست، و بعد از نیاز تهجد از شهر
 بدر زد- هر چند در تلاش^۱ نفس سوختند، اما بگرد او
 فرسیدند، و نقش پائیکه نشان از زده^۲ ندیدند- (لنصفه)

* کفایه از خدمت کردن + یعنی مشغول نمودن

† (ن) 'بر' نہیں ہے § نصف شب ¶ (ن) تلاش

بیابان کار کے کیرد فلک تنگ

کہ عیسیٰ از سر سوزن * برون شد

در دو سه روز به بیابانہ کہ سه + منزله اکبر آباد شہر است
قدیم و آبادی شرفاست، غریبانہ وارد شد، و بیکسانہ بر در
مسجدے نشست —

(حکایت) سید پسرے، لالہ و خسارے،
خوش پر کارے، † بنظر در آمد، چشمے
چراغے و از جذبہ () کاشش بسوے
خود کشید، تغیرے در احوال آن

باپ کی نظر حقیقت
اثر کا ایک نوجوان
پر اثر خاص

غیرت پری راہ یافت، چون پریدار † بے ہوش افتاد، و سر
در پائے این دیوانہ رہی نہاد - عزیزان فہمیدند کہ حال پسر
کہ دگر گونست، از تاثیر نظر درویش جگر خون است -
گفتند کہ ”رحمے بر حال این جوان کن“ - دم آجے طلبید و
دعائے برو دمید - چون آب از گلو فرو ریخت ♀، آن پسر
بخود آمد و معتقدانہ زانو زد ☒ گفت، ”اگر چندے مہمان
من باشند و قدمے کہ بردارند، بر چشم نیاز مند گذارند، عین
بندہ نوازیست؛ و گرنہ در عالمے کہ حضرت تشریف دارند،
ناز پیش نمی رود، کہ آنجا بے نیاززیست“ - فرمود کہ

• از سر سوزن برون شدن کنایہ از راہ مشکل گذار باسانی رفتن

† سر سہلہ بر آمدہ جوان § ناسامی کرد

() (ن) جذب لہ بمعنی دیوانہ () (ن) کہ، نہیں ھ

♀ (ن) رفت ☒ بمعنی دو زانو

”در عالم دوستی مضایقہ ندارد۔ اما من * بسرپا نشسته ام“
 فردا رفتنی در پیش دارم۔ حاضران گفتند ”ما تابع مزاجیم“
 مبالغہ کردن سوء ادبست، لیکن این قدر هست کہ اگر بخانہ
 این پسر تشریف شریف ارزانی فرمایند، و چیزے تناول
 نہایند، دور از عنایتے نخواهد بود۔“

چوں پاس عزت اکابران آنجا منظور داشت، گفت ”قبول
 است، اما خاطر فقیر گاہے شاہ و گاہے ملول است، کسی متعرض
 احوال نشود۔“ گفتند ”چہ یارا، و کرا گوارا، اگر خلالت مزاج
 بہ ظہور آید، این سعادت بشقاوت گر آید۔“ غرض کہ آن
 جہاعت بخانہ پسر برد و این مرد ہم آنجا چیز خورد۔ اتفاقاً
 همان شب شب† کہ خدائی او بود، پارہ از شب گذشتہ، با
 کہ خدایان شہر پیش آمد و گفت ”اگر حضرت ہم قدم رنجہ
 فرمایند و رونق بزم عروسی افرایند، موجب سر بلندیس
 گفتا ”مبارکست“ اما افسوس کہ خدائی مانع خدا
 پرستیست ○ “

شادی کی مذمت | (فائدہ) اے عزیز ہمدانی کہ لفظ
 داماد، مرکب است از دام و کلمہ آد،
 کہ فارسیان بر اے نسبت آرنند، از عالم آباد و نوشاد، یعنی ہر
 کہ کدخدا شد، گرفتار دام بلا شد، من مردے ام وارستہ، و چون

* (ن) 'من' نہیں ہے + آمادۂ رفتن † (ن) 'شب'
 نہیں ہے ○ (ن) 'رسی' است ¶ (ن) 'می' آورہ

برق ازین دامگه جسته، مرا باین کارها چه کار؛ برو که آدم
درین امر ناچار است، بنده نیز در ابتدای جوانی از شراب
عیش مست بودم، آخر غیر از خمار که رنجیست* حاصل
ندیدم؛ چون خدای عز و جل ازین گرفتاری رها کنیم داد،
خود را بهسمار+ دوختم و بسان شمع بر سر یک پا سوختم؛
اکنون توده خاکسترے بیش نیستم، دل کجا که هوس انگیزد،
دماغ کوکه فقیر بهر تهاشا برخیزد - ازین مشعلها که همراه تو
اند، بوی فتیله می آید - تو که غزالے عجب است، که رم
نمی کنی، اگر فهم درستی داری، بکنه این نکته برس که "العه
بس باقی هوس" —

الحاصل آن پسر بخانه عروس در آمد
و این فقیر لاؤ بالی از شهر بر آمد -
در مدت یک و نیم روز به اکبر آباد
رسیده و با دل جمع در خانه خود وا کشید —

نوجوان کی وارفتگی
بیوی سے بیزار

(حکایت شوق) وقتی که آن جوان گل
رخسار و آن سرو قد رو رفتار، آگاه شد،
که درویش دل آگاه شد عروس را
بخانه آورد و آنجا آب هم نخورد،

میو علی متقی کی تلاش
میں نوجوان کی
سر گردانی

یعنی همان دم اشک ریزان، افتان و خیزان، سر بصعرا نهاد و قدم
در تلاش او کشاد. هر کرا در راه میدید احوال درویش می پرسید
گاهے این طرت، گاهے آن طرت می شتافت - پاسیزه+ که از و

* (ن) که رنجیست، نہیں ہے + یعنی محکم + یعنی راهبر

نشان دهد، نیافت، ناچار آه از جگر برکشید و گفت ای خضر
 راه چون من نابلدی رو نهال تو هر طرف سرگردانم، از طرفی
 بر آه از خاک برگرفته باشی، اگر بدین افتادگی دستگیری
 نهائی، گنجه یافتنه باشم، اگر در این خرابه به نظر درائی،
 جیبی که گل درو می انداختم، چاکست؛ سربکه بر بالش ناز
 داشتیم، برو خاکست؛ رحمه که پائے رفتنم کوتاهی همی کند،
 لطفی که جز آوارگی کسی همراهی نمی کند، وقت است از لطف
 بے پایان در یاب، خورشیدی، آخر بر ذره خود به تاب، چه واقع
 شد که آسودگی از من رو بتافت؛ چه پیش آمد که آوارگی
 مرا دریافت. (لهصفه)

سخت در کار خویش حیرانم
 چه بدل خورد من نهی دانم
 چون گرد باد وحشت آماده ام، مگر از طاق دلت افتاد
 ام* هر چند از کم پای خود در آزارم، اما هنوز سر توقع
 میخارم؛ گر بدشتم، آواره را غم، و ر بکسارم سنگداغم؛ رخسارم
 که بر گل قر، نوا خوانی کردی، از تاب آفتاب تفسیده،
 چشم که بر غزال سیاهی زدی،^۱ قریب به سفیدی رسیده.
 تو آفتابی و من سایه افتاده، تو سوار دولتی و من پا
 پیاده؛ از هر غباری که بلند می شود، منتظر تو می باشم؛
 چون بچشم نهی آئی، ناچار از ناله گلو میخراشم؛ تو تمام

* یعنی فراموش شده ام + یعنی امید دارم + بمعنی
 کفایه کردن ^۱ فخر کردن = یعنی امور کلان

اجزای یعنی کاملی، از حال غافلان چرا غافلۃ - فالحه می کشید
و راه میرفت، گاهی می ایستاد و گاهی میرفت - که ناگاه پیرے
از پس پشت رو نمود و زبان به لطف و نرمی کشود که
”اے جوان کرا میجوئی و اینها چیست که می گوئی، علی متقی
در اکبر آباد است، برودست پا چه مشو“ - چون این مؤد
بگوش او رسید، دلے که در سینه قرار نمی گرفت، تسلی گردید -
قدم به آرمیدگی در راه نهاد، لب به ادای شکر الهی
کشاد -

| | |
|--|--------------------------------------|
| شب در میان داخل شهر مذکور شد نشان جویان، نام پیرسان، رسید و بقدم ملبوس مستعد + گشت - اشک | فوجوان کا آکرہ پہنچکر باریاب ہونا |
|--|--------------------------------------|

شادی برخسارۃ او کہ رنگ مہتابی داشت، دوید، رفیع فاکامی
بخت حصول کسی کہ در خیالش نبود، انجامید - درویش جگر +
ریش، نظارے برجھالاش کرد کہ همان نظر پاک صادق کھالاش
کرد؛ لطفے فرمود، کہ بہ تحریر نہی گنجید، دادہی کرد، کہ بہ
گفتن راست نہی آید - سرش در کنار کشید، و از لطف بے اندازه
پرسید کہ ”اے میر اسان اللہ! بسیار در آب و آتش“
بودی، یعنی گرم و سرد زمانہ آزمودی، غم جدائی اقران نخواستہی
خورد، خانہان من خانہان تو، من و غلامان ہمہ از آن تو، خنکی
کہ طرفہ دریائے بجوئی خویش بستہ، شایکہ چون سرو دامن

بالا زده برجسته باید که دل جمع کلی، و دروازه را بر روی خود کشی، چندی بخود فرو روی تا خدا را سوع خود کشی —

(فائده) بشنو که وقت داخواه است،
و نکته ها در راه؛ جامه که عبارت از
جسم باشد، عاریتی است، لباس عاریت
را پاک باید داشت و جان را که اشارت

دنیا فانی اور جسم
نپائدار هے - اس پر
ارشاد مرشد

با تست، در بند این و آن نباید گزاشت (لمصنفه)

پاس جان کن تن ندارد اعتبار

قالب خاکی مزارے بیش نیست

خود را مبین و در خود تامل کن، نظر بر خدا دار و
توکل کن، فیازے بهمرسان که نماز دوام بکار نمی آید؛
گداخته شو که دل بیگداز کاری نمی کشاید - بخود سپردن*
عیب است، کارها را بخدا سپار، و از خود زبون ترے را،
هم بدست کم بر مدار، غرور بد نمود است؛ زینهار زینهار از و
رو بگردانی، مشق فیازے کن که بدل چسپیدنی بهمرسانی تا
توانی علائق را بر گردن خود میند، بعبت خود را زیر این بار
مپسند، دل از نقش غیر به پرداز، تا خانه را رفت وروب نه کنی
قابل مہمان نشود، با موافق وفا موافق بساز تا آدم اخلاق پیدا
نه کند، انسان نشود - رفتگی + با همه کس کن که همین مذهب
درویش است؛ چون غریبان بسر بر، که رفتنی در پیش است؛
عالم پرسگا هیست آنجا رسم دیر ماندن نیست؛ عالمیان

ماتمیان اند برائے تسلی ایشان دے بایست؛ این دشت خوفناک است؛ این جا مار و مور* بعضاً راه میروند، در فکر زادریه باش که قافله ناگاه میروند۔ خواهی که صحیح بر آئی، ازین بیمار خانه آب حکیمانه بخور، طعام پرهیزانه —

| | |
|---|------------------------------------|
| <p>(نکته) فقیر آنست احتیاج به چیزے که داشته باشد نداشته باشد، و غنی آنکه مہلکت عدم بغیر از خود گذاشته باشد؛ فقر بها می افتد ”اللہ غنی و اتم الفقراء“۔ بدانکہ درین چمن یک گل تر است اما بہ ہزار رنگ جلوہ گر است؛ یعنی یکے است دلدار و جلوہ ہا بسیار۔</p> | <p>فقر اور غنا کا فرق و امتیاز</p> |
|---|------------------------------------|

معشوق در حقیقت گر بنگری یکے است
 ہر کس بہ جلوہ دل خود شاد می کند

یکے را بہ بین و یکے را بدان
 یکے را بجو و یکے را بخوان

دوئی کجاست ز نیرنگ احوالی بگذر
 کہ یک نگاه میان دو چشم مشترکست

برو چیز بخور و بخواب، کہ از گرد راه رسیدہ، پا را بفرغت دراز کن کہ معنت بے حد کشیدہ۔ بہ غلامے اشارت کرد کہ بالش نرم زیر سرش بگذار و خود را در ہیچ وقت از خدمت او معاف نہ دارد —

* کناہ از جائے خطر ناک + (ن) ’از‘ نہیں ہے
 † (ن) ’باشد‘ نہیں ہے

حاصل که آن عزیز بغراغت دل می ماند
و پدرم برادر عزیزش می خواند؛
صبح و شام بخدمت درویش آمده؛
و کسب کمال کرده. یک لحظه از

نوجوان کی تکمیل
ریاضت و شهرت، عروس
نوگی دق میں وفات

مراعات خاطر او غافل نمی بود، هر روز درے از مقامات
درویشی بپوش می کشود. به اندک مدت فقیر کامل شد، کارش
بجای کشید که اگر چشمک زدی، عجائبات نمود و اگر
آستین افشانده، کرامت ظاهر شد. آقران او چون خبر
یافتند، مشتاقانه از وطن شتافتند. همسرش برنج باریک*
مبتلا گشت و بعد از چندی ازین عالم در گزشت—

القصه آوازۂ درویشی این مرد بلند شد، خلق برو گرد آمدند؛
عزالت گزید و در ملاقات مردم مصلحت ندید. چون ساله برین
بگذشت، پدرم گفته فرستاد که اکنون در فیض برو عالمیان
باید کشاد. شام که از حجره خود بر آمد، باندازیکه ملک تر آمد،
درویش را سلام داد و در قدم افتاد، گفت ای سید عجب
سکه درست† مردی که سکه بزر کردی‡ هوس آدم را سگ
روے یخ ✕ می نهاید، و نفس سرگن ○ سر شخړ، توسنگ
قناعت بر شکم بستنی و تهنای بر تهنای شکستی— ع:

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

* یعنی دق † یعنی وضع مضبوط ‡ کار خوب
سر انجام کردن ✕ یعنی مضطرب ○ فتله ر سرکش

من دران آیام هفت سالہ بودم، با
خودم مانوس ساخت و در گریبانم
انداخت، یعنی با مادر و پدرم
نگذاشت و بفرزندی خویشم برداشت؛

میر صاحب بعمر هفت
سالگی اور نوجوان کی
رفاقت و محبت

لہجہ از خود جدایم نمی کرد، و بنار و نعم می پرورد۔ چنانچہ
روز شب با او می ماندم و قرآن شریف، بہ خدمت او
می خواندم۔۔۔

(نقل) روزے برائے سیر جمعہ بازار رفتہ بود، نظرش
بر پسر روغن فروشی افتاد، جوان چربے* بود۔

دل از دست داد، پائے ثباتے کہ داشت
از پیش رفت، یعنی تاب نیاورد
و از خویش رفت۔ چون روئے دل[†]
ازوندید، دست بدل[‡] برگردید۔ ہر چند

نوجوان کامل کی نظر
معرفت اثر کا اثر ایک
لڑکے پر

بہ ضبط خود می پرداخت، اما دل بیتاب باونہی ساخت۔ دست
بر دوش غلام داشتے تا قدم بر زمین گذاشتے۔ بدین سان راہ
می رفت، با خود می گفت، اے عزیز! کسے این چنیں بد
می باز کہ تو باختی، و خود را رسوائے کوچہ و بازار ساختی۔
یا آن عنان داری، یا این بے اختیاری!۔ حرکتے کہ تو کردی،
از طفلی نشود، راہے کہ تو رفتی، کورے نرود۔ دل ہمچو چپیزے
نبود کہ کسے تواضع طفل تہ بازار کند، دل تفتہ کسے شدی

کہ در آفتاب گرم • بیرون نیامده؛ وارفتہ + شخصے
 کر دیدی کہ درپئے دل گامے نرفته - این چشم گریاں تر شود،
 گوئی کہ منتظر بود، ہمیں کہ دید بدل چسپید† و این دل
 طپان تر گردن همانا کہ بہانہ می جست، ہمیں کہ دیدہ من
 وادہ، طپید - چشم را تا کے نگہدارم، از دل تا کجا خبر دارم،
 در جوانی چشم نہ کشودم، اکنون پر افشانی نمودم (۱) اگر خود
 راجع می کنم دل از طپیدن قیامت می انگیزد، وگر بضبط می
 پردازم، اشک سیلاب سیلاب میریزد - حیرانم کہ چه سازم و چه
 تدبیر نہایم، تا این گرہ سخت از کار خود کشایم، چارہ بجز
 توجہ پیر (۲) نمی بینم، ہرچہ بادا باد، میروم و می نشینم -
 بہمان حالت تباہی، در دیدہ اشک، و بر لب آہی، نزدیک بنہاڑ
 شام، دست بر دوش غلام، در صحبت درویش آمد - حاضران
 برائے او جا کشادند (۳) - اشارت کرد، تادر صدر مجلسش جا دادند -
 گفت کہ اے برادر کجا بودی ؟ امروز دیر تر روے نمودی -
 عرض کرد کہ برائے سیر جمعہ بازار رفته بودم، فرمود مگر نہ
 شنیدہ بودی (لمصنفہ)

مستہند عشق میداند کہ سودا می کند

دیدن طفلان تہ بازار رسوا می کند

برو، از تاریکدان خود تا ہشت شبانہ روز بیرون میا، و سر
 این داستان زینہار مکشا - حق تعالی کریم است، شاید کہ اورا

• از خانہ + یعنی عاشق + یعنی علاقہ پیدا کرد

(۱) تقلید جوانان کردن (۲) (ن) درویش (۳) یعنی تعظیم کردند

بیارد و ترا عزیز نگهدارد —

| | |
|--|------------------------------|
| اتفاق چنین افتاد، که هنوز یک هفته نشدۀ بود که شامگه آن ماه دو هفته از منزل خود برآمد و بے تاب برآمدگان | ازکے کی بیتابی و سراسیمگی |
|--|------------------------------|

نشست. پا دکانٹے * استادہ بود، پرسید چه حال داری که امشب
برنگ دیگر بنظر می آئی، و بیقرار تر می نهائی؟ گفت حالتی
که می کشم، نمی توانم بر زبان آورد، اساترا آشنا میدانم، اگر باتو
گفته شود مضایقه ندارد - امروز روز ششم است که درویشی
ازین راه می گذشت، چشمش بر عنائی من افتاد، ساعتی بخود
فرو رفته باستاد، من که پیش خود برپا بودم، + ملتفت نشدم،
نا چار دم سرد، ازدل گرم برآورد و رفت. حالیا صورت او از
نظرم نهیروند، و خیالش از خاطر من معو نمیشود؛ اگر بیدارم
شوقش نمی گذارد و گر در خوابم چشم بر نمی دارد. چه سازم
و دل را بچه پردا زم؟- نامش از که پرسم، نشانش از که جویم،
ره را بکجا برم، غم را بکه گویم؟- گفت، آن درویشی است
نام بر آورده، مردی است بخود نسپرده، خلقی بر آستانش
رو نهاده، عالمی دست ارادت باوداده، برادر خورد علی متقی
که مشهور آفاق است و در زیر این سقف منقش طاق-
آستانه او که خاکش تبرک میبرند بیرون شهر پناه متصل
عیدگاه است، همراه من بیا و از بند غم برآ - غرضکه آن مرد

کم بغل* جوانرا بحضرت پدرم آورد - حقیقت حال شنیده گفت
 که آخر عشق بے پروا حیف+ بے پروائی گرفت - ایها بغلامی کرد
 که بروی و با برادر عزیز بگوید که بیا، مطلوب تو ترا
 می جوید - هر گاه این اشارت مع البشارت بآن جگر خسته،
 در بروی خود بسته، رسید، دست افشان و پای کوبان از
 کلبه احزان بیرون دوید - نخستین سر نیاز را بپای بوس
 پیر بر افراخت - آن گاه دست شوق در بغل جوان انداخت، یعنی
 بکام دل در بر کشید و آن نخل مرا را بهرا خود دید - پیر
 هر دو را دست بسر کرد تا بطور خود بنشستند ‡ - چون صحبت
 در گیر شد و سر حرت و ا درویش گفت که اے جوان رعنا! من
 فقیر ام و دل بے مدعا دارم؛ وابسته زلف خود ام، نخواستگی
 دانست، خدا داند که سر رشته دل در کجا بند است؛ و این جان
 سراپا خوااهش، برای چه آرزو مند - زینهار برخود نه جنبی ¶
 و حرت بسر زلف □ نفی، مبادا که افسوس کنی - درویشان
 اگر چه از دائره سپهر و اژون بیرون اند، اما ایشان را بیک
 پرکار نمیگذارند، یعنی احوال ما مردم مختلف است - برو که
 رنج کشیده باشی - گفت که رنج کشیدم لیکن گنج یافتم -
 جاروب کشی این آستان را شرف می دامن - امید که محروم
 نه گذاری و چشم لطف از من برنداری - هر صبح می آمد و
 می نشست، کمر خدمت بر میان جان می بست -

* کم مایه + بملی انتقام ‡ (ن) بدشهند و باهم گپ زنند
 § (ن) همه ¶ یعنی مغرور نشوی □ یعنی نه از سخن نکلی
 † یعنی بهک طور نمی گذارند

یکے درویش در حالتے نشستہ بود، جوان بسر وقت او افتاد، جوان عزیزش خواند و برابر خود بہ نشاند۔ نظریے در کارش کرد، کہ ہکام دل رسید۔ و بہمان لقب شہرۃ عالم گردید۔ اکابران شہر عزتش می کردند، مریدان خاص رشک برو می بردند۔ آخر برو حالتے طاری شد کہ بے دہل * رقص میدان معنی شد آری، چون نظر درویشان اثر می کند، خاک ناچیز را زور می کند۔

| | |
|---|---------------------------------------|
| (حکایت) درویش جگر ریش، یعنی عم بزرگوار، در ہفتہ یک بار، براے دیدن فقیرے ”احسان الہ“ نام | میر صاحب کے چچا کی ایک درویش سے عقیدت |
|---|---------------------------------------|

کہ بادشاہ خود بود، می رفت۔ چار دیواری سیم گل† کردہ، بکمال پاکیزگی، در بند دیوارہائے بلند، مشہور بہ تکیۃ فقیر، آن طرف عید گاہ اکبر آباد، داشت۔ بر دروازۃ آن دل برشتہ، این دو مصرع بزر نبشتہ :-

خاطر آسودہ خواہی راہ آمد شد بہ بند

چاک در پیراہن دیوار از دست در است

ہرکہ در او را میزد و آواز می داد، خودش می آمد و لب بہ جواب می کشاد کہ احسان الہ در خانہ نیست، زود برو، این جا مالیت۔

* بے دہل رقص کنایہ از پهلوان زبردست

† یعنی سفیدی

یکے عم من قصد دیدن او کرد و مرا
 همراه برد۔ چوں نزدیک بہ دروازه
 رسید، همان جواب شنید، یعنی
 احسان اللہ درخانہ نیست۔ این مرد

میر صاحب چچا کے
 ساتھ اُن بزرگ کے
 ہاں جاتے ہیں

گفت، اگر احسان اللہ نیست، امان اللہ است۔ خلدید و در را
 وا کرد۔ جوانے دیدم، شیر اندام، خورشید سوار، ہیبت حق از
 جہۃ او نمودار، چادر یزدی بر سر، آفتابی در کمر، چشم سرخش؛
 آب چشم از عالمے گرفته، شیر از عشق الہی بر درش خوابیدہ،
 مصافحہ بہ میان آمد۔ در سایۃ اراک * بے تاک بنشستند و
 احوال ہم دیگر گرفتند۔ گفت کہ اے میر امان اللہ من کہ در
 بروے خرد کشیدہ ام، آدمی باب صحبت نہ دیدہ ام، دل ترا
 بسیار میخواست، تا نہی آئی میکاہد۔ بارے این پسر از کیست؟
 گفتا، فرزند علی متقی و * گریبان انداختہ عاصی است۔
 فرمود کہ این بچہ هنوز سوزہ بال است†۔

اما چنیں معلوم سی شود کہ اگر بخوبی
 پر برآورد، بیک پرواز آن طرف
 تر آسمان خواہد رفت۔ باین بابا بگو،

درویش کی پیشین گوئی
 میر صاحب کے حق میں

بدیدن درویشان ہمت بر گہارہ کہ ملاقات ایشان برکت
 بسیاری دارد۔ پارۂ نان خشک در آب تر کردہ بخورد من داد،
 طعاسے باین لذت نخوردہ بودم، هنوز ذائقہ من بیاد او خمیازہ
 می کشد و مزہ او فراموش نہی شود۔

پند و موعظت درویش | (نکته) گفت که اے یار عزیز! معرفت
الہی، غزال وحشی، این صحرائے

پر غبار است، و جسم آدمی مرکب و جان او شہسوار، اگر طید
شد، از ضایع شدن مرکب چہ می‌رود، و گر مرکب رو بعدم کرد
و آن صید ہم رم کرد، حسرتے دست بہم میدہد کہ عذاب الیم
تر از و نباشد۔ عذاب قبر عبارت از ہمین حال است —

(موعظہ) بیا و بگذر از غرور و هوس، نفوس شوم سگیست
ہر زہ مرس * اگر بگفتہ او راہ رفتی، بریسمان او بچاہ
رفتی، † و گر بخود کشی ‡ از خود بگذری، راہے بسر کوچہ
آدمیت بری۔ نادان قباحت طول امل را در نمی یابد، عاقل
از پئے خود ریسمان نمی تابد —

(نکته) آسمان خیمہ شب بازی است، اشکال عجیب و
صور غریب ازین پردہ برون می آیند و می روند۔ این آمدن
و رفتن باختیار شکل و صورت نیست، سرشتہ کار بدست
دیگرے هست۔ دل بدنیا نہ نہی کہ دنیا زال بے حفاظیست ①
چون پدر از میان می‌رود، ہم بستر پسر می شود۔ کسانیکہ
اہل سیرت اند و غیرت دارند، مطلقاً روے توجہ باین نہی
آرند۔ (حرفہای فقیرانہ) شیخان ریائی، از راہ خود نہائی،
باین عمر کوتاہ کہ تا چشم بہم می‌زنی، بپایان می رسد،

* بمعنی رس و ہرزہ مرس بمعنی ہرزہ گرد —

† بمعنی بسبب او بہلا گرفتار شدی ‡ جہد بلوغ

① بمعنی دشمنی خود نمیکند ② بمعنی بے شدم

خر خود را چه قدر دراز بسته اند،* و در چار دیواری
عناصر، که عبارت از دنیا باشد، و از سر او زود بایه
برخواست، چون خشت چسان مربع نشسته اند، بمعنی بے خبر
و بظاهر هوشیار اند، یعنی از ته کار خبر ندارند، خلوت
با صفای ایشان، سراسر کدورت است - ملاقات با چنین
مردم، چه ضرورت است - شایسته صحبت آن بینوایان برگ
بندند که بار سایه درخت هم بر خود نمی پسندند؛ یا آن
فقیران برهنه تن اند که با خدا در یک پیرهن† اند؛ یا آن
پهلوانان نطعی پوش اند که در جهاد نفس اساره می کوشند؛
یا درویشان جگر ریش، بیگانه یار و خویش، سرهای نیاز
بر خاک، چون آب روان پاک، شیران این آجام،ⓐ خون دل آشام،
بهرند و نهیجوشند، سیل اند و نمی خروشدند؛ خاک شویان
سر کوچه محبت، نهد سویان بیابان وحشت، بندگان با خدا
واصل، دور گردان نزدیک بدل، دل داده گان جلوۀ یار، خاک
اُفتاده گان سایه دیوار، آشنایان بحر حقیقت، مجردان بادیۀ
طریقت؛ آوارگان بمنزل رسیده، آفتاب از سایه شان رسیده؛
خاک نشینان بر فلک رفته، عزلت گزینان نام گرفته،ⓑ آشفته گان
دشت سهر و وفا، غنچه خسپان گلزار حیا؛ سنگ سخت بالین سر،
علامت شیدائی در بر، سنگ بر شکم بندند و فغانند، نان
خود را بر شیشه نهانند؛△ طعام لذیذ اگر دست دهد، بسوی

● یعنی مغرور اند † یعنی متحد اند ⓐ بمعنی بوشه
ⓑ یعنی مشهور △ یعنی حریص نیستند

او فکرایند، نان جوان* را بنان خورش پیر تناول نهائند؛
 طرفه زرد رخسارافند، نام برگشته بیهارافند؛ مزاج غیوری
 دارند، برای دیدن کسی که می میرند، بسوی او نمی بینند -
 در سر غرور دارند تا تیغ ناز معشوق نه نشینند، از پا نمی
 نشینند - محبوب حقیقی که متحد با اویند، از کمال شوق روز
 و شبش میجویند - جنگ آورافند که به هفتاد و دو ملت
 سر بسر کرده اند + کیهیا گرافند که خاک ناچیز را هزار بار
 زر کرده اند - متصرف این کارخانه درویشانند، یعنی هر چه
 هستند، همین ایشانند - آنچه خواهی، دست بدعا افراشته
 میدهند، یعنی حاصل هر دو جهان دست برداشته میدهند -
 سخن درویشان بگو، همت ازشان بهو تا باشی ازشان باش
 (یعنی ازان درویشان باش) راه دریای لنگر دار حقیقت که
 قفل است †، کلید آن زبان ایشان، سجاده بر آب افکندن و به
 اندیشه رفتن تصرف درویشان -

چون شام خندید ○ گفت ای یار عزیز! نماز مغرب رسید،
 اگر چه دل نمی خواهد که ترا دل دهم ○ اما پیش از غروب
 آفتاب و طلوع که وقت خضوع و خشوع است، نمیتوان نشست؛
 برو، سلام من بعلی متقی خواهی رسانید - دست بسر کرد
 و در را بر بست - عم من از آنجا که آمد، پیش پدرم رفت
 و سلام فقیر گفت - هر دو دست را بسر برد و فرمود که دیدن

* نان گرم + بعلی صلح کرده اند † بعلی راه بسته است
 ○ بعلی شام شد ○ بعلی رخصت کنم

احسان الله را احسان الله باید شهرت و میروفته باش و سلام من
 نیز می گفته باش-روز چهارم دست مرا گرفته باز بدش رفت
 و دستک زد؛ آواز داد که در خانه نیستم-گفت، اگر نیستی
 بارے کیستی که بخانه آشنای من جا گرفته؟-خنده کرد و در
 را گشاد - سعادت عجیبی دست بهم داد، یعنی * سخنان لغز
 شنیدیم، و لطف بسیاری ازو دیدیم-گفت که اے یار عزیز
 عشق از روزی که مرا بر کار بسته است + و نقش محبت
 درست در دلم نشسته، هیچ چیز اینجا بچشم من نمی آید و
 دل مطلقاً بدنیا نمی گزاید-تجربہ پیشہام، بے اندیشہام، اگر
 عالمے برہم خورد؛ جمعیت خاطر پرانہ نشود - و اگر آسمانے
 بر زمین بیفتد، دلمے کہ دارم، از جا فرو-هر گاہ چشم می بندم
 نظر بروے کسی می کشایم، کہ از گل صد پرده نازک تراست
 یعنی از نگاه کرم رنگ می بازد، چون سر بگریبان فرو
 می روم، تماشائے دلبرے می شوم، کہ جلوۂ او از برق هزار
 مرتبہ شوخ تراست-یعنی دلمے بادلہم نمی سازد-معشر خرام من
 اگر خرامد، عالمے تہ و بالا گردد - بلند بالائے من، چون قد بر
 افرازد، قیامت برپا شود - خاک راه او شو کہ سران را تاج
 سر گردی، پائمال او باش کہ سرمۂ چشم اہل نظر شوی-دلمے
 بہرسان کہ او پسندد، جانے پیدا کن کہ باو پیوندن - دست
 بدست بہ از خودی دہ کہ ازین راه، این راه دور دست
 بدست+ است ۛ، زینہار دست بر سردست منہ ۛ کہ چون دست

* (ن) بسے + یعنی مرا مقرر کردہ است † یعنی نزدیک

ۛ (ن) آید ۛ یعنی بے کار مباه

و پاخشک شوند ، راه پست است —

(نکته) اے یار عزیز! مرگ عجب استعجالہ ایست کہ در پیش است ، از خصمانہ خود غافل مباش ، یعلیٰ خود را بہ چشم دشمن بہ بین کہ دوستی ہمیں است- حال جان ہشیار ، بعد مفارقت بدن ، حال مستی است ، معشوق در گذار ، چون آنجا تجدید امثال فیست ، پس از روزگار دراز ، آن مستی کہ عبارت از لوٹ دنیا باشد ، زایل شود ؛ دفعتاً ذوق وصل را دریابد و اے بر حال جان نا آگاہ کہ ازین عالم دور افتد و بآن عالم نسبت نداشتہ باشد ، متاسف بہاند ؛ ہمیں دو حال را عارت دوزخ و بہشت میخواند —

(موعظہ) اے یار عزیز! دل اگر درد خور است در خور است ، غم اگر دل خور است ، شایستہ تر است ؛ دل محزون می جویند نہ شایستہ طرب ؛ جان درد ناک میخراهند نہ درمان طلب ؛ روے نیاز بسوئے او آر کہ بے نیاز است ، کارها را بہ او سپار کہ کار ساز است ؛ پارا در دامن کش و توکل کن ، سر را بگریبان انداز و قائل کن ؛ اگر جان بہ نیاز آید ہنقا است ، دل اگر گداز شود ، کیمیاست - (لہ صنفہ)

مدعا فایاب و راہ جستجو دور و دراز

پا بدامن ہمنشین فناچار میباید کشید

(نکته) اے یار عزیز آن معشوق یکتا پیرہن ، بہر رنگی کہ میخواهد ، جامہ می پوشد- گاہے گل است و گاہے رنگ ، جائے لعل است و جائے سنگ ؛ بعضے از گل دل خوش می سازند ، برخی با رنگ عشق میبازند ؛ جمعے لعل را معتبر

سیداند ، جماعتے سنگ را خدا می خوانند-هشیار ! کہ این مقام منزلة الاقدام است ، چشمے باید کے بر غیر او وا نشود ؛ دلے شاید کہ از جائے خود نرود ، دشمن و دوست همه از اوست کہ دلہا در تصرف اوست ؛ ہدایت و ضلالت ہر دو مظهر اویند ، مست و ہشیار همه اورا میجویند-معراب از ابروے او پیدا آمد ، میخانہ از چشم او ہویدا شد ؛ مناجاتیان عبادت و طاعت گزیدند ، خراباتیان جام برسر کشیدند ؛ در معراب بہ اقامت خم باید شد و در شیرہ خانہ * با حال در ہم ؛ یعنی مراعات ہر شان لازم ؛ و پاس ہر مرتبہ واجب —

(نکتہ) اے یار عزیز ! ہستی واجب محتاج برہان نیست-

ہر کہ بر حق دلیل می گوید

بچراغ آفتاب می جوید

ہمیں کہ آفتاب بر آمد ، روز شد ، اگر مالکے درسیان نہباشد ، فلک بیفتد ، جبل نہ ایستد ، خور فتابد ، مہ نشتابد ، آتش نسوزد ، ہوا نہ سازد ، ابر نہبارد ، برق فتاؤد ، آب نرود ، گیاء نشود ، گل نہمد ، چمن نہخند ، ثمر نہباید ، شجر نہپاید-حق سبحانہ تعالیٰ را کہ کریم می گویند ، نظر بر غلبۂ این صفت ، سررشتہ بندگی از دست نہاید داد ، کہ آنجا صاحبے است ؛ وقتی کہ می نوازند ، خاک را آدمی می سازد-دسے کہ بہ بے نیازی پردازند ، آدمی را خاک-پیغمبر ما کہ در شان اوست ” لولاک لہا خلقت الافلاک “ تہام تہام + شب نہاز خواندے

و این همه ایستاده ماندے کہ قدم مبارکش آماس بہم رساندے۔
 کسانیکہ میدیدند، می گفتند یا رسول اللہ چرا کار را بر خود
 تنگ گرفتے؟ توانی کہ عالمے را از بند غم و ا رہاندی۔ متبسم
 شدے، و فرمودے، 'چه باید کرد، عالم بند گیمست۔ عزیز من!
 نسبت بندگی و صاحبی بسیار نازک است باندگی پیش آر کہ
 از روئے صاحب شرمندگی نہ کشی —

سخن این جا رسانیدہ بود کہ جلودارے
 از صوبہ دار شہر رسید و نیاز او
 التماس نمود، گفت کہ نصرت
 یارخان برائے قدمبوس می رسد۔ فرمود

صوبدار شہر کا ملاقات
 کو آنا اور اُس کو
 نصیحت

کہ خوش باشد، ہرچند دھن ملاقات فقیران ندارد، اما مرا از
 روئے او شرم می آید کہ بارہا بر گشتہ رفتہ است، اگر این بار
 ہم بزود، خدا داند کہ باز ملاقات شود یا نشود۔ چون بدروازہ
 رسید، از فیل فرود آمدہ، دوید بسعادت پا بوسی سر بر آسمان
 رسانیدہ پنج اشرفی نذر گذرانیدہ گفت کہ "خوش آمدی
 و صفا آوردی" عرض کرد کہ زہے طالع من کہ بخدمت شریف
 رسیدم، و روئے مبارک را بکام دل دیدم۔ چون روے دل از فقیر
 دید، رو انداخت کہ گاہے بہ نگاہے این روسیہ را باید نواخت۔
 گفت کہ دل قوی دار کہ روئے تازه داری، یعنی خدای عزوجل
 ترا اینجا بر روئے کار آوردہ است، اغلب کہ آنجا ہم رو سفید
 بر آئی۔ شکرانہ این نعمت، رو انداختگان را بنواز یعنی رو از

سنگ و آہن مدار و روئے ایشان بر خاک مینداز؛ از خدا رو *
 دار و بر خود مچین؛[†] درکار غربا روئے کسے مبین؛[‡] زینہار کہ
 از بے کسان رو فتابی، مبادا کہ در عرصات رو نیابی [§]۔ حالا
 برو کہ یار عزیز شیشہ جان و نازک مزاج است و من در پاسداری
 این مرد لاعلاج۔ صوبہ دار چون غریبان خاکسار پارہ رو بر
 زمین مالیدہ آستانہ فقیر را بکہاں اعتقاد بوسید و رفت ۔

| | |
|---|--|
| ایک گریئے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا | درہمان حال پسر خوانندہ سادہ روے مرغولہ موئے، عودے رنگے، سیر آہنگے، طنبور بردوش، حلقہ زر در گوش از آن راہ گذشت ۔ نظر فقیر بر |
|---|--|

آن افتاد، اختیار دل بدستش داد، بعم من گفت کہ ”این را
 بخوان و بنشان“ ۔ چون آن پسر آمد و نشست، خود بخود این
 شعر آمد، قتلان را در دو گاہ کہ پردہ ایست مشہور و بیگاہ
 میخوانند، بر خواند —

بیاکہ عمر عزیزم بجستجوئے تورفت

ز دل نرفتی و جانم ز آرزوئے تورفت

فقیر را تواجد دست بہم داد و حظ بسیاری برداشت۔ گفت
 اے عزیز امشب پیش فقیر بہان و چیزہارا کہ میدانی بطور
 خود بخوان۔ التماس نہود کہ سعادت و بر جان منت۔ چون شام

† یعنی رعایت

* یعنی شرم دار + یعنی غرور مکن

‡ یعنی عزت نیابی §

قریب بود، سارا رخصت کرد و در را بر بسته بیاک الہی بہ نشست - شنیدہ شد کہ فقیر قصد نماز خفتن * نمودہ، اشرفیہا را زیر بالین گذاشت - خوانندہ سبہ دل دید و بعد از ساعتی بہ بازار رفت، کاسہ شیرے درو زہر داخل کردہ آورد و بہبالغہ پیش از پیش بخورد فقیر داد - بہجود خوردن شیر حالش دگر گشت، دست و پا زدن آغاز نمود، یعنی زہر کار گر افتاد۔ آن بے چشم و روئے نا درست اشرفیہا را گرفت و گریخت - نصف شب آہ آہ دلخراش فقیر خواب از چشم ہمسائیگان برداشت - مضطرب دویدند، محتضرش دیدند، کسان تلاش آن عیار طرار بسیار کردند، چنان در پردہ کلیم شب پنہاں شد کہ بہ نظر کسے نیامد۔ چوں شب بسر دست آمد، چشم فقیر بطاق افتاد و جان شیریں را بتلخی تہاسی داد - اعیان شہر افسوس کنان، پشت دست گزان بر جنازہ او حاضر شدند، و موافق وصیتش در تکیہ فقیر بخاک سپردند - ہنوز آن مکان زیارت گاہ عزیزانست - (لمصلفہ) —

فلک زین گونه خون بسیار کرد است

عزیزان را بسے آزار کرد است

آسمان خم تنک + عشوہ ہائے لاجوردی دارد، و ناز ہائے ہر مزی؛ ہر روز با خاک افتادگان می ستیزد، ہر شب فتنہ تازہ می انگیزد - کسے را بزہر ہلاہل ہلاک می سازد، و کسے را بہ تیغ ستم بخاک می اندازد۔ مستان شوق را باید

کہ از گردش این ایمن نشوند، تا سخت نفورند از جائے خود
نروند۔

| | |
|---------------------------|--|
| بایزید درویش کی ملاقات | (حکایت) عم مرا ذوق صحبت درویشان و شوق دیدن این جگر ریشان بیشتر بود۔ روزے از شخصے |
|---------------------------|--|

شنید کہ درویشے بایزید نام، متصل سرائے گیلانی، کہ بنایش
سیلاب بہ آب رسانیدہ بود، در یکے از حجرہ ہائے او، کہ چون
دل عاشقان ہزار رہ دارد، افتادہ میباشد، دیدنی است۔ چون
از و نشان درویش یافت، دلش را آرزو گرفت و ہمہ
چیز از فکر افتاد۔ مرا از سر و کودہ، بسرعت تمام
رفت۔ جوانے دید، بلند بالا، با کمال استغنا، ملکہ وارد
این عالم، فی فی عزیز تر از جان آدم، بالش از سنگ، بستر از
خاک، ہر ساعت مہیاے ہلاک، شکستہ دل و کشادہ رو، برشتہ
جان و قتیلہ مو، دلدادہ، خاک افتادہ، خود را بخدا سپردہ،
راہے بکام دل بردہ، اگر خوش چشمے از پیش او رفتے، بالائے
چشمہ ابرو نگفتے، با کسے بر نفوردے، بہ بے کسی بسر بردے۔
چشم را اکثر اوقات بستہ میداشت و دل را بے یاد حق
نہی گذاشت، فان را بر غبت ندیدے، آب را از گلو بریدے،
باریک بین و مشکل پسند، در لباس قلندران برگ بند۔
پرسید کہ چہ نام داری، و از کجائی؟ درد مند و عاشق پیشہ
می نہائی!۔ گفتا، ”این جائیم، و میر اسان اللہ نام دارم۔“
گفت بنشین کہ با تو دمی چلد خوش برارم۔ می گفت کہ

چون زبان بازی * بهیان آمد، سر کرد کہ اے عزیز راہ ہا بریدم،
 رنجہا کشیدم، از خود رمیدم، در کوچہا دویدم، چون ابر ایستادم،
 چون برق افتادم، عمرے سرگردان شدم، مدتے دل پریشان شدم،
 چندے با چشم تر گشتم، آوارۂ دشت و درگشتم، شبہا نفختم،
 روزہا نگفتم، دست در دامن امیران زدم، سر بر دروازۂ
 فقیران زدم، تا آن شوخ چشم را بر من گذرے افتاد و بحال
 دگر گون گشتہ من نظرے کرد :-

دیر بر سر آن غزال دور گرد آمد مرا

از طپیدن ہاے دل پہلو بدرد آمد مرا

اگر می خواہی کہ در زمرۂ سختی کشان او باشی، باید
 کہ دل از آہن و جگر از سنگ تراشی۔

با یزید کے کلمات پند | (سخنان غریب) اے عزیزاگر آن محبوب
 سراپا ناز پیش چشم است، بہشت

جاوید؛ و اگر از نظر رفت، ہمان دوزخ عاشق نا امید۔ بدافکہ
 سر کلافہ پیدا نہی شود، یعنی بر ما ہیچ ہو۔ بدانیست۔ نہیدانم
 کہ زاهدان ریاضت پیشہ چہ در سر دارند و بے خودان شوق
 آن مست سراندا از کہ خبر۔ جمعے را خلش خواہشے، جہاعتے
 را کاوش کاہشے، کسانیکہ حق شناسند مبرا از امید۔ و یاسند،
 عزیزانیکہ ناخدا آیند، دلدادگان رضایند؛ جان عاشقان را کہ
 بتلخی کاراست، خون ایشان شیریں بسیار است۔ رنج را بر
 خود گوارا کن تا شایان راحت شوی؛ کار را بسیار با خود

تنگ بگیر تا بفراغت روی- دل برداشتن ازین عالم خوب است؛ اگر معرفت حق میسر نشود، اینهم خوبست- همارت دنیا در گردیدنی* است، بنای این بر وهم گذاشته اند؛ طاق آسمان فیلی افتادنی است در هوایش معلق داشته اند- اگر بمقصود رسیدنی خواهی، در دل راه کن؛ هرچه از دست کوتاه خدمت بر آید، لکه کن؛ اگر آشنای دریائی، ته دار حقیقت نمی توانی شد؛ بارے بر کران باش؛ یعنی اگر دفعتهً بر مردن خود قادر نیستی، آماده دادن جان باش- خود را از قید دیر و مسجد و رهان؛ یعنی با خدا باش و در همه جا بهمان —

(فائده) عارفان دو گروه اند؛ مردم یک جماعت نقش دیوار اند؛ گوئی که زبان ندارند- یعنی حیران تازه کاری آن صنعت گر پرکار اند؛ دیده اند؛ آنچه دیده اند؛ فهمیده اند؛ آنچه فهمیده اند- مردمان جماعت دیگر را چون بادام، زبان مغز دار است؛ یعنی هر یک زبان دان چشم- سخن گوی دلدار است هر گاه شرح طرز دیدن او می کند؛ هزار رنگ لب می کشاید؛ کیفیت مژگان بهم روشن بصد زبان ادا می نماید؛ چنانچه کهالات آن مست ناز از حد شمار افزون، کلمات این بے اختیار هم از حیز بیان بیرون- اول صحبت بود زود برخاست، رنج فقیر زیاده برین فخواست پیش پدرم آمد؛ و احوال او همگی بیان نمود- و گفت :-

هر گله را رنگ و بوے دیگر است

درویشان اهل بخیه⁺ کجا بهم می رسند؛ اکثرش می دیده باش-

یکے بعد از نہاڑ پیشین، قصد دیدن او کرد و سرا همراه برد۔ درویش به عنایت تھامس بر خواند، رو با روے خود به عزت بنشانند۔ چون خورد سال بودم، روبہ عم من کرد و کلاہ از سرم برداشت، یعنی متفحص احوال شد۔ التھامس نمود کہ فرزند علی متقی است۔ گفت چه پرسیدنت، پدر این بابا مردیست کلان کار، دانای اسرار، خورشید آسمان، درویشے مشہور جهان، جان درویشی، دریای است کز و گوهر تر برون می آید۔ ما فقیران کنار خشک داریم، از ما چه می کشاید۔ اے پسر! بعد از نیاز من خواہی گفت کہ کوتاہی از شوق بے پایان نیست، شکستہ پائے کوچہ نمی دہد، وز بخت کم مدد نیز گذر نیست،+ می خواہد کہ ازین خرابہ سر بیرون نہ نہد، تو قلندر مضبوط الاحوال، من بہ نسبت تو کوچک ابدال، در حق چون من بے سرو پای بشرط مساعدت وقت دعای۔ طرح سخن بطور دیگر انداخت، عم بزرگواری را مضطرب ساخت۔ کہ اے عزیز ہمہ گوش شو و سخن فقیران بشنو۔

(نکتہ) عبادت ما برای ما ست، آنجا خدائی ست کرا پروا ست؛ طاعت ما این ہمہ نیست کہ بر خود بچینم و برو تکیہ کردہ بنشینم؛ اگر بپذیرند، احسان بہشت+ کنند، ما بندہ ایم و رہساب نگیرند، جز این نمی توان گفت کہ

* کلاہ از افلاس + یعنی رضانیست

‡ یعنی احسان کلی کنند

شرمندہ ایم، اینکہ نفس ترا چیزے قرار دادہ شومی محض
 است، چون خوب بکنہ خود رسی، معروسی محض؛ آن سرو ناز
 مائل رنگین رفتن خود است و جلوہ او بہزار رنگ سر گرم آمد و
 شد؛ چہ گہاں بردہ، چہ قرار دادہ، چہ خیال کردہ، بچہ دل نہادہ؟
 گاہے گل در آب می افکند*، گاہے گل بر سر خاک میزند†،
 زمینہار کہ دل شکنی کسے نہ گنی و سنگ ستم بر شیشہ نرنی۔
 دل را کہ عرش می گویند، ازین راہ است کہ منزل خاص آن
 ماہ است :-

نیازارم ز خود ہرگز دلے را
 کہ می ترسم دروجاے تو باشد

(نکتہ) اے عزیز آن محبوب محبت دوست است، یعنی
 با عاشقان سرے دارد و با آن بے پروائی بھال ایشان نظری؛
 چون مراقب میگردند، در دل جلوہ گر است، چون چشم
 می بندند، در پیش نظر - از ہر دریکہ می خواہند می آید،
 بہر رنگے کہ می جویند، رو می نہاید؛ انقباض و انبساط وابستہ
 بھال ایشان است؛ اگر خوش می شوند، گرفتگی ازین چہن
 میروں، و گر مہزون می گردند، غنچہ وا نمی شود؛ اما طور
 ایشان از راہ و روش بیرون، معشوق در آغوش و دلہا ہمہ
 خون؛ گاہے متفکر، گاہے متہیر، قرار نہیگردند، تسلی نمی شوند۔
 خدا دانہ کہ از خدا چہ می خواہند، خواہشے ندارند و
 می کاہند؛ نشیدہ —

(حکایت تمثیلی) کہ در عہد موسیٰ علیہ السلام خشک سال شد، مردم در معرض قلع افتادند، گفتند کہ یا موسیٰ در جناب احدیت عرض کن کہ باران نہی بارد، خلق عالم تاب تعب ندارد؛ منت ہلاک میشوند و برباد فنا میروند۔ موسیٰ علیہ السلام بر طور رفت، عرض داد، خطاب آمد کہ ”کلل خسپ*“ پریشان گوے دارم کہ در فلان گلخن افتادہ می باشد باکب زدن او خوش داشتم، از چندے رو بآسمان نہی کند، و بطور خود حرت تمیزند، نزول باران موقوف برواشدن اوست۔“ چون ازان جناب این جواب شنید، بسوے همان گلخن شتافت۔ بارے آن بلاش شوق را دریافت۔ مردے دید، بالائے تودہ خاکستر، گلیم سیاہے در بر، از سرتا پا ہمہ ذوق، مستغرق دریائے شوق، یکہ بیت دیوان تجرید، فرد اول جریدہ تغرید۔ بہجرد دو چار شدن زبان بکشد کہ یا موسیٰ گذرت بر مزابل از چہ افتاد، بچہ دل نہادہ کہ اینجا افتادہ؟۔ گفتا کہ امساک باران است، کارے از دست دعائے † کس نہی کشاید، زندگانی دشوار می ماند، ردے نیاز بعناب پاک حق بردہ بودم، چنین ظاہر شد تو کہ سکوت اختیار کردہ، انقباض است۔ تا بعات قدیم سخن سر نہ کنی، ابر را باد نیارد و باران رحمت نبارد؛ خدا را دسے رو بآسمان بہ نشین، چیزے بگو و این بلا را بر چین۔ گفت اے موسیٰ تو آن فریبندہ را نشناختہ، و بطور من دل را در راہ او نباختہ، عبارت آن طرار کنایہ ہا میزند، اشارتش

* کلل خسپ، کنایہ از کسے ست کہ در گلخن می باشد۔

† (ن) ’دعائے‘ نہیں ہے۔

دل بصد جا می افکند - استغفر اللہ من بگفتہ او کے راہ میروم
 اما اگر پاس رسول او نکم کافر میشوم ، کہ گفتہ اند : ع
 ” با خدا دیوانہ باش و با نبی ہشیار باش - “

غرضکہ آن مقید عشق مطلق ، و آن حیرتی کھالات حق
 رو بفلک کرد و بساط سخن را بطور خود بہ گسترد - کہ ” اے
 سراپا فریب ، و اے دشمن شکیب ! پیش ازین ابر و باد و باران
 مسخر تو بودند ، اکنون حکم کش * من اند ، کہ اگر من خواہم
 گفت ، باد خواہد وزید ، و ابر خواہد آمد ، بارش خواہد شد -
 بلے حق بر طرف تست ، تر ادخلے نیست ، متصرف این کارخانہ
 منم - بیا ! این فریبندگی را بگذار ، و بر حال خلائق رحم آر - دو
 سہ بار ازین قسم سخنان پریشان گفتہ بود کہ ناگاہ بادے وزید ،
 و آبر سیاہی سفید شد ، سیلاب سیلاب بارید - اے عزیز ! کدام
 معشوق این قدر پاس عاشق می کند - حیف است اگر تعلق
 بدو نگیری ، و در طلب آن سرمایہ جان نمیری ؛ دل اگر بوائے
 او خون شود بہتر ، جان اگر در راہ او رود خوش تر ؛ معہو او
 ہرنکے شو کہ ہرنکے او بر آئی ، بطریقے گم کرد کہ باز
 رونہ نہائی - رباعی : -

نہ دل بخیال زلف و رو باید داد

نہ جان بہ ہوائے رنگ و بو باید داد

اینجا دل راچہ قدر و جائراچہ محل

خود را ہمہ او کردہ با و باید داد

درین حال وقت نماز عصر* رسید، بر خاستم و باو نماز گذاردیم - بعد فراغ رو بهشرق نشست و گفت: اے میرا من الله امروز چیزے خورده ام که نخورده بودم، و دست به چنین طعامے نه کرده بودم - عم من قدرے + گستاخ شده بود، گفت اے درویش مبالغه را حده و تکلف را نهایتے است، قامتت از بار فاقها خم است، و سنگ قناعت بر شکم؛ بر اے یک دام آب استخوان سی شکنی، نان گربه را به تیر سی زنی، هر روز بر اے مرگ آماده، با صد خرابی درین خرابه افتاده، گجا طعام لذید و کجا تو، از دهن خود زیاده مگو - گفت: والد که من زیاده پر و سبک پا نیستم، جائیکه احتمال دروغ باشد نه ایستم - بشنو که از صبح آتش جوع زبانه سی کشید و نفس شوم چون سگ پا سوخته + می گردید، یعنی می خواست که بشهر بروم و پیش کس و نا کس سائل شوم، بارے سنگ زیر سر گذاشتم، و غیرت خود را بزور نگهداشتم، یکایک موشے نیم نان خشک در دهن گرفته بر آمد و درین حجره شکسته تر از دل عاشق در آمد، من که بمعنی شیر شرزه بودم، و بظاهر از فاقه کشیها گربه لاوه، چون سرا دید، آن نیم نان را انداخته گریخت، نصف دل خوش برخواستم و برداشتم، آبه میسر نه بود که پاکش کنم، منتظر خضرے نشستم، بعد از ساعتے آواز سقائے بگوشم خورد، کوزه دسته شکسته خورد را برده آب آوردم، و آن نیم نان خشک را شسته تر کردم و خوردم - خدا شاهد است که لذت فعیم بهشت می داد -

عزیز من! در سخن درویشان تصنع و تکلف نہیں باشد، ایشان شاگرد چرخ دولابی فیند کہ اگر صد کوزه بسازد، یکے دستہ ندارد، در صحبت این طایفہ شیشہ بند کردن*، سنگ بدل زدن است، زبان را نگہ باید داشت کہ شکر آب† ایشان شربت شہادت بے ادب می شود۔ عم بزرگوار از خطاب خجالت کشید، و عذر ہرزہ چانکی خواست۔ چون تنبیہ یافت بر سر عنایت آمد و گفت کہ اے عزیز، من ترا از جان عزیز تر دارم، این قدر تنبیہ ضرور بود کہ چانہ بیجا زدن‡ از ادب درویشی دور است۔

ہمداران ہنگام شب افتاد، رخصت خواستیم، گفت: خدا برو۔ از انجا کہ آمدیم، بخدست شریف پدر رفتہ سلام و پیام فقیر رسانیدیم۔ گفت کہ عنایت ایشان، اگر باز با عم خود بروی، البتہ نیاز من ہم برسانی۔

صحبت سیم - بخدست او رسیدیم، دیدیم کہ بیحضور است¶ و بیک پہلو افتادہ، آہ آہ می کند۔ چون عم سرا دید، دم

تیسری ملاقات اور
درویش کی وفات

سرد کشید و پیش خواند و این بیت شغائی بر زبان راند:
پرستاری ندارم بر سر بالین بیمارے
مگر آہم ازین پہلو بآن پہلو بگرداند
پرسید کہ چہ حالت است کہ این قدر ملالت است؟ گفت
اے عزیز سینہ ام بعدے می سوزد کہ گوئی در درون من کسے

* شیشہ بند کردن = استہزا نمودن + یعنی شکر نہی
† یعنی حرف بہجاذدن + یعنی بہسار است

آتش می افروزد؛ ناله که می کشم، زبانه آن آتش است، آه که
می کنم، لائحهٔ ههان شعلهٔ سرکش -

من نمی دانم که دل می سوزد از غم یا جگر
آتش افتاد است در جاله و دود می کند

اگر مرگ بفریاد من رسد، خوش بهشتی است و گرنه دوزخی
است که نتیجهٔ عمل زشتی است - اکنون بار بستن جان فتوح
است، که آمد و رفت دم سوهان روح است - شب بیخوابم و
روز بیتابم، چه سازم، بچه پردازم که تا بهیچم قرار بگیرم :

روز بشب کنم بصد اندوه سینه سوز

شب را سحر کنم بامید کدام روز

بادی که می وزد، دامن بر آتش می زند؛ آبی که می خورم
کار روغن می کند، دوائی مناسب مناسبتی ندارد، تدبیر موافق
موافقتی نمی کند، اگر بباغم ببری از سوز درون نا خوشم،
ور بهمانم بیدازی من ههان در آتشم، کاش سینه من بشکافند
و دل و جگر را زود بر آرند، یا مرا از اینجا ببرند و زنده
بزیر خاک بسپارند -

القصة احوال آن دل سرخته، جگر کباب، تا بزوال آفتاب
بهین یک و تیره بود - گاهی دست بدیوار داده می ایستاد، گاهی
می نشست و می افتاد، گاهی چشم می گشاد و نومیدانه میدید،
گاهی چون ماهی بی آب می طپید، ناگاه از زبان من شنید که
وقت نماز ظهر رسید - بخضوع و خشوع سجود می برد، "سبحان
ربی الاعلی" گفت و بهرد -

آتش عشقش بسے را سوختست

لیک زین سان کم کسے را سوختست

عم بزرگوار با چند غلام بہ تجہیز و تکفین او بہر داخت
و در ہمان حجرۂ شکستہ قر از دل عاشق مدفون ساخت - از
شنیدن این خبر جناب پدرم پشت دست گزید و گفت کہ آدمی
روشے این چنین دیر پیدا می شود، صد حیف کہ زود رفت -
(نقل) شبے در خواب عم من آن دلسوختہ از جہان رفتہ
می آمد و می گوید: دیدی کہ عشق چہ آتشے در من زد و چنانم *
سوخت، چارۂ کار جز مرگ نبود، چون بے تابی جان مرا دیدند،
در بحر موج رحمت انداختند، و با گوہر مقصود ہم کنار
ساختند، یعنی تسلی گردیدم و آرام گرفتم - و بکام جان ازان
نگار بہشت رو کام گرفتم - از دیدن این واقعہ + وحشتے در مزاج
شریف او پیدا آمد، مدتے باکس اُنس نگرفت - اکثر اوقات
میگفت کہ بایزید عجب سوختہ جانے بود، داغ جدائی او کہ
بر جان منست، تا زندہ ام، سیاهی نخواہد افکند - بر سبیل
حکایت این خواب را بخدمت پدرم نقل کرد، گفت چہ عجب کہ
حق تعالی کریم مطلق است، نشنیدہ -

(حکایت تہئیلی) کہ عارف نامی بایزید بسطاسی ہمسایہ
دیوار بدیوار ترسائی بود و از چہل سال باو آشنائی داشت -
او ہر سحر تختہ می زد و این می گفت کہ اے ترسا ازین
تختہ زدن، در فردوس بروے تو باز نخواستہ شد، اگر نجات

میخواهی، بیا اسلام قبول کن - یکے بغاطرش رسید که بایزید آدمی سہلی نیست، چہل سال است کہ دعوت اسلام می کند، خالی از چیزے نخواهد بود - سر زدہ در مجلس او رفتہ می گوید: اے شیخ تو کہ ہر صبح می گوئی، مسلمان شو، ضامن نجات من می توانی شد؟ شیخ را حالت سکر بود، کاغذے از کاغذگر طلبید و ضامنی نجات او نوشتہ داد، رفت و مسلمان شد - اتفاقاً در ہمان ہفتہ فجائتہ بہرہ، ورثہ آن، نوشتہ شیخ را بگریبان کفن چسپانده، بخاکش سپردند - چون شیخ بخود آمد، بخود فرو رفت - مریدے باعث حیرت پرسید، گفت: در حالت مستی متعہد امرے شدہ ام کہ از عہدہ آن بیرون نمی توانم آمد - گفتا دران حال ترسای دوست روی از دست شیخ ضامنی نجات خود نویسانیدہ، بردہ بود، می گویند کہ مسلمان شد، و مرد - شیخ غش کرد، چون این سخنش بگوش آمد، آب بسیاری بر رویش زدند تا بہوش آمد، سر کرد کہ من در نجات خود ترددے داشتم، این جگر از کجا بہم رساندم کہ متکفل نجات دیگرے شوم، افتان و خیزان، بکور آن نو مسلمان شدہ رفت، و متوجہ باطن شد - در معاملہ اش دید کہ ہمان کاغذ بدست دارد و میگوید کہ اے بایزید نوشتہ تو ہیچ بکار من نیامد، پیش از فہودن این پرچہ کہ دست پیچ نجات خود کردہ بودم، بطرزی کریم سوے خودم خواند کہ چشم فرشتگان مقرب، حیران کارمن ماند - موجب دل پریشانی خود مشو، قلم بند کردہ تو این است، بگیر و برو - ہر گاہ کرم او بدان را این چنین در می یابد، آن فقیر خود

از خوبان روزگار بود اگر بدریای رحمتش غوطها نخوردے،
این ہاجر آب بودی —

| | |
|---|---------------------------|
| (سخنان نغز) اے برادر عزیز چون دانستی کہ آن گل ہمیشہ بہار* بہزار رنگ بر می آید، و این چمن† رسانیدہ | میرمتقی کے کلمات معرفت |
|---|---------------------------|

اوست و این رنگها ریختہ او؛ اگر بیدنا شوی، بتامل شو، وگر
قدم کشائی فہمیدہ رو۔ در ہمہ ذرات کائنات پر تو ہمان
آفتاب است، اگر شناسای طرز او شدہ، دلت کامیاب است۔
کسے را کہ دیدہ و دل بینا است، می داند کہ حباب و موج
از دریاست۔ حق برطرف غافل است، اگر غافل ماند، بر ساحل
افتادہ از دریا چہ داند۔ بیا کہ برخیزیم و از میان رویم،
شاید کہ بکام جان ہمہ او شویم۔ موسم جوانی رفت، لطف
زندگانی رفت، عمر بشست سالگی کشید، پیرانہ سالی در رسید،
قامت خم شد، طاقت کم شد، دماغ ضعیف، جسم نحیف، روانی
از طبیعت رفت و تیزی از ہوش، بینائی از چشم و شدوائی
از گوش؛ ذوق بیدوق، دندان بیزور، پا ناتوان، سر بے شور،
موے سفید، دل نامید، رنگ و زنجیر از کمر واکن، ایام
آرایش فقیری رفت، زنجیر سر در پا کن، هنگام زینت قلندری
گذشت —

(نکتہ) در معاش پاس مشہور کن و در معاد مراعات معقول؛

* گلیست مشہور کہ بہندی سدا گلاب گیرند
† یعنی این چمن ساختہ و پرداختہ اوست

یعنی ظاہر را مطابق باطن* بیار و باطن را مطابق† عقل نما۔
اگر یار در حرم جلوہ گراست، مسلہان شدن ہنر است؛ مقصود
دل اوست، از ہر دریکہ بر آید، دگر جلوہ او در دیر لاریب
است، پس کافر شدن چہ عیب است، منظور چشم اوست از
ہر جا کہ رونہاید۔

بدیر و کعبہ میگردیم گاہ اینجا و گاہ آنجا
کہ مطلب جستجوی اوست خواہ اینجا و خواہ آنجا
(نصیحت درویشانہ) باید کہ عزلت گزینی و چندے
تنہا نشینی سرمہ خفا در چشم کش† و بر ہیچ چیز التفات
مکن۔ نظر بر خدا دار و ہرگز با کسی ملاقات مکن، بسیار
با مردم سر در ہوا بر خوردی، وقت آنست کہ مژگان برہم زدی
و مردی سر پیچ زدن ۛ تا کجا غفلت را بگذار، اگر دقیقہ فہمی۔
سر ازین مضمون برار:

دیدہ ام در عالم صحبت ہاے رنگین صد کتاب
کردہ ام یک مصرعہ تنہا نشینی انتخاب
نہیدام کہ چہ می سگالی کہ سر زخم خود نمی مالی، پیش
ازین سر گران ہوا و ہوس مہان، سورا از نشہ یاد حق سبک
گردای، نظر بر ریش سفید شانہ کاری ۛ نہائی۔ قصد خرق
عادت نکنی، گاؤ در خرمن زور مندی، چون خدا بستن خود را

* (ن) نقل + (ن) موافق † یعنی سرمہ از چشم نہان
گشتن ۛ فلودن ۛ یعنی بغریب و تملق با کسی
یاری نہماے۔

بحریت شهر + شهر کردنست- ور بے ارادہ کرامتے ظاہر شود ،
 چون شجر شاخ بر دیوار * نکنی کہ ثمرہ آن شاخ از پیشیہانی
 برآوردن ، شاہ اندازی + را فقیران عیب میدا فند ، یعنی
 متکبر و مغتر را آدمی نمی خوانند- وقتے کہ رخصت شد ،
 با خود قرار داد کہ آیندہ جائے فروم و روزے دوبار حاضر
 شوم —

| | | |
|---|--|---|
| <p>یکی پدرم گفت کہ اے برادر عزیز ، دماغ آخر میروود ، یعنی ہر روز ضعیف میشود ، اگر صرف حفظ قرآن شود ، چہ طور است- التماس کرد کہ خوب ، بخاطر گزشت- چنانچہ در مدت یک و نیم سال مصحف مجید را یاد گرفتند۔</p> | | <p>حفظ قرآن عم بزرگوار</p> |
|---|--|---|

| | | |
|--|--|---|
| <p>(نقل عجیب) روزے باہم نشستہ بودند و دور میگردند کہ درویش ”اسد المہ“ نام پیراھن فیلی دربر ، و کلاہ نہد برسر ، وارد شد- چون دوچار پدرم گشت ، گفت کہ اے سیرابہ پڑ کبود جامہ چرا سفر دور و دراز اختیار کردی و شداید راہ ، خوا بیدہ بر خود ہموار ساختی ؟ آن عزیز دو بدو در قدم افتاد ، سرش در کنار گرفت و قریب † خود جا داد- عم من حیران این اختلاط شدہ پر سید کہ این بزرگ کیست ؟ گفتا آشنائے قدیم منست- حیران ترشد والتماس</p> | | <p>نقل عجیب و پیشین گوئی وفات میر متقی</p> |
|--|--|---|

نمود که برای رابطه این چنین ملاقات بسیار شرط است که این مرد
 را گاهی ندیده‌ام. گفت که من و این مرید یک پی‌ریم، در دو
 سال یکبار بخدمت ایشان حاضر میشد. یکسوال کردم چه شود
 که آثار مرگ بر من ظاهر شود، تا بکار گور پردازم و دل را بچیز
 دیگر مشغول نسازم ارشاد شد که هرگاه این سیرابه پڑ کبود
 جامه را بپینی، یقین به دانی که تا سال دیگر زنده نهانی. دانسته
 باش فرصت عمر من بسیار کم است. عمو بزرگوار، از استماع
 این کلمات سخت متالم شد و گفت انشاءالله من این واقعه
 را نخواهم دید، یعنی آن روز در جهان نخواهم بود، و این
 غم نخواهم کشید. دمی که با آن تازه وارد سر حرت و اشد،
 نقل کرد که از چنده دوکان من نمی‌گردید، یعنی سیرابه
 مرا کسی نمی‌خرید، شب می‌بیختم روز می‌افداختم، دم و
 دودی که داشتم، صرف خسارت شد، ناچار دل بدریا افکنده لب
 خشک و چشم تر، بر خاک افتاده بودم، ناگاه خوابم در ربود
 دیدم که پیر بر سر استاده است و می‌گوید که "اے اسدالله!
 هرچند صعوبت سفر بسیار است و راه دور، اما یکبار
 برخوردن تو با علی متقی ضرور؛ درمیان من و او اشاره
 ایست همین که تو خواهی رسید او خواهد فهمید؛ باید که زود
 بروی و از کساد بازاری پریشان دل نشوی، که چون از آنجا
 بر گردی، دکان آنچنان گردد که سیرابه تو تبرک گردد -
 برخاستم، و دوکان را بشاگرد گذاشتم و نیم نان خشک، بطریق
 زاد راه برداشتم باندک زمانی از جهانی بجهانی آمدم، یعنی از

کہو جامہ بالا کبر آباد رسیدم و ترا بہر او دل مشتاق دیدم۔ اکنون رفتن من باختیار تست ، ہر گاہ خواہی گفت ، انداز آنطرت خواہم کرد۔ پدرم متعجبم شد و گفت کہ اے اسد اللہ اینہمہ بآہو سوار شدن از برائے چہ ؟ سیرا بہ ضایع نہی شود کہ این ہمہ دست پاچہ می شوی ، از گرد راہ رسیدہ ، رنج بے پایان کشیدہ ، اگر مشتاق ما فقیران نہ ، چندے برائے رفع مافدگی خود بہان شتاب چیست ، رخصت ہم اتفاق میشود ۔ بغلامے اشارت رفت کہ فرش خوابش در حجرۂ عم من درست کند و آب بدست او ریزد۔ حاصل کہ ساعتے از خود جدا نہی گذاشت و بد لحوئی و مزاح گوئی می داشت —

| | |
|--|----------------------|
| (فائدہ) یکے آن مہمان عزیز سوال کرد کہ در مسئلہ رویت ترددے دارم ، خدا خوانان دو جماعت اند | مسئلہ رویت میں گفتگو |
|--|----------------------|

جماعتے ہر ان است کہ روزے آن غیرت ماہ را چون بدر کامل تہاشا خواہیم کرد۔ عقیدہ جماعت دیگر اینکہ ادراک آن آفتاب از بصر بشر امکان ندارد۔ فرمود کہ ما فقیران را ہیچ ترددے نیست ، چون مقرر شد کہ او عین عالم است ، بہر جا کہ نظر می افکنیم او بہ نظر می آید ، در ہر کہ می فکریم او رو می نہاید۔ آن معنی بہر صورت جلوہ گر است و دیدار او بشرط نظر میسر۔ القصہ بعہد یک ہفتہ رخصت شد و کل بانگ بر قدم زد۔

| | |
|--|--------------------------|
| (حکایت جانسوز) صبح عید عہوی من تبدیل رخت کردہ بمصلی رفت ، از آنجا کہ آمد ، در سینہ اش دردے | بیماری و وفات عم بزرگوار |
|--|--------------------------|

ظاهر شد، بشد تے کہ رنگ رویش شکست و قرار از دل رخت
 بست۔ والد سرا طلبید و گفت دردے دارم کہ بکمال بے دردیست،
 یافتہ ام این درد عاقبت ندارد*، و خفگی بہر تہہ ایست کہ
 نفس تنگی می کند، غالباً جان ناتوان طاقت ندارد۔ عباے†
 را از تن من بکشید‡ کہ خوش نمی آید، کُلاہم دور بیندازید
 کہ ہر سر گرافی می فہاید، جانم ناتوان است، بیمار من گران
 است⑤۔ چون شام شد، آن درد عام شد، شور آہ آہش بلند گشت،
 ہمگی یکدل درد ملد گشت، دے کہ بضبط پرداختے، خود را
 غنچہ ساختے، گہے کہ از درد فالان شدے، چون گل پریشان
 شدے، وقتے دالش بسیار گرفتے، آہ آتشناک کشیدے، دود جگر
 کہ کباب گذشتہ II بود، بآسمان رسیدے اگر سخن را ندے،
 این رباعی خواندے۔ لہ صنفہ : —

وقت است کہ رو بہرگ یکبارہ کنیم
 آن درد نداریم کہ ما چارہ کنیم
 بیماری صعب عشق دارد دل ما
 گر جامہ گذاریم ۛ کفن پارہ کنیم

چون پاسے از شب گذشت، کار از بے طاقتی برو تنگ شد
 باپیر گفت کہ آخر دل سختی کشیدے، دیدے من کباب سنگ شد❧
 تو خود آگاہ راز این میخانے، اگر تہ شیشے از عمر من باقی

* یعنی انجام خوب ندارد + پوراهن کہ زیر جامہ باشد
 † یعنی منم تن دامندار ⑤ یعنی بیماری بشدت دارد
 ② بمعنی ازگار رفته یعنی سوخته ۛ جامہ گذاشتن
 بمعنی مردن ❧ نوع از کباب

مانده باشد ، بکسے دیگر بده کہ دُرْد فوشی باین درد کشیدن
 جگرے می خواهد، من ازیں جان شیرین تلخی مرگ را صد
 مرتبہ گوارا ترسی بینم*؛ توجہی کن کہ آسان بهیرم، بخشائے
 کہ آرام بگیرم - آخر شب کلاه شب پوش را بہن بخشید و چشم
 از غابۂ ناتوانی بپوشید-دے کہ شب شکست† یعنی سفید صبح
 رسید، جان الہناک او بر لب رسید، مودن مسجد "الہ اکبر"
 گفت، آن بیمار شب زندہ دار بخت ؛ یعنی دست بردل
 نہاد و جان بجان آفرین داد —

پیر او دستار بر زمین زد و گریبان درید و ازیں واقعہ
 جانکاه الفہا بر سینہ برید-مرید آتش خاک بر سر و داغ بر جگر،
 با صد پریشانی، چنانکہ میدانی، بر سہیات مردہ او پرداختند
 و جنازہ آن درد مند را درست ساختند —

عشق در دے بے دوائے بودہ است

بہر جان و دل بلائی بودہ است

ہر گاہ برائے نماز استادند ، اکثرے برخاک افتادند ، پدرم
 گفت کہ اے ناواقف پاس آشنائی، دیر معلوم شد کہ بیوفائی؛
 آنچنان گرم رفتی کہ سینہ مرا تفتی؛ یاران این چنین نہیروند،
 غمخواران بیہرروت نہی شوند —

چہ شد آن وفا و عہد یکہ تو وعدہا نہودی

بتو من چہ گفتم بودم، تو بہن چہ گفتم بودی

بزرگان دوش بر تابوت گذاشتند ، یعنی بعزت تہامش

برداشتند، آه پیر برسم عالم مردگان، پیش پیش روان، معتقدانش
سیلاب سیلاب سر شک افشان- مرده او را بیرون شهر بردند و
بگوشه باغی بخاک سپردند، گلها افشانند، فاتحه خوانند،
ملالت بپعد کشیدند چاره جز صبر ندیدند -

| | |
|---|--|
| <p>روز سیزم که عزیزان شهر برای فاتحه آمدند، پدرم گفت کسیکه این چنین عزیزش مرده باشد، اگر او را عزیز مرده گویند می افتد- از امروز مرا عزیز</p> | <p>میر متقی نے اپنا لقب عزیز مرده رکھا - میر صاحب کا رنج و الم</p> |
|---|--|

مرده سی گفته باشند، چنانچه در شهر بهمین لقب شهرت گرفت-
روزے صدار گریستے، بحال مردگان زیستے - منکه بغل پرورده
او بودم، حوائج خود را باو می گفتم، با او می خوردم، با او
می خفتم، روزهای یک می کردم، شبها فریاد میکردم- درویش عزیز
مرده بدلجوئی می پرداخت، و بهیچ وجه آرورده دلم نمیساخت،
گاه می گفت که اے پسر من ترا بسیار میخواهم، اما ازین غم
میکاهم، که من فیز بر سر را هم- گاه می گفت که ماه من! نه طفل
هائے الحمد للہ کہ ده سالے، چه به کاهش افتاده، آخر درویش
زاده، دل را قری دار، خود را بخدا سپار، شاد بزی و خوش
بهان، مرا طرح کش، خود بدان- جان من! مگر طفل شیروی که هر
زمان دلگیری، اندیشه خود چرا داری، وارثی چون خدا داری،
رفتگان باز نمی آیند، گزشتگان رو نمی نمایند - اے پسر دنیا
در گذر است و هر کرا می بینی در جناح سفر، نه پنداری

* بمعنی شیر خواره + بمعنی فرمانبردار

‡ در تہہ سفر

کہ جاے بودند جہان است، این قرار داند مجلس روان ست،
 حاضران رفته اند، نشستگان گذاشته اند، غنچه پیشانی مشو، چون
 گل مشگفته رو می باش، بہار این چہن رفتنی است، بعبث دل
 مخراش۔ مقاسر خانہ آفاق را چنان ساختہ اند کہ درو چون تو
 بسیارے دل باخته اند؛ تا واقف راہ و رسم این جا نشوی،
 زینہار کہ این راہ نروی؛ در حریفان سخت باز و طرار،
 مثلیمست۔ قہار و راہ قہار۔ ہر روز اذین قسم سخن کردے،
 و بنماز تہاسم پروردے —

| | |
|--|--|
| <p>(نقل است) روزے بہ قانع کامی تہام حلوای مرغ قسمت می کرد کہ جوانے سرو اقدم، احمد بیگ نام، شکری رنگ • دائۃ چند شکر انگور بر دست گذاشتہ، نذر گزرانید و گفت، تازہ از ولایت</p> | <p>احمد بیگ جوان کا آنا اور اردۂ حج کو ترک کر کے مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا</p> |
|--|--|

آمدہ ام و ارادۂ حج دارم، چون وارد شہر شدم، آوازۂ درویشی
 تو شنیدم، مشتاق شدہ بخدمت سامی تو رسیدم۔ گفت مگر
 نشنیدے۔

چرا بپای خود اے کعبہ رو نہی آفتی

ہمان توئی کہ بفرسنگ می نہایندت

اولاً خود را در یاب، انکاز برائے کعبہ بشتاب، کعبہ عبارت از
 دلہائے خستہ درویشان است، و مقصود دست و بغل باین جگر
 ریشان، اگر دل ایشان بدست آید، کعبۂ مراد بے سعی نہاید؛

ازین جاست کہ کسے گفتہ، رفتہ است -

ز کعبہ آیم و رشک آیدم بہ خوفنابی

کہ از زیارت دہائے خستہ می آید

دل درویشان جائے خوشیست، این ویرانہ را ہوائے

خوشیست، دل را منزل آن ماہ می گویند، مقصود از ہمین در

می جویند - سالکے بہ طواف کعبہ رفتہ بود، کسے را در آنخانہ

ندید، بادل پر آرزو ناکام بر گردید، در ہمان حال گفت:-

کعبہ را دیدم دل من درد تنہائی گداخت

مجناس آرائے کہ مارا خواند خود مہمان کیست

انچہ تو می گوئی محرم حرم نیز ہمین گویند، کسے را کہ

تو می جوئی، کعبہ ہم او را می جوید -

ہر کرا دیدم چو من گم گشتہ تحقیق بود

کعبہ را ہم بے تکلف در بیابان یافتم

گرد دہا بگرد کہ طواف حرم اینست، بلا گردان خود شو

کہ مطلب عہدہ ہمین است، وجود غیر موجود نیست و کسے

بے او مشہود نہی -

گفتم بحرم محرم این خانہ کدماست

آہستہ بہن گفت کہ بیگانہ کدماست؟

”مرا بر جوانی تو رحم می آید کہ رنجہا خواہی کشید و

بمطلب نخواستہ رسید، سخن درویشان بگوش جان بشنو، چندے

فروکش کن و ازین جا مرو - جوان چون روے دل از درویش

دید، سر را از فرمان نہ پیچید، یعنی رحل اقامت انداخت

و ہریاضت شاقہ پرداخت - ذہن سلیہے داشت، کسب کرد و در

مدت هفت ماه بهرتبۀ کمال رسید- پیرے باین خوبی، جوانے باین محبوبی، پیرے باین حالت، جوانے باین کیفیت، پیرے باین کمال، جوانے باین حال، پیرے باین عنایت، جوانے باین ارادت، پیرے باین نظر، جوانے باین اثر، دیدہ روزگار کم دیدہ، و گوش جهانیان کم شنیده- روز و شب چون شکر و شیر، یعنی صحبت بسیار در گیر، پیر را دمی نهی گذاشت، بجوان عزیز شهرت داشت- اتفاقاً زر توفیقے از جائے بدست پیر آمد، جوان را گفت که برین متصرف شو و سفر حجاز برو- بعد از نماز صبح زیر پیچ دستار و سجاده مہرابی عنایت کرد و رخصتش نمود—

وفات میر محمد متقی | (حکایت جانکاه) روزے درویش عزیز
مردہ برای عیادت ہمیشیرہ زادہ

برادر عزیز کہ محمد باعث نام داشت؛ عالم، فاضل، متصوف، کامل بود، بعالم گنج کہ محلہ ایست مشہور از اکبرآباد، در آفتاب گرم رفت، چون شام بروز سیاهی زدن آغاز کرد، از آن جا بانداز خانہ روان شد، عشائین را در مسجد خود آمدہ ادا نمود- ہرگاہ بر فرش خواب رفت و من حاضر شدم، گفت ”اے پسر حرارت آفتاب در مزاج من تاثیرے کردہ است، صداعے دارم، از آثار معلوم می شود کہ تب خواہم کرد- غذای شب نخورد و خوابید، صبح کہ برخواست، تپے بشدت داشت- طبیبے ”ابوالفتح“ نام معالج قدیم او بود، آمد و تبرید کرد، تسکین نیافت، مبالغہ در مہرہات فوق الحد نمود، سود مند نیفتاد- تب درویش بندی شد، یعنی ہر روز شام می آمد

و تھام شب می مافد، براے تپ بستن تد بیرھاے بے شہار
 می کردند، اما از ہیچ یکے این عقدہ سخت کشادہ نشد۔ پس
 از ماہے مشخص گردید کہ این تپ متشبث بقلب است و
 استخوانی شدہ است، یعنی این درویش فحیف کہ مشت
 استخوانی بیش نیست، مبتلاے رنج باریک است۔ بہن گفت
 کہ اے پسر! جان من صرف نیاز است و جسم وقف گداز، رغبتے
 با غذایم نیست اگر می خورم، گرانی می کند، دوائیکہ صبح
 طبیب می دہد، تا صبح دیگر کفایت است، می خواہم کہ
 تا بہیروم، ترک غذا بگیرم، پنج شش دستہ ہاے زرگس از بازار
 بطلب کہ بشرط حیات گاہ گاہ بو کردہ آید۔ بہوجب ارشاد
 طلب داشتہم و پیش او برابر گذاشتہم، ہر گاہ چشم می کشاد،
 دستہ بدست گرفته بو می کرد و می گفت ”الکھدلہ کہ سیر
 شدم“۔ چون بترک غذا پرداخت ما بیکسان را از خود فاسید
 ساخت، طاقت از دست و پا رفت، کار نا توانی بالا رفت،
 سخن بسیار کم راندے، نماز باشارت خواندے۔ بیست و یکم
 رجب حکیم، بعات قدیم، کاسۂ تبرید آورد، درویش ابرو
 توش کرد و نخورد و آن کاسۂ دوا را بر زمین زدہ گفت کہ
 اے مردہ شو بردہ تاثیر دوا از روز اول ظاہر بود، من پاس
 تو می کردم کہ می خوردم، افسوس کہ نہ فہمیدی، برو دست از
 من بدار، ناقباحت فہمی مرضی است کہ علاج ندار۔ انگاہ
 حافظ محمد حسن برادر کلان مرا کہ برادر اندر * بود، طلب

* (ن) بے مات، برادر اندر برادر، علاتی را گردید کہ از
 بطن دیگر باشد

نمود و فرمود که "من فقیرم و هیچ ندارم" مگر سه صد جلد کتاب، رو بروی من بیارید، و حصهٔ برادرانہ کردہ بگیرید۔ او التماس کرد کہ من طالب علم، کرم این کار مرا بیشتر است و این برادران ربطے بکتاب ندارند، کثارتہ ہاے اوراق چیدہ خواہد شد، یکے کاغذ باد خواہد ساخت، یکے در آب خواہد انداخت، اگر پیش من امانت گذارند، خوبست و گرنہ مختار اند۔ پدر از مزاج فاسز او خبر بود، شانہ گیر شد و گفت چہ شد کہ ترک لباس کردہ، لیکن کج پلاسی تو ہنوز نرفتہ است، می خواہی کہ طفلان بیچارہ را بازی دہی، و پس از مرگ دل بخرابی ایشان نہی، دانستہ باش کہ حق تعالی غیور است، و غیور را دوست میدارد، غالب کہ میر معہد تقی دست نگر تو نشود، اگر بنوع دیگر پیش خواہی آمد، کاسہ بر سرت خواہد شکست، و نقش عزت تو پیش این بابا نخواہد نشست۔ خواہی دید اگر بہر او خواہی رسید، براے یک جلد کتاب پوست تو خواہد کشید، کم کاسہ شایستہ بے اعتباری است، بخل و حسد دلیل ذلت و خواری است، خوب است کتابہا را بدر و نگاہ دار۔ پس انگاہ روے سخن بہن کرد، گفت کہ اے پسر قرضدار سه صد روپیہ بذالان بازارم امید کہ تا ادا نکنی مردہ مرا بر نداری کہ من سکہ درست، مردے بودم و در ہمہ عمر دغا بازی نہ نمودہ ام۔ عرض کردم کہ غیر از

• یعنی کوشش بسیار درین کار دارم + یعنی اعتراض شد
 ‡ یعنی رسوا خواہد کرد § یعنی مضبوطالوضع

جادہ ہائے کتاب دم و پوستے* بنظر نہی آید، آنها را ببرادر کلان سپردید، ادائی قرض چساں توانم کرد - چشم پر آب نہود و گفت "خدا کریم است، دل تلگ نباید شد۔" کاغذ زر† در راہ است، قریب می رسد، می خواستم کہ تا رسیدن زر زندہ بہانم، اما فرصت عہر کم است، ماندن نہی توانم۔ در حق من دعا کرد و حوالہ با خدا کرد، ساعتی نفس شہود، آخر حساب سپرد‡۔

—(بے مروتی برادر)۔

درویش چون چشم پوشید، جہان در چشم من سیاه گردید، حادثہ عظیمی رو داد، آسمان بر من بیفتاد، دریا دریا گریستم، لنگر از کف دادم§، سر را بر سنگ زدم، بر خاک افتادم۔ کل و مکمل § بسیار شد، قیامت پدیدار شد، برادر کلان من ترک مردم داری¶ گرفت و بے چشم و روی ◊ اختیار نہود۔ دید کہ پدر آستین کهنہ داشت □ و بہ بے کسی جامہ گذاشت، قرضخواہان دامن گیر من خواہند شد، پہلو تھی ¶ کرد و گفت کسانیکہ ہمگیر ناز و نعم بودند، آنها دانند و کار آنها، من در حیات پدر دخیل کارے نگشتم، از وقف ارلادی ‖ ہم گذشتم، سجادہ نشینان او سلامت باشند، سر را می کنند، وجہہ را میخراشند، آنچه مصلحت وقت خواہد بود، خواہند نہود۔

* یعنی سرمایہ † کاغذ ہندی ‡ یعنی مرد

§ یعنی مضطرب شدم § یعنی شور و ہنگامہ

¶ یعنی ظاہرداری ◊ بمعنی بے حیائی

□ یعنی افلاس داشت ¶ کفارہ کردن (بمعنی ورتہ

ملکہ تازہ بیکس شدہ بودم، چون سخنان بے تہ او را شنودم،
غم و غصہ بسیارے خوردم، التجا باو نبردم، کھر را محکم بستم،
نظر بر خدا نشستم۔ بذالان بازار دو صد روپیہ دیگر آوردند،
و سہاجت از حد بردند، پاس وصیت درویش بود، قبول نکردم،
ہمد را بزبان داشتم، یعنی ملول نکردم۔

در ہمین حال آدم سید مکمل خان کہ مرید عم بزرگوار
من بود با ہندوی پانصد روپیہ تازہ سکہ رسید، و درد شریک
من گردید، سہ صد روپیہ بقرضخواہان داد، فارغخطی گرفتم
و بصد روپیہ درویش را برداشتم بردم و در پہلوے پیر او
بخاک درآوردم۔

—(حقیقت من دل ریش، بعد واقعہ درویش)۔

بے مروتی ہاے آسمان را دیدم، ستمہاے روزگار کشیدم،
نے نے گناہ فلک و جرم زمانہ چہیست، من ستارہ نداشتم کہ
سایہ چہین آفتابے از سر حد من رفت، ہر چہ کرد، طالع من
کرد، غیر از دست خود بر سر نیافتم، یعنی کسے را سایہ کستر
نیافتم، خانہاں برسر غیرت نہادم، زینہار بر در کس نہ
ایستادم، لبم بحرف طلب آشنا نکردید، چشم من بہ بہیچ چیز
ندوید، سایہ دست کسے نہ گرفتم، و سر دستے بہن کسے
نگرفت، یعنی خدای کریم مرا شرمندہ احسان کسے نکرد،
و دست نگر برادر کہ سربسو من داشت، ساخت، قفل ماتم

* (ن) "حد" نہیں ہے + یعنی امانت کسے نخواستم

+ یعنی کسے امداد نکرد + گناہ از کینہ کرد

درویش قسمت ساختم کار را به لطف خداوند انداختم۔
 دم خود را ببرادر خورد سپردہ بتلاش روزگار در اطراف
 شهر استخوان شکستم لیکن طرفے نہ بستم یعنی چارہ کار
 در وطن نیافتم ناچار بغربت شتافتم رنج راہ بر خود هموار
 کردم شہادت سفر اختیار کردم بشاہجہان آباد دہلی رسیدم
 بسیار گردیدم شفیقے ندیدم۔

خواجہ محمد باسط کہ برادر زادہ
 صہام الدولہ امیرالامرا بود عنایتے
 بحال من کرد و پیش نواب برد۔
 چون مرا دید پرسید کہ این پسر از

میر صاحب کا دہلی جانا
 اور امیرالامرا کا روزینہ
 مقرر کرنا

کیست؟ گفت از میر محمد علی است فرمود از آمدن این
 پیدا است کہ ایشان از جہان رفتہ باشند۔ پس از افسوس
 بسیار سخن زد کہ آن مرد بر من حقہا داشت۔ یک روپیہ روز
 از سرکار من باین پسر میدادہ باشند۔ التماس نمودم اگر نواب
 لطف می فرماید دستخط کردہ بدهد کہ جائے سخن متصدیان
 نہاد۔ التماسے کہ نوشتہ بودم از کیسہ برآوردم۔ ناگاہ از
 زبان خواجہ مذکور برآمد کہ وقت قلہدان نیست چون این
 سخن شنیدم بقاہ قاہ خندیدم۔ نواب در روی من دید و سبب
 خندہ پرسید۔ عرض نمودم کہ این عیار ترا نفہمیدم اگر
 ایشان می گفتند قلہدان بردار حاضر نیست این حرف
 گنجایش داشت یا آنکہ وقت دستخط نواب نیست بابتی بود

وقت قلہدان نیست انشاء تازہ است - قلہدان چوبی پیش
 نہی باشد وقت و غیر وقت نہیداند، بہر نفریکہ اشارت رود
 برداشتمہ بیارد - نواب بخندہ درآمد و گفت کہ معقول می گوید۔
 غرض تکلیف مرا برخاک نیفگندہ قلہدان طلبید و آن التماس
 بشرف دستخط رسید - روز دربار بادشاہ بود کہر بستہ
 باستان، بعنایت تہاسم میان داد* - تا عہدیکہ فادر شاہ بر
 محمد شاہ کہ حالا بغردوس آرامگاہ ملقب است مسلط شد،
 و نواب مذکور بسبب پیش جنگی گشتہ افتاد، آن روزینہ می
 یافتہ نان و نمک میخوردم و بسر میبرد۔

بعد این انقلاب باز روزگار سنگین
 دل کار را بر من تنگ گرفت
 کسانیکہ پیش درویش خاک پای
 مرا گُحل بصر می ساختند یکبار از
 نظرم انداختند - ناچار بار دیگر
 بدہلی رسیدم و منتہائی بے منتہائی

امیرالامرا کے انتقال کے
 بعد میر صاحب کا
 دوبارہ دہلی جانا اور
 اُن کے ساموں سراج الدین
 علی خان آرزو کی
 بد سلوکی

خالوے برادر کلان کہ سراج الدین علی خان (آرزو) باشد کشیدم
 یعنی چندے پیش او ماندم و کتابے چند از یاران شہر خواندم -
 چون قابل این شدم کہ مخاطب صحیح کسے می توانم شد
 نوشتہ اخوان پناہ رسید کہ میر محمد تقی فتنے روزگار است
 زینہار بہ تربیت او نباید پرداخت و در پردہ دوستی کارش
 باید ساخت - آن عزیز دنیا دار واقعی بود نظر بر خصوصیت
 ہمیشیرہ زادہ خود بد من اندیشید اگر دوچار می شدم

چار چار می زد* و گر اعراض می کردم نواخوانی می نمود†
 هر روز چشمش بدنبال من می بود‡
 می کرد - چه بیان کنم که ازو چه دیدم چگویم که چه حالت
 کشیدم هر چند پنبه دهانی اختیار می کردم او از حلاجی
 دست نمی داشت با صد هزار احتیاج یک روپیه ازو
 نمی خواستم اما سلاخی نمی گذاشت - خصمی او اگر به تفصیل
 بیان کرده آید دفتر جداگانه می باید خاطر گرفته من گرفته
 تر شد سودا کردم§ دل تنگم تنگ تر گردید وحشتی پیدا
 کردم در حجره که می بودم نارش می بستم و باین کثرت غم
 تنها می نشستم - چون ماه بر می آمد قیامت بر سر می آمد
 هر چند از آن هنگام که دایه ام دم رو شستن ماه ماه می گفت
 و من بسوی آسمان می دیدم نظری بهام میداشتم لیکن نه
 باین مرتبه که کارم بدیوانگی کشد و وحشت بجای رسد که در
 حجره من باندیشه □ باز کنند و از صحبتتم احتراز نهایند —

(نقل تحفه) در شب ماه پیکری

خوش صورت با کمال خوبی از جرم
 قهر انداز طوف من می کرد و موجب

میر صاحب کی حالت
 مجنونانه

به خودی می شد - بهر طوط که چشم می افتاد بران رشک
 پری می افتاد بهر جاکه نگاه می کردم تماشای آن غیرت حور
 می کردم در و بام و صحن خانه من ورق تصویر شده بود یعنی

* یعنی بهبوده گوئی می کرد
 † یعنی خرابی من میخواست
 ‡ یعنی کنایه می کرد
 § یعنی چنین پیدا کردم
 □ یعنی بهراس

ان حیرت افزا از شش جہت رو می فہود، گاہے چون ماہ
 چہار دہ مقابل، گاہے سیر گاہ او منزل دل۔ اگر نظر بر گُل
 مہتاب، می افتاد، آتشی در جان بے تاب می افتاد، ہر شب
 باو صعبت، ہر صبح بے او وحشت، دمیکہ سفیدہ صبح
 می رسید، از دل گرم آہ سرد می کشید، یعنی آہ می کرد و
 انداز ماہ می کرد۔ تمام روز جنون می کردم، دل در یاد او
 خون می کردم، کف بر لب چون دیوانہ و مست، پارہ ہاے
 سنگ در دست، من افتان و خیزان، سو دم از من گریزان،
 تا چار ماہ، آن گُل شب افروز رنگ تازہ می ریخت و از قتنہ
 خرامہا قیامت می انگیزت۔ ناگاہ موسم گُل رسید، داغ سودا
 سیاہ گردید، یعنی چون پریدار شدم مطلق از کار شدم، صورت
 آن شکل و ہمی در نظر، خیال زلف مشکینش در سر، شایستہ
 کنارہ گیری شدم، زندانی و زنجیری * شدم —

ہمسر فخرالدین خان کہ مرید درویش
 بود، قرابت قریبہ داشت، زر بسیاری
 خرچ فہود، پریخوانان افسون دمیدند،

اطبا کے معالجے سے میر
 صاحب کا صحت پانا

طیبیان خون کشیدند۔ تدبیر اطبا سود مند افتاد، پائیز +
 آمد و بہار ریخت، سلسلہ جنون از ہم گسیخت، نقشی کہ
 وہم بستہ بود، از صفحہ خاطر محو شد، در سے کہ از جنون
 خواندہ بودم، فراموش گشت۔ لب با سکوت ماہوت شد، پریشان
 گوئی موقوف شد، تر طیب دماغ کردند، خواب افزود، طاقت

رفته باز رو نهود، یعنی بحال آمدم و بد خوابی رفت، از پیش نظر آن چهرهٔ مهتابی رفت، پس از چندے رو بصحت کامل آوردم و شروع بخواندن ترسل* کردم۔

(نقل) روزے بر سر بازار، جز کتابے در دست نشسته بودم، جوانے میرجعفر نام ازان راه گذشت، نظرش بر من

میرجعفر سے تعلیم حاصل کرنا

افتاد و تشریف داد۔ بعد از ساعتے گفت کہ اے عزیز دریافته میشود کہ ذوق خواندن داری، من ہم کشتہ کتابم، اما مخاطبے نمی یابم، اگر شوق⁺ داشته باشی، چندے می رسیده باشم۔ گفتم دستے ندارم کہ خدمتے از من بیاید، اگر الله این رفیع بر خود گوارا کنی، عین بندہ نوازی است۔ گفتا اینقدر هست کہ تہ پاتا نباشد⁺، پا بیرون نمی گذارم۔ گفتم خدای کریم آسان خواهد کرد، اگر چه من ہم چیزی ندارم۔ پا ورقہای آن نسخۂ درہم را مطابق سرصفحہای آئندہ کردہ داد و رفت۔ ازان روز اکثر ملاقات آن ملک سیرت و آدم صورت اتفاق می افتاد، و بلطف نہایتم زبان میداد، یعنی دماغ خود می سوخت و مرا چیزے می آموخت، تا مقدور من فیض بالش نرم زیر سر او می گذاشتم، یعنی صورت او بود، آنچه میسر میداشتم۔ ناگاہ خطے از وطن او کہ عظیم آباد بود، رسید و آنہر رخت خود کام و نا کام بان صوب کشید۔

* یعنی مکتوبات می خواندم + (ن) شوق کاملے

† یعنی چیزے برای ناشتا باشد

| | |
|--|---|
| بعد از چندے با سعادت علی قام، سیدے کہ از اسروہہ بود برخوردارم - آن عزیز مرا تکلیف موزون کردن | ریختے میں سید سعادت علی کی شاگردی |
|--|---|

ریختہ کہ شعریست بطور شعر فارسی، بزبان اردوے معلی
بادشاہ ہندوستان و دران وقت رواج داشت کرد - خود کشی*
کردم، و مشق خود بھر تبتہ رساندم کہ موزونان شہر را مستند
شدم، شعر من در تھام شہر دوید و بگوش خرد و بزرگ
رسید -

| | |
|--|-------------------|
| یکروز خالوی کذائی بر طعاسم طلبید، تلاخی ازو شنیدم، بیمزہ شدم، دست | رعایت خان کا توسل |
|--|-------------------|

در طعاسم نا کردہ برخاستم - چون پایے چراغے! نداشتم، شام
از خانہ او برآمدہ راہ مسجد جامع پیش گرفتیم - اتفاقاً راہ
غاط شد، بر حوض قاضی کہ آبگیر خوردی نزدیک بحویلی
وزیرالہمالک اعتماد الدولہ واقع است رسیدم و آب کشیدم -
آنجا علیم الہ نام شخصے پیش آمد و گفت کہ شما میر محمد تقی
میر نباشید؟ گفتم از چہ شناختی؟ گفتا طور سودائیانه شما
مشہور است، رعایت خان کہ پسر عظیم الہ خان یزنہ
اعتماد الدولہ قہرالدين خان باشد، از روزیکہ زادہ طبع نکتہ
انگیز باو رسیدہ است، اشتیاق ملاقات بیش از بیش دارد؛
اگر بدست من اورا دیدہ شود، سبب مجرائی من گردد -
رقتم و دیدم، آدمیانه بر خورد و با خود رفیقم کرد، تہمتی

* جہد بلیغ + از کسے پایے چراغ داشتن یعنی منتفع
شدن ازو -

ازو بستم و از قید تنگدستی رستم—

| | |
|---------------------|----------------------------------|
| شاه درانی کا دای پر | ہنگامے کہ شاہ درانی بلاہور آمد و |
| حملہ کرنا اور شکست | شاہنواز خان پسر ذکریا خان کہ |
| کھا نا | صوبہ دار آنجا بود، گریخت، وزیر |

و صفدر جنگ و ایشر سنگہ پسر راجہ جے سنگہ کہ زمیندار کلانے بود، بادشاہ زادہ احمد شاہ را باخود گرفته بجنگ او بر آمدند۔ آن طرف سرھند بو وزیر گولہ رسید و زمیندار مذکور بس خم زدہ۔ صفدر جنگ و معین الہلک کہ پسر وزیر شہید باشد، احمد شاہ را سوار کردہ، جنگ افغانان زدند۔ من درین سفر باخان منظور بودم و خدمتھا می نمودم، ہر گاہ شکست فاحشی بر لشکر افغانان افتاد و گریخت، معین الہلک ناظم لاہور شد۔ خان مذکور چون عضو از جا رقتہ، ترک رفاقت او گرفتہ، با صفدر جنگ روانہ شہر شد —

| | |
|------------------------|-----------------------------------|
| معہد شاہ کا انتقال اور | قریب پانی پت کہ شہریت مشہور، |
| احمد شاہ کا تخت نشین | چہل کروہے شاہ جہان آباد، خبر رسید |
| ہونا | کہ معہد شاہ بآن جہان خراسید، |

عالیہ لکد روز گار خورد۔+ صفدر جنگ لکد برابر زدہ+ چتر و تخت پیش احمد شاہ آورد۔ نوبت سلطنت بار رسید، با کر و فر تھام داخل شہر شد۔ این جا جاوید خان کہ خواجہ سراے باد شاہ مرحوم بود بخطاب نواب بہادر مخاطب گشت

* یعنی گریخت + یعنی پائمال شد

† لکد برابر زدن = تفاخر کردن

و اختیار سلطنت بدست او افتاد-

هر روز اختیار جهان پیش دیگریست

دولت مگر گداست که هر روز بر دریست

صغدر جنگ کی وزارت | و قتیکه نظام الملک آصفجاء در دکن فوت گشت، منصب وزارت به

صغدر جنگ رسید و سادات خان ذوالفقار جنگ به بخشگیری
 سرفراز گردید- امارت وزیر حال بجای رسید که بال و
 گویال* او را شاه هم نداشت- بخشی حال، راجه بخت سنگه
 را که زمیندار کلان کار نام گرفته† بود، و برادر کلانش ابهه‡
 سنگه ریاست جوده پور داشت، نیابت صوبهٔ اجمیر داده،
 بر روی او دوانید- راجهٔ مذکور خانرا سردار فوج نموده با
 خود برد- در ظاهر سامر که قصبه ایست معروف، بیست کروه
 این طرف اجمیر، هر دو لشکر طرف شدند§ و جنگ توپ خانه
 بهمان آمد- مردمان طرف ثانی پاس نمک نکرده، چون غیرت
 بحرامان یک روز هم تن ندادند، تا بجان دادن چه رسد-
 ناچار رئیس آن طرف ملهار را که در سرداران دکن نام
 برآورده مرده بود، در میان داده سر بسر کرد و رفت-
 من پس از صلح برای حصول سعادت زیارت درگاه فلک اشتباه
 خواجهٔ بزرگ رفتم- و سیر آن نواحی کرده برگشتم —

* یعنی شان و شوکت + مشهور ‡ (ن) ابهی

§ یعنی مقابل شدند § یعنی صلح کرد و رفت

سادات خان ذوالفقار | این جا در اسرے زبانبازی بهیان آمد
جنگ اور بخت سنگه | راجه بخت سنگه ابرو ترش کرد
کی نزاع | صحبت خان و او* قروتی شد+۔

ستار قلی خان کشمیری کہ صورت بازی بیش نبود، برو صد
دهن+ خواند، کار بنزاع کشید، خان صرفۂ خود ندیدہ، مرا
فرستاد و عذر دہ زبانی\$ خواست۔ رفتم و از جانب او
مصحف خوردم\$ کہ آئندہ چنین نخواهد شد، اما دلش آہ
نخورد\$ و صرفہ نداد□۔ زرتنخواہ مردمان رسالہ ہمگی
فرستاد و خیر باد کرد۔ بارے بخیر گذشت، خان از آن جا
وا سوخته✕، بشہر آمد، و چندے در خانہ نشست۔

میر صاحب کی | (نقل) شب ماہ بر مہتابی پسر
نازک مزاجی | خوانندہ رو بروے خان نشستہ بود و
می خواند، چون سرا دید، گفت کہ

میر صاحب دو سہ شعر ریختہ خود باین بیاموزید کہ این
طفل در بستہ⊙ بکار درست کردہ بخواند۔ گفتم کہ من نقش
این کارندارم○۔ گفت شمارا بسر من۔ چون پایے تبعیت
درمیان بود، ناچار حکم او کشیدم، پنج شعر ریختہ باو آموختم۔
اما بسیار بر طبع نازک من گران آمد، آخر بعد از دو سہ روز
خانہ نشین گشتم۔ ہر چند لطف فرمود، نرفتم و ترک آن روزگار

* (ن) 'خان و او' نہیں ہے + یعنی صحبت بے مزہ شد
+ یعنی صد قسم سخن \$ ہرزہ گوئی \$ یعنی قسم خوردم
\$ اعتبار نکرد □ یعنی فرصت نداد ✕ یعنی اعراض کردہ
⊙ نام پردہ ایست ○ از عہدہ کار بر نیامدن

گرفتیم - سروت ذاتی آن مرد نگذاشت کہ فقیر را فاکام
 گذارد - برادر م میر محمد رضی را نظر برفاقت من اسپ
 از خانہ خود داد و نوکر کرد - چون پس از مدت مدیدہ
 رفتہ ملاقات نمودم، عذر بسیاری نمود، گفتم، "گذشتہ
 را صلوات" —

نواب بہادر کی ملازمت | ہر گاہ چندے بر این گذشت تلاش
 روزگار بخانہ نواب بہادر کردم و
 نوکر شدم - اسد یار خان بخشی فوج او احوال مرا نقل کردہ
 اسپ و تکلیف نوکری معاف کنانید - پاس من از حد بیشتر
 می کرد و پہلو می داد*، خدایش خیر دہاد —

جنگ وزیر با افغانان | ایامی کہ قائم خان پسر محمد خان
 بنکش بجنگ رھیلہ ہا کشتہ شد
 و صفدر جنگ برائے ضبط کردن خانہ او رفت، من بتقریبی
 باسحاق خان نجم الدولہ جہت سیر آن طرف رفتم - چون با
 احمد خان برادر خورد قائم خان جنگ عظیم روداد، فوج
 وزیر شکست خورد، و اسحاق خان گُشتہ افتاد، بآن لشکر
 شکستہ باز بشہر رسیدم و تصدیح بے حد کشیدم - وزیر بار
 دیگر لشکر کشید و افغانان را مغلوب ساختہ بہ تسلط تھام
 در حضور آمد —

فیروز جنگ کی وفات | در حینے کہ ذوالفقار جنگ میر بخشی
 اور میر صاحب کا | بسبب خصومت نواب بہادر از پایہ
 مطول کا پڑھنا | خود افتاد و نوبت امیرالامرائی

به غازی الدین خان فیر وز جنگ، پسر آصف جاہ رسید۔ او
برائے نظم و نسق صوبہ دکن رفت و در راہ ہیضہ کردہ در
گذشت۔ خلعت بخشیکری عہدالہلک پسرش پوشید۔ بندہ ترک
ملاقات عزیزان گرفتہ، بخواندن مطول مشغول شدم۔

| | |
|---------------------|-----------------------------------|
| نواب بہادر کا قتل، | موسمے کہ صفدر جنگ نواب بہادر |
| میر صاحب کی بیکاری | را بہ دغا گشت روزگار عالمے برہم |
| اور مہا فراین دیوان | خورد، من نیز بیکار شدم۔ مہا فراین |
| وزیر کی ملازمت | دیوان وزیر بدست داروغہ دیوان |

خانہ خود، میر نجم الدین علی (سلام) تخلص، کہ پسر میر
شرف الدین علی (پیام) بود، چیزے فرستاد، و باشتیاق بسیار
مرا طلبید۔ دست در دامن پہلو دار* او زدم و چند ماہ
بفراغت گذرانیدم۔

| | |
|---------------------|----------------------------------|
| وزیر کی بغاوت اور | ہنوز خون خواجہ سراے مظلوم |
| بادشاہ اور وزیر میں | نخواستہ بود کہ روزگار سرپاے زدہ |
| جنگ اور وزیر کی | قتنہ عجیبے را از خواب بیدار ساخت |
| شکست | و طرح ہنگامہ عظیمے انداخت، یعنی |

وزیر را توبہ پیدہ شد، سر از فرمان بادشاہ پیچید۔ ہر چند
بدر صلح زدند، اما سر از غرور ثروت فروں نیاروں، ناچار
بادشاہ از پے او رسن تابید، آخر از شہر برآمدہ، آمادہ جنگ
خداوند نعمت شد۔ این جا عہدالہلک نبیرہ آصف جاہ کہ منصب
بخشیکری داشت و انتظام الدولہ خالوے او پسر اعتہاد الدولہ
شہید، و دیگر سرداران فوج بادشاہی بحفاظت شہر

پرداختند - شهر کهنه تمام بغارت رفت، تا شش ماه جنگ در میان بود - اگرچه بالقوه خصمانه او نداشتند، لیکن کسان فوج شاه آنچنان پا فشردند که کار را پیش بردند - پاهای ثبات وزیر سرکش از پیش بدر رفت، ناچار پیغام صلح فرستاد، بادشاه هزیمت او را غنیمت دانسته دستوری صوبه اش داد - وزیر انتظام الدوله شد -

| | |
|---|---|
| <p>دربین ایام، من از فاساعدت ایام، همسائگی خالو گذاشته نظر برین که مرا به چشم کم خواهد دید، در حویلی امیر خان مرحوم (که امیر کلان عهد</p> | <p>مامون کی همسائگی چهور کر امیر خان کی حویلی میں سکونت اختیار کی</p> |
|---|---|

معهد شاهی بود، و صوبه داری اله آباد، و رگ خواب سلطنت در دست داشت، و انجام تخلص اوست، بخوش سلیقهگی و طلاقت لسان زبان زد مردم است، و موجب مهم علی معهد رو هیله شده، بادشاه را بر آورده او را بگیر آورده * بود، انجام کار از دست یکی از نوکران خود بر دروازه دیوان خاص گشته شد) - سکونت اختصار کردم و بلاطائف الحیل بسر بردم -
عهد الهلک در اندک مدت زور بهم رسانیده، سرداران دکن را از خود ساخته، بجرم رفاقت صفدر جنگ، بر سورج مل که زمیندار زور آورے بود، لشکر کشید - و از سر تبوی + قلعه او محاصره کرده کار را تنگ گرفت؛ پسر ملهار در همان جنگ کشته افتاد - زمیندار مذکور نوشت و خوانده

با وزیر داشت، این معنی سبب نفاق طرفین شد - بادشاه بر آمده، بست کروه آنطوت آب جهن قریب سکندرآباد خیمه کرد - روزی شام خبر رسید که سرداران دکن و عهده‌الملک با سورج مل طرح آشتی انداخته، باراده غارت دائره لشکر بادشاه، حاضر یراق جنگ * گردیده دویده اند، قریب است که برسند - بادشاه بهصلحت صمصام الدوله میرآتش و حرام کوزه چند که بکار پردازان بخشی گری ساخته بودند، فاروس را هم گذاشته، مضطرب و سراسیمه گریخت - آنجا نزدیک بصبح فوج دکن رسید و لشکر را همگی بغارت برده، متعاقب آمدند، و آنروز آب خیمه ها زدند - نسق شد که از مردمان بادشاهی کسی در قلعه نماند، اگرچه آن حرام توشه ها پیشتر ازین برخاسته رفته بودند - بعد از بندوبست عهده‌الملک آمد و قلمدان وزارت گرفت - وزیر مغز خر + خورده، از غردلی † بکنجه خزید و بادشاه خرد کم کرده، متوجه باغ گردید - بعد از ساعتی یاران غدار بغدر دستگیر نمودند و میل درچشمش کشیده نبیره بهادر شاه را بر تخت نشاندند و عالمگیر ثانیخ خواندند - مردمان بی ته در عرصه درآمدند، هرچه شد بیعاشد - صمصام الدوله که از عقل بهره نداشت امیرالامرا شد - من دراین سفر وحشت اثر با احمدشاه بودم، آمده عزلت اختیار نمودم —

درین حال که صفدرجنگ بساطحیات در پیچید و ریاست صوبه

* بمعنی مهیا + بمعنی احمق - † بزدلی —

بشجاع الدوله پسر او قرار یافت*، خالوے من بادیہ پیمائے طمع شد، یعنی در لشکر شجاع الدوله باین توقع رفت کہ برادران اسحاق خان شهید آن جا هستند، نظر بر حقوق سابق رعایتی خواهند کرد، جز باد بدستش نیامد، لکد زمانہ خورد و ہم آنجا مرد، مرد او را آوردند و در حویلش بخاک سپردند—

| | |
|---|---|
| <p>بعد از دوسہ ماہ راجہ جگل کشور کہ در وقت محمد شاہ دکیل بنگالہ بود و بثروت تمام میگزرانید، مرا از خانہ برداشته برد و تکلیف اصلاح شعر خود کرد۔ قابلیت اصلاح ندیدم بر اکثر تصنیفات او خط کشیدم —</p> | <p>راجہ جگل کشور کی قدر دانی اور شاگردی</p> |
|---|---|

| | |
|--|--|
| <p>در این هنگام راجہ ناگر مل کہ در سلطنت فردوس آرام گاہ بدایونی خالصہ و تن ممتاز بود، بہ نیابت</p> | <p>راجہ ناگر مل کا عہدہ نیابت وزارت پر سر افزاڑ ہونا</p> |
|--|--|

وزارت، خطاب مہاراجگی و عہدۃالملکی سرفراز شد۔ چون
مظلومان شہر را در خانہ خود جا میداد و بداد ایشان می رسید،
کار آن سر کردہ بدشمنی کشید؛ اگر بہ دربار میرفت، خودش
با حزم تمام و کمال طمطراق و فوج او ہمہ حاضر یراق، فریب
یاران بد پرداز، نہی خورد، ببالاچاقی† بسر می برد۔ درین
ولا صہمام الدولہ کہ عبارت از میر بخشی حال باشد، بہر
سل در گذشت۔ پسرش کہ بے حقیقت محض است بجای او

† بالاچاقی یعنی غلبہ

† (ن) بے تہ

• (ن) رسد

در این اثنا شاه درانی که هزیمت
خورده از سر هند رفته بود و در سر
خیال هند و ستان داشت، بالشکرے

شاه درانی کا دوسرا
حملہ

گران به لاهور آمد - رضیع و شریف آنجا چه ستمها که نکشیدند
و چه جفاها که ندیدند - چون مانعی نبود، از آنجا قصد شهر
نمود - یعنی معین الملک پیشتر مغلوب شده، بعد از چندی از
اسپ افتاد و رو بوادى عدم نهاد، و از آمد آمد او بنگ از
کلمه یاران پرید، از بادشاه و وزیر هیچ نه شد، آخر برسم
پذیرا او رفته قید شدند - راجه ناگر مل با بعضی رؤسا مثل
سعدالدین خان خان سامان، غیورے برای حفظ خود بقلاع جات
سورج مل رفت - قریب یک ماه بر شهر سختی مصادره ماند -
انگاه شاه بعالمگیر سلطنت بخشیده، وزیر را با خود گرفت و
انداز اکبر آباد کرد - فوج او دست غارت کشان، متھرا که هژده
کرده این طرف شهری بود با کمال رونق و آبادی، قتل شد -
چون هوا متعفن گردید، شاه از خوف طاعون معاملات سورج مل
ملتوی گذاشته دفعه کوچید و دختر محمد شاه را بعبائے نکاح
در آورده بالا بالا رفت - عماد الملک در نواح اکبر آباد ماند -
نجیب الدوله که در جنگ صفدر جنگ نوکر وزیر شده بود،
ترقی نمایان کرده میر بخشی گردید و مختار سلطنت شد -

| | |
|---|---|
| <p>این جا راجه ناگر مل با سردار * دکن بر خورده، وزیر و احمد خان و آنها را بر نجیب الدوله برد - او شهر بند</p> | <p>راجه ناگر مل کا مصلحت سے فوج دکن کو شہر سے نکال دینا</p> |
|---|---|

گشت، جنگ توپ خانه بهمان آمد - بعضے از سرداران کہ برای
خویش بودند، باندک غلبه انداز خرابی شهر میکردند - راجه
مذکور کہ مدعایش جز نیک نامی وزیر هیچ نبود، برای
مہانعت بر کار سوار شدہ † آفہا را باز میداشت و می گفت
کہ بر شهر زدن شما بر قالب زدنست ‡ فوج دکن ناموس
عالمی بر باد خواهد داد، شما بروہ بند □ این کار نہ آید،
نہ شود کہ شهر بغارت رود و بد نامی عاید شود - اصلح آنست
کہ روہیلہ ہا را بصلح بر آریم و شهر را سلامت نگہداریم -
پایان کار با نجیب الدولہ سر بسر کرد و از شهر بر آورد - او
بہ سہارن پور کہ در فوجداری خود داشت، رفت - وزیر و
اعزہ دیگر داخل شهر شدہ، فوج دکن را رخصت نمودند -
داروغگی توپ خانه بہ پسر راجہ تقرر یافت - میر بخشی
احمد خان ¶ شد —

† یعنی مقور شدہ

* (ن) سرداران

□ یعنی واقف ر (ن) برای

‡ کار بہبودہ کردنست

¶ (ن) و مہر بخشی گہی بہ

بہادر سنگہ پسر کلان

احمد خان ہنگش

| | |
|--|--|
| یکے پیش راجہ جگل کشور شکایت روزگار کردم، آن عزیز از خجالت سرخ و زرد شدہ گفت کہ من شال کهنہ * | راجہ جگل کشور سے شکایت روزگار اور راجہ کا میر صاحب کو تسلی دینا اور کچھ مدت کی پریشانی کے بعد قدر دانی |
|--|--|

طلب داشت، رقتم و بدست او ملاقات نمودم۔ اطف بسیارے کرد و گفت، ضیافت شیراز حاضر است[†]، یعنی حصہ شما ہم خواہد رسید، بارے تسلی شدم و بروخاستم۔ روز دیگر کہ صحبت شعر اتفاق شد، گفت کہ ہر بیت میر ماںا بعقد گہر است، طرز این جوان مرا بسیار خوش می آید۔ بہمین وتیرہ چندے رقتم، اما چیزے بدست نیامد۔ چون کارڈ باستخوان رسیدہ بود[‡]، اضطراب بسیارے لاحق شد۔ یکے بعد از نماز صبح بر در ایشان رقتم، جے سنگہ نام میر دھۂ چوبداران پیش آمد و گفت کہ این کدام وقت دربار است۔ گفتم کہ حالت اضطراب است۔ گفتا شما را مردمان درویش می گویند، مگر گوش زد نشدہ است کہ ”لا تتعصرک ذرۃ إلا باذن اللہ“۔ این جا از علو مرتبت پرواے کسے نیست، صابر و شاکر باید بود، ہمہ چیز در گرو وقت است، این راہ اندکے دور است، دیدن پسر کلان ۱۱ ایشان ضرور است۔ قر آمدم ۱۲ و بر آمدم —

* کنایہ از افلاس † یعنی ازچہ مہیا ست موجود ست
 ‡ یعنی کار ہتمامی شد ۱۱ (ن) از تلگ دستی بجان
 آمدہ ام ۱۲ (ن) صاحبزادہ ۱۳ یعنی شرمندہ شدم

شبے بگفته او پیش پسر ایشان* رفتم، دربانے مہانعت کرد و گفت دیدن ایشان این وقت امکان ندارد - ناچار برگشته آمدم - دیگر بعد از نماز عشا باز رفتم، دیدم کہ در بے دربانست - پرسیدم کہ "دربان کجا رفت؟" گفتند "امروز درد سرش بعدے گرفته بود کہ نہی توانست فشست" - دانفستم کہ ارادۂ حق تعالی متعلق است، بدیوان خانہ در آمدہ، دریافتم، و صحبت شعر داشتم - خواجہ غالب† کہ جوان زور مندی بود، و با من تعارفے داشت، احوال مرا مفصل گفتہ چیزے مقرر کنانید، تا یک سال می یافتم - شبے بخدست راجہ حاضر شدم، ایشان زر یک سائے مرا تقدیراۂ نمودہ گفتند "اکثر مرا می دیدہ باشید" - ازان روز بعد نماز عشا بطریق ملازمان در خانہ باغ ایشان می رفتم و تا دو پھر شب می ماندیم - گل‡ این خدمت آن بود کہ بشگفتگی خاطر اوقات میگذرانیدم - اکنون خامۂ زبان دراز طرح سخن بطور دیگر می اندازد -

(سافحہ) سرداران دکن ملک را از خود می دانستند و خیال جنگ شاہ در سر میداشتند - تیمور شاہ پسر شاہ درانی و جہان خان سردار فوج را با مردم قلیل شنیدہ و از دنبالہٴ ۛ آن پروا نکردہ یلغر بہ لاہور رفتند - فوج کم شاہی تاب جنگ نیاوردہ گریخت - اینہا تا بروخانۂ اتک متصرف شدہ، صاحبانام سردارے را برائے ضبط آن طرف گذاشتہ، روانہ وطن

* برادرے بہادر سنگہ † (ن) جالب ‡ یعنی حاصل
 ۛ دنبالہ داشتن از عقب داشتن چہزے و این در محل
 نفرین استعمال کنند -

که عبارت از دکن است گشتند —

| | |
|-----------------------------|---|
| چند سافعات کا اجمالی ذکر | چون نوشتن این سافعات بر سبیل اجمال منظور داشتم اکثر مقدمات مثل چشم سخت کردن * عبادالہلک |
|-----------------------------|---|

بر شجاع الدولہ و مصلح بودن راجہ و ہنگامہ بے ادائی
بدخشیان و زبون گشتن! آنها از جرأت وزیر و راجہ و
نجیب خان و رفتن وزیر بہ لاہور برائے ضبط اموال
معین الہلک کہ خسر او بود و بر آوردن زن صوبہ دار مذکور
از شہر مسطور و گشتن عاقبت محمود کشمیری و کشتہ شدن
ستار قلی خان کشمیری و خرابی شہر دہلی و بغارت رفتن
خانہائے مردم از جور بے تہیہ! چند کہ تازہ بر روے کار آمدہ
بودند و غافل بودن این خران از چوب خدائی و رفتن
عالی گہر با یکے از سرداران دکن کہ حالا تہمتی بادشاہت
است و بدست فرنگیان گرفتار و پس از چندے آمدن او
بشہر برائے ملازمت پدر و برسم پذیرہ رفتن Δ راجہ و غدر
کردن یاران و زخمی شدہ رفتن او بجانب مشرق و لکد بخت
خوردن \circ و بادشاہ شدن و قید کردن انتظام الدولہ خان خانان
و بر آوردن سلاطین از قلعدہ بگفتہ فاکسان و باز آمدن آنها
بر سوائے کہ نا فوشتہ بہ است قلم زبان آدر من بتفصیل نہ
نکاشت زیر اچہ این سو جز \cap گنجائی این ہمہ اطناب \cap فداشت۔

* تہذ و تہذ نظر کردن + مغلوب گشتن + بے حوصلہ
 Δ پھشوا رفتن \circ لکد بخت خوردن
 بمعنی فلک زدہ و حوادث زدہ ست و لکد روزگار خوردن
 \cap یعنی مختصر \cap طول دادن

فوج دکن کی چڑھائی
دلی پر

ہنوز روزگار میں ہمہ بلاہا را بتمام
برنچیدہ بود کہ گردش آسمان حقہ باز
فتنہ تازہ را بمرصہ ظہور آورد - آشوب

عجیبے درخواست، یعنی سردار جنگو نام، با فوج بسیاری از
دکن رسید و گذار لشکرش در سواد شهر افتاد، دل اکثری از
جا شد، قیامت برپا شد، رئیسان رنگ رو باختند، شاه و
وزیر باو ساختند - دتا نام سرداری کہ مدارالمہام آن سردار
جگدرار* و جوان چارشانہ† بود، از خود کرد، بہ نجیب الدولہ
کہ بکنار گلگ در جائے قلب ثبات قدم ورزیدہ تہکن داشتہ
دوانیدند - آنجا جنگ عظیم اتفاق افتاد —

این جا عزیزان بخانہ وزیر انجمن شدند‡ کہ اگر این فوج
سنگین برگردد و برسا ریزد، قیامتی بر انگیزد کہ عالم
تہ و بالا شود و شهر بغارت رود؛ اگر دست دہد، شریک شدہ کار
نجیب الدولہ بسازیم و گرنہ واسطہ گردیدہ بصلح پردازیم —

دھوکے سے بادشاہ
عالمگیر ثانی اور
انتظام الدولہ خانہانان
کا قتل

ہرگاہ قرار یافت وزیر ہرآمد و آنطرف
آب خیمہ کردہ، مکلف بادشاہ گشت -
او تہارض § نمودہ جواب صاف داد -
یاران چون از بادشاہ دلجمعی نہ داشتند،

مشورت کردند کہ بشہر بروند و بادشاہ را از میان بردارند
و انتظام الدولہ را نیز زندہ نگذارند - راجہ ہمان شب آنروے
آب رفت - سفیدہ دم آن سیاہ درویشان از لشکر بہ شہر آمدہ

* یعنی جری + یعنی فرہ و زور آور
† یعنی جمع شدند § بہانہ مرصہ کردن

پیش بادشاہ حاشا زدند* کہ ما با وزیر بدیم، اما زمانہ سازی می
کنیم، فوز عظیمی دست بهم داده است، اگر حضرت دریا بند -
آن سادہ لوح فریب آن ناسرانجامان خوردہ پرسید کہ چیست؟
گفتند فقیر صاحب کھالی دست از دنیا برداشته از دو سه
روز در قلعہ فیروز شاہ وارد است، فردا خواہد رفت، آخر
روز اگر دیدہ شود، غالب است کہ از دعای این بزرگ ازین
بلا رھائی یابیم، و بر وزیر غالب آئیم - بادشاہ از زبان درتہ
زبان داشتن † عزیزان عصر غافل بود، وعدہ داد کہ البتہ
خواہم دید - آخر نزدیک بشام سوار کردہ بردند - چون در
قلعہ رسید، بزخم کار کار آن بیگناہ ساختند، و مردہ او را
پائین دیوار انداختند - بعد از شام از آنجا برگشتہ در نماز
رسن بہ گلوے خانہان افگندہ کشیدند و بسختی تھامش کشتہ
لاشہ او را از نظر مردم پنهان ربودند و غرق دریا نمودند -
مردہ پادشاہ تھام روز برسوائی تھام بر روے خاک افتادہ ماند -
ھر کہ می دید، بر سرتکبان این امر ناشایستہ لعنت میکرد -
آخر وارثان او جگر از سنگ کردہ ‡، شبشب زیر خاکش پنهان
ساختند، و از ھراس آن بے چشم و رویان § ماتم نگرفتند -
صبح دیگر آن ستم کیشان در قلعہ آمدہ شاہجہان نام جوانے را
بر تخت نشانیدند و نذرھا گزرانیدند - مدت سلطنت عالمگیر
ثانی ھفت سال بود -

* یعنی قسم خوردند

† یعنی بہخوف شدہ

§ یعنی پے مروتان

| | |
|--|-----------------------------------|
| هر گاه اين زبون گير چند از كشتن بادشاه و انتظام الدوله فراغت كردند، وزير را كوچ با كوچ بردند - او بعد از | درانيون كاكانيون كو شكست ديدند |
|--|-----------------------------------|

قطع منازل و طے مراحل بفوج دكن پيوسته شريك جنگ شد -
 هفته بر اين فرفته بود كه خبر رسيد، فوج شاهي از اٲك
 گذشته، صاحبها را شكست داد - سرداران دكن جنگ نهيب الدوله
 را گذاشته، سرا سيمه برآه سد راه شدن، روانه گشتند - و برابر
 پاني پت از آب جون عبور نهوده فروود آمدند - در اٲناي
 راه جهاني سر سخت خورد * - از آنجا سنگ به سنگ زنان †،
 آنطرت كرنال كه قصبه ايست مشهور، و آستانه شاه شرت
 بو علي قلندر آنجااست، خيمه گاه ساختند - شام شنيدده شد كه
 لشكر شاهي بر سمت دريا سياهي كرد - ايشان نيز سياهي
 فوج نهودند - روز ديگر پيش از تيخ كشيدن آفتاب، جوانان
 جرار كارگذار قريب هشت هزار سوار، و يكه از سرداران
 جدا كرده فرستادند - وقتي كه رفتند و بروي آن فوج ايستادند،
 بيك تك تك پا ‡ بسياري از پا افتادند - سخت دلان كوه پيكر
 بر سر سنگ نشستند §، زنج زنان ¶ را زنجاندنها شكستند -
 خونخواران آنطرت بوضعي آويختند كه خون بسا كس بيكدم
 ريختند - چشم لشكريان اين جانب ترسيد، و دل جوانان بخود
 لرزيد - اگر خدا نخواسته آن دسته بو دائره لشكر ميوزد

* يعنى تصديق كشيده † يعنى دموي كنان

‡ يعنى بترك و تاز § يعنى معذب شدند

¶ بهبوده گويان

همان روزگار بتهامی کشیدے و از ما مردمان یکے بشهر سلامت
فرسیدے۔ اینان شاخ از پشیہانی برآورده برگشتند؛ آنان
سرگاوه زده از آب گذشتند۔

هرگاه مخیم شاه دوابہ شد و نجیب الدولہ ملحق گشت،
دکھنیاں وزیر را جہت محافظت لشکر و شهر دستوری دادند
و خود کنار آب گرفته آمدند، و شش کروزہ آنطرف خیہا زدند۔
این جا وزیر شهر را محکم کردہ ملچارہا قسمت نمود و حویلی
دارا شکوہ کہ بر دریا واقع است، براجہ سپردہ، بادشاہ نو
را کہ شاہجہاں با شد دید۔

پس از چار روز فوج شاه و نجیب الدولہ پا جفت دویدہ +
بدریا رسید، دلاوران پیکار جو و سواران جنگجو در پئے دور فال +
گودیدند، پیادگان روہیلہ پیش قدمی نمودہ ہنگامہ جنگ را
گرم ساختند، و چنان تردد کردند کہ پا یہائے شان پوست
افداختند؟ - ازین طرف دتا کہ سر کردہ فوج دکن بود بکار
گذاران خود پہلو دادہ ¶ بہ یک پہلو افتاد و مقابل آن فوج
سنگین ایستاد - نخستین تفرنگے کہ ازان سو سرد دہ شد، تیر
او بہ دتا رسید و بہ پہلو غلطید۔ دکھنیاں دست و پا کم کردہ
لاہ اورا برداشتند و کنار آب گذاشتند۔ ازان این طرف آب
آمده دست جلالت کشاند، اینان سر بیابان ہزیمت نہادند،
وزیر سرداران خود را بر ملچارہا گذاشتہ با فوج دکن آمیخت

* بمعنی انتفاع برداشتن + یعنی برابر دریدند

+ یعنی تفرنگہ و گوشمال ؟ کذا یہ از محکمیت بسیار

¶ اسناد نموده و بعد شدن درکارے

زمانہ غدار رنگ خرابی ریخت - درانیان دنبال گریختگان
افتادہ اکثری را علف تیغ بیدریغ کردند و برگشته انداز
تا راجہ شہر نمودند -

| | |
|-----------------------------------|---|
| درانیوں کے ہاتھوں شہر کی تباہی | راجہ شام از شہر بر آمدہ * قصد قلعہ جات سورج مل کرد و سلامت رفت - بندہ برائے حفظ ناموس خود |
|-----------------------------------|---|

بشہر ماندم - بعد از شام منادی شد کہ شاہ امان دادہ است
باید کہ رعایا پریشان دل نگردد - چون لختے از شب گذشت
غار تگران دست تطاول دراز نمودہ شہر را آتش دادہ خانہا
سوختند و بردند - صبح کہ صبح قیامت بود، تہام فوج شاہی
و روہیلہ ہا تاختند و بہ قتل و غارت پرداختند؛ دروازہ ہا
شکستند، مردمان را بستند، اکثری را سوختند و سر بریدند
عالمے را بظاک و خون کشیدند - تا سہ شبانروز دست ستم
بر نہداشتند، از خوردنی و پوشیدنی ہیچ نگذاشتند، سقفہا
شکافتند، دیوار ہا شکستند، جگہ ہا سوختند، سینہ ہا خستند -
آن زشت سیرتان بر در و بام، اکابران بہ بے سیرتی، تہام، شیخان
شہر بحال خراب، بزرگان محتاج دم آب؛ گوشہ نشینان بیجا شدند،
اعیان ہمہ گدا شدند، ضعیع و شریف عریان، کدخدایان بے خان
و مان؛ اکثرے بہ بلا گرفتار، رسوائی کوچہ و بازار؛ بسیاری
خدا گیر، زن و بچہ اسیر؛ بر سر شہرے هجوم، قتل و غارت

* (ن) با چندے از رؤسای این جا + یعنی بہ ناموسی

† بہلا گرفتار

علی العموم؛ حال عزیزان به ابتدری کشید؛ جان بسے به لب رسید؛
 زخم میزدند؛ و زبان به تلخ می کشودند؛ زر را می گرفتند
 و سلاخی می نمودند؛ باهر که بر میخورند؛ تا ستر پوش*
 می بردند؛ جهان از جهان ناشاد رفت؛ ناموس عالم به بر باد رفت؛
 شهر نو بفکاب برابر شد؛ روز سوم نسق مقرر شد. انزلا خان نام
 فسقچی باشی رسید کلاهها و نیم قن† مردم او کشید؛ بارے
 قدغن چیان غارتگران را از شهر بر آورده باحتیاط پرداختند
 و آن بیرحم مردمان بشهر کهنه چسپیده؛ جهانے را هلاک
 ساختند. هفت هشت روز این هنگامه گرم بود؛ اسباب پوشش
 و قوت یک روزه در خانه کسے نهاند. سر مردان بے کلاه؛ زنان
 بے رومال سیاه. جمعی چون راهها قفل بود؛ روزه از زخم
 پراگنده خوردند؛ جماعتی را از سردی هوا دندان بدندان □
 کلید △ و مردند؛ به بے حیائی تمام تاختند؛ روها بر زمین
 افتاختند؛ غله ها را از گرسنه چشمی می اندوختند؛ و بدست
 غربا بطرح م می فروختند. شور و غارت زدگان شهر تا آسمان
 هفتم میرسید؛ اما شاه خود را که فقیر می گرفت؛ بسبب
 استغراق نمی شنید؛ هزاران خانه سیاه؛ در عین آن آتش
 تیز با داغ دل جلای وطن کرده سر بصحرا زدند و چون

* بمعنی ازار † بمعنی انگورکمه ‡ یعنی بسته بود

§ (ن) هم نخوردند □ "دندان بدندان کلود شدن" چسپیدن
 دندان باهم △ (ن) کلود شد (ن) مردم ‡ بمعنی بے عزت
 کردند ☉ بمعنی بزر می فروختند § بمعنی خانه خراب

چراغ صبحگاهی در راه از هوای سرد خانه روشن کردند؛
 بی شمار بی دست و پایان را آن سیه درونان در رکاب انداخته
 السیرانه بدائرۀ لشکر خود بردند. دست دست ظالمان بود،
 دست کجی؛ میکردند، دست پلشتی □ می نمودند، دست
 چرب بر سر می کشیدند، دست بهازوی زنان میرسیدند،
 تیغها می آختند، دستگاه می ساختند. از دست شهروان هیچ
 نمی آمد، زیرا که دست و دل ایشان سرد شده بود ⊠؛
 کسی دست پاچه می شد و کسی دست بزیر سر ستون ⊕
 می نمود؛ بر هر درے درون سیاهے، در هر برزلی (X)
 بز نگاهے △، بازاری و گیر و داری ○؛ هر طرت خونریزی، هر
 سمت بز آویزی ♀، پاتابه پیدے || میکردند، بنا کوشی
 میزدند؛ غریبان از خوت خشک بودند، دیده درایان
 تر بها || می نمودند، خانها سیاه، کوچهها داغ گاه، صدها از
 چوب کاری هلاک شدند، جامے خون بسته، یکے بر سر چوب
 کرده نشدند، عالھے از زخم ستم جامه در خون کشیدند ⊕ و جان
 داد، اما کسی دم نزد. زمین شهر کهنه که جهان تازه اش
 میگفتند، دیوار صورت کاری افتاده را مانا شد، یعنی تا هر جا

• یعنی مردند † دور دوره ‡ دست درازی
 □ دست برد نمودن ⊠ یعنی بهکار شده بود
 ♂ مضطرب ⊕ حیران X کوچه △ (ن) برمگاه
 قبالگاهی ○ گرفتلی و پرسیدنی
 ♀ نوعی از تعزيب || عیاری ⊙ طمانچه
 || شوخی Q یعنی بداد کسی کسی نرسید (حاصل معلی)
 ⊙ یعنی کشته شد

که نظر می‌رفت سر و سینه و دست و پاهای گشتگان بود،
 خانهای آتشزده، سینه سوختگان از نار بت خانه‌ها یاد
 میداد، یعنی تا چشم بینندگان کار می‌کرد، سیه می‌نمود؛
 سخت خورده * که خود را بکشتن داد آرامید + چشم خورده
 آنها رو به بهبود ندید - مذکه فقیر بودم، فقیر تر شدم، حالم از
 به اسبابی و تهی دستی ابتر شد، تکیه که بر سر شاه راه
 داشتم، بخاک برابر شد - غرضکه آن به مورقان تمام شهر را
 بار کرده بردند، عزیزان همه ذلیل شده جانها سپردند —

| | |
|---|---|
| <p>هنوز از نهیب و غارت دست برنداشته بودند، مشهور شد که فوج هزیمت خورده دکن با فوج دیگر که در نواح</p> | <p>درانیوں سے دکنیوں کی جھڑپ</p> |
|---|---|

میوات بود، پیوست، اراده فاسده دارد - شاه از استماع
 این خبر، مهیای آن طرف گشته، شاهجهان را که تهمت زده
 چند ماهه ساطنت بود، دستور سابق در سلاطین فرستاد
 و جوان بخت پسر عالی گهر را رلیعهدار گردانیده از شهر
 کوچید و رفت - عهدالهاک همواییان سرداران دکن گذاشته
 بقلمه جات سورج مل آمد + و نشست - و قتیکه شاه در نواح
 میوات رسید و دکنیان دیدند که تیغ ما نمی برد + و چشم
 لشکریان ترسیده است، جنگ گریز کزان، بطور قدیم خود،
 تا شاهجهان آباد آمده، از دریا عبور کردند - شاه نیز متعاقب
 در رسید و شب در سواد شهر گذرانیده از راه پایاب گذشت -

* رنج کسرده + یعلی بعون الکمال گرفتار شده

† (ن) زلف + یعلی تیغ ما کار نمی کند

آنروز آب چون معسکر شد، جهانخان سردار فوج پیش رفته
 قریب سکندرآباد، با فوج مله‌ار که احوال او گذارش یافت در
 آویخت. شاه ازین جا با سه هزار غلام سوار شده در عرصه
 دو پاس شریک او شد. سردار آنطرت تاب مقاومت او
 نیاورده، دم خود را بیکه از سرداران دکن سپرده، پنهان
 گریخت. آن سرکرده داد دلاوری داد، و کشته افتاد. کسان
 دیگر دندان بحرف گذاشته * از روبرو جراران فوج شاهی
 گریخته، پراکنده شدند. شاه تا کول که قصبه ایست معروف -
 تعاقب کنان رفت. گریختگان بقلعجات سورج مل پناه برده،
 بعد از دو سه روز روانه پیشتر گردیدند. فوج شاه با یکه
 از قلعه‌ای او که این طرت آب چون بود، چسپید و کار بر
 مردم حصار سخت گرفت. زمیندار مسطور امداد آنها بالقوه
 خود ندیده بدر تغافل زد، ناچار حصاربان آنها ز فرصت
 یافته، هنگام شب گریختند و میان دار فرستاده صلح نمودند -
 بهار سردار دکن کا فوج | (سانحه) هنوز اشکر میان دو آب
 بود، شهرت یافت که فوج سنگینه از
 دکن بانداز جنگ در نواح اکبرآباد
 رسیده است، و زود میرسد. نجیب الدوله سرداران سمت
 مشرق مثل شجاع الدوله و احمد خان و حافظ رحمت و غیره را
 برای ملازمت آورد و هر یک را بوعده ملکه خوس دل ساخته
 سراپا + دهانید و آماده جنگ گردانید -

درین نزدیکی بهاؤ که سرسران دکن بود بانهوه پیش از پیش

* دندان بحرف گذاشتن بمعنی عاجز شدن + یعنی خلعت

از ملک سورج مل گذشت و وزیر و راجه او را مستمال ساخته، با خود آورد و متصرف شهر گشت. یعقوب علی خان که قراپتیه پاشا ولی خان وزیر شاه درانی داشت، و در قلعه بادشاهی بتوقع آنکه فوج شاه آنطرف آب است، کم مددی نخواهد کرد، بخود سپرد* بدست و دندان در جنگ چسپید† - دکهنیان‡ معاصره نموده بباد لیجها گرفتند - اکثر مکانات بادشاهی را که نظیر نداشتند (بخاک یکسان) ساختند - چون دریا بسبب برشکال عسیرا لعبور بود و شاه نمی توانست گذشت، خان مذکور بدست راجه سربسر کرده از قلعه برآمد، نظر بر عهد و پیمان کسی مزاحم احوال او نشد - در این ایام من بخدمت راجه حاضر شدم و التماس کردم که از گرم و سرد روزگار در آتش و آبم، میخواهم که ازین شهر برآیم و جای دیگر بروم، شاید که آسوده شوم - ایشان رعایتی نمودند و رخصتم فرمودند - لواحقان را همراه گرفته^۱ برآمدم - جای مد نظر نداشتم، بتوکل قدم در راه گذاشتم - در تمام روز پس از خرابی بسیار، هشت و نه کروه راه طے شد - شب در سرائی زیر درختی بسر کردم - صبح آن زن راجه جگل کشور که احوالش نگاشته آمد، ازان راه گذشت، ما کم پایانرا، از خاک برداشته همراه خود تا برسانه که معبد هندوانست و قصبه ایست هشت کروه این طرف قلعه جات سورج مل، برد و بانواع مراعات دلدھی کرد -

* بمعنی منور شدن + بمعنی کوشش تمام

‡ (ن) جنبهان (ن) برابر (ن) پناهده پا

| | |
|--|---|
| میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاماں جانا اور پڑیشانیء حال | سلخ ذیعبہ او بکامان کہ سہ کروہی آن مکان شہریست سرحد راجہ جے سنگہ رفت - بندہ با اہل و عیال در عشرہ آنجا اقامت نمودم؛ فرداے عاشورا |
|--|---|

قدم کشیدم و بہ گمہیر رسیدم —

این جا بہادر سنگہ نام پسر لالہ را دھا کشن کہ بیشتر
خزانچی گری صفدر جنگ داشت و در این اوقات با راجہ بود،
شام آمد و سردستی بہن گرفتہ اومیانہ سر کرد؛ احسان مند
اویم کہ غیر از دوست روی حقّی بر نداشتم - چندے بغراغت
ماندم و روز و شب گذراندم —

(حکایت) روزی بسبب فقدان اسباب معیشت دل تنگ
نشستہ بودم، بخاطر رسید کہ با اعظم خان پسر اعظم خان
کلان کہ در عہد فردوس آرامگاہ اسیر شش ہزاری بود و دست
و دلے داشت، اگر ملاقات کردہ شود، یک دو دم خوش برآوردہ
شود۔ رفتم و در طویلۂ سورج مل کہ تازہ اقامت گاہ خانہ
خرابان شہر دہلی شدہ بود بر خوردم۔ آن عزیز خدای
بیامرزاد، لب را بخیر پرسش من کشادہ سر رفتہ خود بر زبان
آورد، سامعان را از ہوش بردم، چون حقہ + وقلیان بہیان
آمد، این بیت آمدہ بر زبان آمد: —

امروز کہ چشم من و عرفی بہم افتاد
باہم نگریستیم و گریستیم و گذشتیم

چند شعر ازین قبیل خواندم، دو سه اشک از مژه افشاندیم- پس از نفسی چند خان را متفکر دیدم، گفتم * چه بخود فرو رفته گفت خیر- گفتم - آخر گفت هر گاه شما در شهر می آمدید،⁺ اقسام شیرینی و انواع حلویات می آوردیم و باهم میخوردیم امروز عجب اتفاق است که دست بر شکر خام هم نداریم، تا کاسه شربت برائے شما بیاریم - گفتم که مواج این همه فیستم آنهم بر سبیل تفتن بود، صاحب خوب میداند که گاهی شکم را نان سهاط نکردم- اوقات مختلف است، آن هنگام شربت و شیرینی بود این موسم تلخی کشیدنست- همین گفت و شنود بود که زنی خوانی بر سر از در در آمد و گفت همشیره سعیدالدین خان خان سامان دعا گفته است و قدری حلوائی⁺ فراکت و شیرینی شنبه فرستاده - خان چون سر خوان کشاد نگاهی بر گل حلوا فتاد گل گل شگفت و با من گفت که این روسپاه قدر خود خوب میداند، عمریست که بغاقت کشی میگذراند، گاهی از جایی دم آبی لب فانی نرسیده، تا بعلوا و شیرینی چه رسد، شما مهمان عزیزید، این اقامت^⑨ شماست حصه مرا بدهید و بخانه خود فرستید، گفتم بسیار است من چه خواهم کرد - گفتا بکار میر فیض علی پسر شما خواهد آمد - غرض که مرد خوشی بود کاسه بند نهوده[△]، قاب حلوا و خوان شیرینی

* (ن) پرسیدم — + (ن) بر می خوردند —

† نوعی از حلوا - و شیرینی شنبه، چنانچه شیرینی - پنج شنبه که این جا رسم است که آن جا روز شنبه فائده می کنند -

⑨ بهعلی مهمانی — △ یعنی خوشامد کرده —

بخانه من فرستاد و خندان خندان دام داد * ، دو روز
 بهمان شیرینی گذرانیده شد - روز سوم پسر خورد راجه †
 مرا طلبید و احوال گیری کرده گفت تا تشریف آوردن
 راجه صاحب پیش من باشید ؛ گفتم که اسباب معیشت مفقود
 است - گفت ' دل را جمع کنند ' اینجا همه چیز موجود است
 آن نو گل باغ کرم که شاداب و خورم باشد ' به شگفتگی خاطر
 مایحتاج مرا میرو سافید -

| | |
|---|--|
| (سانه) اینجا چنان مسهوع شد که بشهر شهرت گرفت که صمدخان فوجدار سر هند با چند زمیندار و فوج بسیار می آید ، و اراده لشکر شاه دارد - | درانیوں اور دکنیوں کی مشہور خونریز جنگ پانی پت میں |
|---|--|

بهاؤ سردار دکن که جوان بر خود چیده ‡ بود ، کسی را پیش
 خود وجود نمی گذاشت ⑤ ، اسباب زاید در قلعه شاهجهانآباد
 گذاشته ، به مقتضای حرارت ذاتی قصد حرکت آن طرف نمود
 بخاطر داشت که وزیر جواهر بسیاری دارد و سورج مل
 زمیندار کلانی است ، اگر زمانه فرصت دهد ، از ایشان چیزی
 بگیرد ، راجه ناگر مل بسبب ملاقات سرداران او ازین معنی
 خیر بود ، روزی بر راجه پیغام فرستاد که تصدیق مهالک
 مهر و سه باختیار شما میگذارم - این عزیز نظر بران معنی گفت
 که از مدتی با وزیرم ، مناسب فیسست که او ناکام باشد و من کار
 خود برم ، پس انسب آنست که او را دستوری بهرت پور شود ،

* یعنی رخصت داد - † (ن) راے بشن سنگه -
 ‡ یعنی مغرور - ⑤ یعنی موجود نمیداشت -

من و سورج مل بطریق مشایعت رویم و از سرش واکرده موافق گفته کاربند شویم - غرضکه از چرب زبانی* روغن قاز مالیده روز کوچ دکهنیان، خود و سورج مل به بهانه که نگارش یافت با بهیرونیه از لشکر آنها بجگرداری تمام† سوار شده در بلم گده که حصار یست محکم، دوازده گروه شهر آمده نشستند - وزیر و اسباب و خیمها روانه پیشتر شدند - و کلاے دکهنیان هر چند بسهاجت گفتند، اما بشنیدن حوت آنها نپرداختند و نسبت خود بشاه درست ساختند - رئیس دکهن که استقلال واقعی داشت و نظر بر لشکر بیشمار و آلات و اسباب بیحد جمعیت ایشافرا بحساب نمی گرفت† چون شنید بخود پیچید و گفت که اینها چه چیز اند؛ چراغ دوات اینها به پفی § در بند است، من با عتقاد ایمان از دکن نیامده ام، در مژگان بهم زدن بخاک برابر خواهم کرد - تدارک این حرکت بر وقت دیگر موقوف داشته، رفت و قلعه نجابت خان رو هیله سر سواری گرفته، مهد خان را گشت و آن انبوه را پرا گنده ساخت - چشم دکهنیان از برهم زدن این فوج خیره شد، آنز آنجا برگشته متصل پانی پت سنگر بستند، و آماده جنگ میدان شاه گشتند - وقتی که آب جون رو بکمی آورد، شاه بصد جوش و خروش بر سرداران سمت مشرق از دریا عبور نمود، دست جلالت کشود - چند روز پیش از جنگ صف خبر رسید که گویند پندت باجم غفیر △ آمده است و انداز □

• زبان آردی یعنی فریب داده † یعنی بهجرات تمام
 ‡ یعنی بخاطر نمی آورد § یعنی به اندک چیزه موقوف
 نیست △ یعنی انبوه بسهار □ قصد

پیوستن لشکر دکه‌نیان دارد، سردارے بافوج سلگین از لشکر شاه جدا شده دوید و بے خبر رسیده، اورا بخاک و خون کشید؛ اسبابش همه بغارت برد، آن اجماع برهم خورد —

درین ولا راجه در کههیرکه قلعه سورج مل است، باو تشریف داد، مذکه بدسبب قسمت در آنجا بودم، رفته التماس نمودم که از چنده انتظار قدوم فرحت لزوم داشتم؛ اکنون اجازت شود، بطرفے بروم که با روز گارناساز گار طرف نمی توانم شد از راه عنایتی که بهال من میداشتند، گفتند، معلوم شد که قصد بیابان موگ شدن دارید، اما اگر من هم گذارم، همان روز چیزے جهت خرچ فرستادند و علوفه من بدستور سابق دستخط کرده دادند —

چون این بزرگوار بسبب آن که شاهجهان آباد خرابه بیش نهانده است و مردمان ساله دوبار خانها را بر خروش بار می کنند؛ کسی تا کجا خانه بردوش باشد و درین سر زمین که گوشه عافیتی است و رئیس این جا مرد آر میده هست، بر خود نمی شکند؛[§] توطن اختیار کرد - ما مردم نیز در سایه دیوار او مقرر خود مقرر ساخته افتادیم —

(سانحه) حقیقت هر دو لشکر آفکه اگر دکه‌نیان بجنگ گریز که طور قدیم آنها بود می جنگیدند اغلب که غالب

* مقابل + کدایه از خانه ویران کردن

† (ن) بدسبب ظاهر § مغرور شدن

می گردیدند - ایشان توپخانه را گرد کرده نشستند ، فوج
 شاهی در پئے آن شد که رسد فرسید ، و قتیکه کار تنگ شد ،
 سردار دکن مستعدے حرب گشت ، سران از سنگر و سنگ چین *
 بر آمده میخ دوز + ایستادند ، و جگر داران شاه میخ چشم † آنها
 بوده بیک پهلوی ‡ افتادند ، کار گذاران میدان کشیدن ؟ و برهم
 کردن آغاز کردند ، دلاوران پیکار جو بند بر بند قبا بافته ¶
 به پشت کمان گرفتند ○ ، نبرد آزمایان جنگ جو ، بندوقها
 گرفته بدست و دندان چسپیدند ‖ ، بر رو استاد گان تیغ ها Ⅱ
 آخته بر سر هم دویدند ، بے دهل رقصان ① معرکه ‡ گشت و خون
 بر کار سوار گشتند ④ ، پیش جنگان پیاده شده در آویختند ،
 و از هم گذشتند ♀ ؛ زخمها بجوانان رسیدند ، جامدها در خون
 کشیدند ♂ ، جنگ آوران عرصه تنگ آوران از دو طرف ریختند ،
 و تفنگها گرفته آویختند . سردار دکن ثبات ورزیده پا بمیدان
 گذاشت و اکثر دستهای فوج شاهی را ز پیش برداشت - چون
 فتح از شاه بود ، از تردد کاری نه کشود ، هزار هزار بندوق
 می انداختند و بیک نفر این طرف نمی رسید و از دست تفنگ
 اندازان سهل مردان ⑤ کار آمده از کار می رفتند چنانچه در اول ⑥

* سنگ چین دیوارهای خورد + مضبوط و محکم
 † آزار رسان ‡ یعنی بحد تمام ؟ میدان کشیدن خود
 را جمع کرده پس رفتن برای جستن ¶ یعنی یکجا شده
 ○ بمعنی تهر باران کردن ‖ بحد و کد کردن کاری
 Ⅱ یعنی حریفان ① پهلوانان (بر دست
 ④ یعنی مقرر شدند ♀ یعنی مردند
 ⑤ یعنی هلاک شدند ⑥ یعنی مردان که کار از دست
 ایشان بر آید ⑦ یعنی اول مرتبه

و هله تیر تغنگ بوسواس راؤ که ریاست بنام او بود؛ رسید
و بخاک و خون غلطید - می گویند که بهاؤ جوان غیورے بود
و دان مردانگی میداد، د می که این سانحه را بچشم خود دید،
بر زبان راند که حالا روی رفتن دکن نهاند، دل از جان برداشته
دندان بجگر افشرد، بر قلاب سپاه زد - یعنی دیده و دانسته
خود را بکشتن داد؛ ملهار پیر گرگ بغل زن * بادوسه هزار
کس ازان مهلکه بیرون رفت و تهاام لشکر غارت شد -
سردارانے که زنده بر آمده بودند، برهنه بحال فقیران
آواره شدند، واسپ و سلاح هزار هزار سوار فرار نموده
را ده ده زمیندار اطوات شهر گرفتند چه نوپسم چه که روز
سیاه بر این قوم آمد، هزاران عریان + گریه کنان از هر راه
که می گذشتند، باعث عبرت می گشتند - مردم دیهات
حبوب بویان کرده، بهر نفر یکمشت میدادند و احوال آنها را
باحوال خود سنجیده، زبانها بشکر میکشادند - شکستی این چنین
کم اتفاق افتاده باشد، بسیاری از گرسنگی مردند و بسیاری از
سردی هوا جان سپردند - فوجی را که در قلمه گذاشته رفته بودند،
ازخوت دست اندازی مردمان شاه هنگام شب گریخته رفت - جنس
کرورها بدست لشکریان شاه و سرداران مشرق افتاد - و باهم
قسمت شد - توپخانه و آلات دیگر حرب و فیل و گاؤ و شتر و اسب
سوائے نقد و جنس شجاع الدوله و غیره بپای خود گرفتند +

* نوعی از گرگ که در رفتن از زانوی آواز بر آید + (ن) هزاران

+ بعده، خود گرفتند

درانیان کہ فقیران محض بودند، سوار دولت گردیدند۔ با هر
 دہ با شی صد شتر بار، بایک نفر دو خروار، دولت عظیمی دست
 بہم داد، ہر یک کلاہ کچ نہاد۔ شاہ بعد ازین گونہ فتحی کہ شاہان
 سلف را ہم میسر نہ آمدہ باشد، با کروفر تہام داخل شہر شدہ،
 رقبہا بنام سرداران اطرات و جوانب نوشت کہ بیایند و نوکری
 نہایند۔ نوشتہ بواجہ نیز رسید، ایشان بگمان آنکہ شاہ بادشاہ
 ہندوستان شد و ازین ملک زرخیز نخواہد رفت و سارا نوکری
 باید کرد، رفتند۔ و نجیب الدولہ پیشوا آمدہ برد و ملازمت شاہ
 بدست شاولی خان وزیر اونہودند۔ صحبت بآن دستور دانشور
 برآر شد۔ مہر خود حوالہ کرد و نیابت وزارت داد، چنانچہ موجب
 وفاء امراء عظام گشتند۔

| | |
|--|---|
| <p>راجہ کی وساطت سے شجاع الدولہ کی صفائی وزیر درانی سے</p> | <p>دزیو یکبار گفت کہ پدر شجاع الدولہ با شہاتہ دلی داشت + و این بابا طفلسنت و غیر بابا + کاری ندارد و نہی فہم کہ</p> |
|--|---|

این شاہ است، بیک پشت چشم نازک کردن * چہنی را برداد
 میداد، خبر شرطست، باد پرانی ۵ اینگونہ بسیار بدماغش
 میخورد ۶ نظر بر رفاقت ہیچ انہی گوید، لیکن برین غرہ نباید شد۔
 بادشاہان و نکویان دوگروہ عجبتند

کہ نبودند و نہ باشند بفرمان کسے

بہتر آفست کہ شہا و نجیب الدولہ رفتہ اورا معقول کنند،

* یعنی طالع مند شدند + یعنی دوستی داشت + یعنی بلند پروازی
 * یعنی بیک ناز کردن ۵ یعنی غرور ۶ یعنی غرور ۷ آزرده کردن

و گرنہ فردا جرم از مانیست - رفتند و اورا با تیغ و کفن * آوردہ
از وزیر رخصت گرفتند - بارے صحبت کوک شد + و کدورت بصفا
انجا مید - من دراین سفر بایشان بودم -

| | |
|---|---|
| • درانیوں کے حملے سے دلی کی خوابی اور غارت گری کی پرورد داستان | (حکایت) روزے پرست زدم + راہم برویرانہ تازہ شہر افتاد، برہر قدسی گریستم و عبرت گرفتم، و چون بیشتر رفتم، حیران تو شدم، مکانہارا نشناختم، دیاری |
|---|---|

نیافتم، از عمارت آثار ندیدم، از ساکنان خبر نشنیدم -
از ہر کہ سخن کردم، گفتند کہ اینجا نیست
از ہر کہ نشان جست، گفتند کہ پیدا نیست
خافہا نشستہ *، دیوارہا شکستہ، خانقاہ بے صوفی، خرابات بے
مسست خرابہ بود، ازین دست تابان دست -

ہر کجا افتادہ دیدم خشت در ویرانہ
ہوون فرد دفتر احوال صاحب خانہ
بازارہا کجا کہ بگویم، طفلان تہ بازار کجا، حسن کو کہ بپرسم،
یاران زرد رخسار کو، جوانان رعنا رفتند، پیران پارسا گذشتند،
محلہا خراب، کو چہا ذایب، وحشت ہویدا، افس نا پیدا، رباعی
استادے بیادم آمد -

افتاد گذارم چو بویرانہ طوس
دیدم چندے نشستہ بر جای خروس
گفتم چہ خبر داری ازین ویرانہ؟
گفتا خیر اینست کہ افسوس افسوس!

* یعنی بعد از ہمار + موافق شد + سیر کردن * ویران شدہ

ناگاه در محله رسیدم که آنجا میماندم، صحبت میداشتم، شهر میخواندم، عاشقانه میزیستم شبها می گریستم، عشق باخوش قدان می باختم، ایشان را بلند می انداختم *، یا سلسله رویان می بودم، پرستش فکویان می نمودم، اگر کسی بی ایشان می نشستم، تنها بر تنها می شکستم، بزم می آراستم، خوبانوا می خواستم، مهبانی میکردم، زندگانی می کردم. دوست روی + نیامد که باو نفس خوش برآرم، مخاطب صحیحی نیافتم. که صحبت دارم؛ باز از وحشت گاهی کوچه بصحرا راهی استادم و بعیرت دیدم؛ مکروه بسیار کشیدم، عهد کردم که باز نیایم، تابا شم قصد شهر نهاییم —

(سانحه) هرگاه قرار یافت که شاولیخان با راجه برآید و ملک گیري نماید فوج شاه که از غنیمت مالا مال بود، بردارخانه هنگامه آرا شده گفتند که ما بوطن خود میرویم، اگر شاه خواسته باشد بماند؛ مدتست که برائی کار△ برکار سواریم○، از زن و فرزند خبر نداریم. شاه چون فکر نمود، دید که بی فوج در ملک بیگانه نمی توانم بود، ناچار رفتن قندهار که دارالهاک او بود، مقرر گردانید. وزیر خیمه بر آمده را باز طلبید و از روئے سرداران اینجا خیالت کشید. در روز پیشتر شجاع الدوله و راجه را مرخص کرد، شهزاده جوان بخت را ولیعهد شاه هلم نمود و شهر را با اختیار نجیب الدوله گذاشته برخاستند، و در راه فوجدار سرهند زین هان نام افغانی □ را که از قوم و قبیلۀ آنها

* ستایش کردن + اشیا روی△(ن) او ○ یعنی، مقرریم □ سردارم

بودا کرده بلا هور رفتند. چون غرور این قوم از حد گذشت، غیرت الهی از دست سکهان که عبارت از نا کسان و شعر بافان و ندفان و بزازان و سمساران* و بذالان† و نجاران و قزاقان و مزارعان و کم بغلان‡ و پاجذاریان§ و کلل خسپیان¶ و بازاریان و بجهان⊠ و بی مایگان و قهی دستان آن فواح باشد، ذلیل ساخت؛ قریب چهل و پنجصد هزار کس گرد آمده خود را بر روئے آن لشکر گران کشیدند. گاهی برنگی چهره△ می شدند که زخمها بر میداشتند و رونهی گردانیدند، و گاهی طرت شده با طرات پریشان گردیده)(‘صد دو صد را بدنبال می بردند و می کشتند. هر صبح گرد فتنه می انگیختند، هر شام از چارسو میریختند، لشکریان را سکان روی یخ ساخته بودند، یخ بسیار آب می گشتⓈ، تا فرار می نمودند. گاهی سفید□ می شدند و بر بهیرو نبه می افتادند، گاهی سیاهی می نمودند و می استکانند و بشهر می ریختند، و سنگ بسنگ میزدند●. مو پریشان و سر پیچدار در اردو می شدند؛ شب شر و شور، روز عروکورⓉ پیاده آنها شمشیر بر سوار زدی و قلع زین را خون ریز کردی، دست کش♂ شان قدر انداز♀ را گرفته بردی و شست آویزⓊ نمودی غرض که این بے نا موسان بے دولت آن بی حقیقتان را آنقدر

* بذالان + ای بقالان † کم مایگان § یعنی مفلسان ¶ یعنی کسانیکه در گلخن می خوابند ⊠ یعنی بے حوصله گان △ ای مقابل)(ن) نه گردیده II ای مضطرب کرده بودند Ⓢ یعنی رنج بسیار می کشیدند □ نمودار● یعنی خواب می کردند Ⓣ یعنی آواز فریاد نامعقول و هرزه و طمطراق بے جا ♂ یعنی خادم ♀ یعنی قادر انداز Ⓤ شست آویز، نوعی از تعذیب

رسوا ساختند که سرداران اطراف این صحبت راشنیده، از نظرها انداختند. مفاومت بواقعی نتوانستند، سلامت رفتن خود غنیمت دانستند، آخر سرپائی نظامت آنشهر به هندوی داده راه پیش گرفتند. این انبوه دنباله گردان، غارت کنان، سرگله زنان، تا آب آتک رفت و شست و شوی، خوبی داده متصرف آن صوبه که دو کروور روپیه حاصل داشت، شد. بعد از چندی آن هندوی خون گرفته، شهر نشین را کشته مالک گشتند. چون وارثی در میان نبود، آن عوام کالانعام ملک را با هم قسمت نمودند و بر روئی رعایا در احسان کشودند، یعنی آگاه رسم ملک داری نبودند، پرچه مزارعان دست برداشته دادند، مفت خود شهرده گرفتند —

(سانحه) در همین سال سورج مل که زمیندار زور آوری است، آبا و اجداد او همیشه مورد عنایات بادشاهان اولوالعزم مانده اند، در حالتی که خبر بود، راهداری مابین اکبرآباد و شاهجهان آباد باو تعلق داشت. در این ایام از سستی رؤسای اسلام سری کشید و متصرف اکثر محالات گردید. بسمب حرام توشگئی قلعه دار سیه روزگار حصن حصین اکبرآباد گرفت، شاه عالم بتحریریک شجاع الدوله که حالا وزیر اوست، با لشکر بیشمار حرکت کرد، زبان زد خلق شد که برای اخراج سورج مل می آید، زمیندار مذکور جهت محافظت شهر و حصار مسطور، از قلعه جات خود رفته به اراده پرخاش نشست و به راجه فوش که آمدن شما

• بهمدی خلعت + ای دعوی کنان + تنبیه خوب کرده

خون گرفته، اجل رسیده

ملاسب تراسا ایشاں کہ آشنا از چوب خشک میتراشیدند میان
دار فرستاده، آن انبوه را باز گردانیدند۔

میر صاحب کا آگرے جانا | من به این تقریب بعد سی سال
باکبر آباد رفتم، و زیارات مزارات
پدر و عم بزرگوار کردم۔ شعرای آن جا مرا سر آمد این فن
دانسته، انثر ملاقات می کردند۔

(حکایت) اوازۂ عالمے شنیدم، رفتم و دیدم، ملاے قشری +
برآمد، یعنی بهمز سخن نمی رسید، هنوز نفس درست
نکرده بودم کہ از بے تہی سخن سر کرد کہ اکثر جوانان این
عهد رافضی می باشند، و در حق بزرگان از سقیفہ سازی چہا
کہ نمی ترانند +۔ این تسبیح خاک امام شہا کہ موجب غبار
خاطر ما صفا پیشکانست دلیل است کہ شہا میل بر فرض دارید،
اگر در واقع چنین است، مرا بحال من وا گذارید۔ گفتم کہ
مرا نیز ہمین تردد بود، العہد الملہ کہ صاحب سنی برآمدند۔
مغز خر خورده؟ کنایہ نفہمید و بسیار خوش گردید۔ چون مرا
موافق یافت، پر و پوچ چندے یافت بیمزہ تر شدم و
برخاستہ آمدم۔

(حکایت) صبح و شام بر لب دریا کہ بسیار بخوبی
واقع است، آنطرت باغات و این طرت قلعه و حویلیہاے امرای
عظام، کوئی کہ نہر بہشتی است، میرفتم و چشم آب میدادم §۔

* ای مخترع آشنائی بودن + یعنی بے مغز

† بمعنی حرف دروغ بستن § یعنی احق § یعنی تماشا کردم

شور بکر تراشی من * آفاق را گرفته بود، بکر نگاہان، مژگان
 سپاہان، خوش ترکیبان، جامہ زیبان، پاکیزہ طینتان، موزون
 طبعتان مرا نہی گذاشتند و بعزت میداشتند۔ دو سہ بار
 سراسر شہر رفتیم؛ علما، فقرا، شعرا، آنجا را دیدیم، مخاطبے
 کہ ازو دل بیتاب تسلی شود، نیافتیم۔ گفتیم، سبحان اللہ این
 آن شہر نیست کہ ہر برزن او † عارف، کاملے، فاضلے، شاعرے،
 منشئے، دانشمندے، فقیہے، متکلمے، حکیمے، صوفئے، محدثے،
 مدرسے، درویشے متوکلے، شیخے، ملائے، حافظے، قاریئے، امامے،
 موزنے، مدرسہ مسجدے، خافقاہے، تکیہ مہمان سوائے، مکانے،
 باغے داشت، اکذون جائے نہی بینم کہ درو شاد کام نشینم؛
 آدمی بہم نہی رسد کہ باو صحبت گزینم؛ خرابہ وحشت فاکہ
 دیدم، رنجے کشیدم و بر گودیدم۔ مدت چار ماہ ازین قرار △
 در وطن مالوت گذرانیدہ، وقت رفتن آب حسرت بچشم
 گردانیدم و بقلعجات سورج مل رسیدم۔

| | |
|-----------------------|-------------------------------------|
| قاسم علی خان ناظم | (سافعہ) آنجا آمدہ شنیدم کہ با |
| بنگالہ سے شجاع الدولہ | قاسم علی خان ناظم بنگالہ و نصرانیان |
| کی بد عہدی | تجارت پیشہ کہ آنجا از مدت سکونت |
| | داشتند، جنگ واقع شد۔ رعایا |

و زمینداران آن ملک از ستم بے نہایتش بجان آمدہ بودند،
 جانب او نگرقتند۔ پایان کار ہزیمت دوردہ، با لشکر شکستہ و
 زر و جواہر و اقمشہ و امتعہ بسیار، بہ دظلم آباد کہ این صوبہ ہم

یعنی معنی تازہ پیدا کردن + یعنی خدبان شرمکھن

† ای ہر کوچہ او △ باہمی طور

باو بود آمد - فرنگیان نیز در رسیدند، خواست که شهر بند
 شود و بجنگد؛ لشکرش پشت داد، باز شکست افتاد، مال و
 اسباب خود را بار نمود، با نه ده هزار کس بسرحد
 شجاع الدوله رسید، آنها بالفعل دست برداشتند و قدم پیش
 گذاشتند - و قتیکه متصل بنارس رسید، خیمه کرده، بوزیر
 نوشت که من بامید اعانت شما آمده ام، اگر سردستی بمن
 بگیرند و بجنگ نصرانیان مخالف مذهب در آیند، خرج
 سپاه و ملازمان حضور متصدیان من سر انجام نمایند - ایشان
 نوشتند که اول شما بیائید و ملازمت بادشاه نهائید، آنچه
 بحضور قرار خواهد یافت، موافق آن بعمل خواهد آمد -
 آن فلک کرده * آسمان غدار، نا آگاه از نه کار، مع اسباب و
 آلات و پانصد فیل، باعث همان خام داستان + چند که واسطه
 بودند، از آب آن رود خانه که زیر شهر مذکور واقع است
 گذشته داخل لشکر شد و دائره کرد - نظر تلک چشمان این
 طرقت نظر بر اسباب بادشاهانه او افتاد، چشم سپاه کردند
 و کهنه فعله چند † فرستاده، بفریب و عذر معبوسش ساختند -
 بعد از دو سه روز از زر بسته § و خرده و جواهر و اجناس
 دیگر و اسب فیل و گاؤ و شتر § و خیمه و فرش هر چه داشت
 وزیر بگفته نا مال اندیشان پیش او هیچ نگذاشت - بد عهدان
 که در میان بودند، نظر به عهد نامه گذاشتند، چون خامه سیه

* فلک کردن نوعی از عذاب کردن آن واژونه آویختن است -

+ اے خام طمعان † یعنی مکار و معطل و تجربه کار

§ زر بسته، مقابل خورده § (ن) استر

رودندان بعزت خود گذاشتند* آمده بود که کسی دست او خواهد گرفت، این جا انگشتر† باشد، چون انگشت از ستم روزگار بر آورد‡ و حلقه بر در وزیر زد، یومیه از سرکار بیگم که عبارت از نام شجاع الدوله باشد، برای او مقرر شد، باقی داستان بفردا شب میگذارم که افسانه دیگر بر زبان دارم—

| | |
|--|---|
| (سافحه) جواهر سنگهه پسر کلان سورج مل که سردار جگر داریست § از مدت خیال ریاست در سر دارد؛ چنانچه پیش ازین با پدر در آویخته خون بسیاری ریخته بود و دو سه | جواهر سنگهه کی دست درازی اور نحیب الدوله کی گوشهای |
|--|---|

زخم دامن دار برداشت - در این ایام بفرخ نگر که سه منزلی شاهجهان آباد، شهریست، بسمت مغرب، و سرحد آن بسرحد ملک پدر او پیوسته است، رفت - و با زمیندار آنجا که پدرش فوجداری گرد شهر دهلی میگرد، آویزشی نمود و طول داد - او نیز سر فروغ نیارده در افتاد؛ چون دو ماه برین گذشت، سورج مل با فوج سنگین قصد آن طرت نمود - بخانه راجه برای رخصت آمد، ایشان گفتند که شما زینهار نروید، مبادا باعث فتنه و هنگامه شوید، آنجا نحیب الدوله هم قریب است، اگر میراعات اسلام کند، جنگ بهمیان آید، مع هذا طرت ثانی قلعه دارد و صاحب الوس است، اگر سهاجت نهاید و دیر شود،

* اے برگفته خود ثابت نبو دن

† کنایه از چیزه مختصر ‡ اے پناه خواستن

§ یعنی مرد جری

عظیم‌شان شهنماید - در آداب ریاست نوشته اند که ناکار از
تقریر آید؛ باید که سردار به پسر نفرماید، و تا از پسر شود،
خود نرود - خاصه آنست که چون وعده قریب می شود،
حرف معقول نمی شنود - گوش بر حرف ایشان مینداخت، رفت
و رئیس آنجارا اسیر ساخت؛ سپاهیان دست تعدی دراز
نموده خائفانه شرفائے آنجارا بغارت بردند - برادرانش که
با نجیب‌الدوله بودند، دستارها بر زمین زدند و له طاقتی
نمودند - او برائی خاطر آنها ملتجی شد که ایشان به سزائی
کرده خود رسیدند، اکنون از سر تقصیر باید گذشت، نشیند
و دلیرانه بشاهجهان آباک رفت - او بدر تغافل زده دروازه هائے
شهر را بند نمود و سر بر نکرد؛ این بر خود چیده، متکبر
از آب دریا گذشته، بر سرش دوید و موجب آشوب گردید -
در آدمی گیری او شبه نیست؛ صد بار پیغام داد که من با شما
سر پر خاش ندارم، لهذا فوج خود را بر نمی آورم، غوبائی شهر
تصدیع می کشند، دایره کردن اینجا مناسب نیست، یک جواب
آدمیانه نداد، و بسفاهت گفته فرستاد که من فوج نواب را دیده
خواهم رفت؛ اگر زود برایند، احسان است که کارهائے دیگر
در پیش دارم، وگرنه فوجی که در اختیار من نیست صبح
و شام بشهر می تازد - آن سردار گفت که البته صبح برمی
آیم و سان * فوج + خود می نهیم -
(نقل) شخصی که درمیان بود بمن می گفت که دل شب

فوج را رخصت عبور دریا داد و خود را کشید - و بعد از ساعتی چشم کشاد^۱ و گفت که عجب واقع^۲ دیدم - گفتند چه طور است؟ گفت 'کلاغی بر درختی نشسته است و زاغان بسیار بر و گرد آمده' شوره دارند - منکه ازان راه گذشتم، بیک تیرش بر خاک انداختم - زاغان کشته^۳ او را دیده، همه یکبارگی پریدند - غالب که فتم از من است، انشاءالله صبح سوار میشوم^۴ و این سیاه درون را می کشم —

چون صبح رسید، آسمان تیغ حادثه^۵ بپرخ کشید^۶، جار چیان جار زدند، خود بر فیل نشسته، از آب گذشت و باسستقلال تهام مقابل گشت - حریف چون گاؤ چهار پهلوی^۷ بر خود شکسته و خر خود را^۸ دراز بسته^۹ صفوت فوج بر روئے ایشان کشید تفنگ چیان گوم انداختن تفنگ، آرزوده کاران نظر بر اسلوب جنگ؛ سردار این طوط آماده کین استاده بود و پا از وضع خود بیرون نمی گذاشت - رئیس آن طرف دامن بالا زده خود کشی^{۱۰} می نمود و دست از شوخی بر نهیداشت —

هر گاه روهیله ها سرگرم دو تیغه بازی شدند، او در دسته خود را پنهان ساخت و بالا بالا رفته، غافل از این که اجل چیره دست^{۱۱} در کھین است^{۱۲} بر سپاهی که بسمت شهر بود، زد -

* واقع عجیبه † یعنی تیز کرد ‡ اے فربه

④ اے مغرور ⑤ کنایه از با مائی کردن

⑥ اے جهد بلوغ ⑦ یعنی تیز دست

شورے برخاست ، رو داران قلب بھد آفہا شتافتہ این بلا
 را پرچیدند * - در همان گرد و غبار آن اجل رسیده زخمی
 برداشت کہ از اسپ برخاک افتاد و جامہ گزاشت + - اما کسی
 ندانست کہ این سورج مل است . باہم می گفتند وقتیکہ او سہند
 را جلو خواہد داد ، قیامت در جلو او خواہد بود - ندانستند
 کہ جماعت درازبست از پیش جنگی خود را بگشتن دادہ
 است - از آن وقت تا شام باز جنگ بہیان نیامد ، آن جا کار
 تمام شد و این جا ہراسان کہ شب افتادہ است ، مبادا
 شبخون زند ، و مارا برخاک ہلاک افکند - بعد شام فوج
 روبو شدہ بود ، پراگندہ شد و رفت ؛ تا نصف شب مہیائے
 کار بر اسپ و فیل سوار استادہ ماندند - اما ہمہ متامل کہ چہ
 بلاست از آن طرف صدای ہر نمی خیزد ، نشید کہ فوج حریف غافل
 بریزد و قیامت بر انگیزد - جاسوسان از لشکر بر آمدہ دوسہ
 کروہ این طرف آن طرف کافتند ، احدی را نیافتند - قریب
 بشکستن شب + آمدہ گفتند کہ از مردم دیہات شنیدہ شد کہ
 جماعتی بسراہیمگی میرفت و میگفت ، افسوس سردارے
 چون سورج مل گُشتہ شود و ما بیہر و تان لاش او را برخاک
 میدان گذاشتہ از ترس جان برویم - ازین جا بد ظہور می
 پیوندد کہ او در شورش آخر روز کہ بفوج التمش ۛ بود کُشتہ
 شد و لشکرش گریختہ رفت ---

* بمعنی دور کردند + بمعنی مرد

+ بمعنی قریب آمدن شب ۛ بمعنی چلد اول

در این گفتگو بودند که صبح سفید شد و سوارے دست
بریده آورد و گفت که این دست آن دست خشک شده اوست
که جراحت داشت؛ دیگران نیز شناختند و کوس شادی فواختند؛
و چون به یقین پیوست، قدم بتعاقب گشادند و دنبال گریختهگان
افتادند؛ اگر از دریای می گذشتند، باعث خرابی جهان می گشتند.
اما راجه نوشت که نواب این دولت را که عبارت از چنین فتح
است از صحرا یافته + باید که غنیمت بدانند و عذر بگردانند.
این جا انبوه بسیار است، اگر اُستادگی نهابند، باز کار
دشوار است - رای درستی و قلب سلیمه داشت، نوشته
ایشان را دید و بر گردید —

جواهر سنگه که از استماع این خبر جان در تن نداشت
و بظاهر خود را بهسهار دوخته قایم بود، آمد و بر مسند
ریاست نشسته در فکر گرد آوردن لشکر افتاد - در همت و
شجاعت و مروت صد مرتبه از پدر خود بهتر است —
دولت ندهد خدای کس را بغا

— (حقیقت حال لشکر بادشاه و وزیر) —

(سافحه) حالانکه شجاع الدوله بگفته نا کسان و نا تجربه
کاران چند که در مزاجش تصرف داشتند، بطمع صوبه
عظیم آباد که اگر به یک تگ تگ + پا بدست بیاید مفت است،
شاه عالم را با خود گرفته بشکر بانصوب کشید - کشیش △

* یعنی ناسور + از صحرا یافتن منت یافتن

† (ن) تگ و دو △ این معرب قسمی است یعنی

دشمن و راهب —

عیسائی‌ان یعنی سردار فرنگیان شهر را محکم کرده، دوشت که سر بر سر کسیکه داشتیم * او را زدیم و ازین ملک برآوردیم، با خواب و بادشاه کارے نداریم، سبب این حرکت معلوم نمی‌شود که چیست و محرک سلسله فتنه و فساد کیست؟ اگر انقیاد منظور است ما مطیع منقادیم، حاجت بکشیدن این رنج بیفائده نیست، رگر استیصال ما بگفته نو کیسه گان + نا فهم مقصود است، گذر نداریم ‡؛ مزاج بزرگان حکم سیل تند دارد، بهر جانب که رو می‌آرد می‌آرد، ما خسافرا چه سر و سامان که سد راه توانیم شد، طبیعت سرداران را بباد صرصر نسبت میکنند، ما که مشت خاکیم، چه ساز و برگ داریم، که راه بر توافیم گرفت - نا معامله فهمان حضور که بے بهره از شعور بودند، دوشتن باء مکرے آنها را محمول بر بد دلی Δ نهوده، باصرار باعث کوچ شدند —

هرگاه تلاقی فریقین در ظاهر آن شهر دست بهم داد، فرنگیان بندوقها گرفته در آویختند، مغلان غیرت بهرام بر خزانه آقا ریختند، نصرانیان قدم جرأت پیش گذاشتند - عیسی نام چیلے نواب جسارتے ⑤ کرد و جان داد، بادشاه چون تهاشائی‌ان ایستاده ماند، شکست افتاد - نواب که بطرفے از اطرات ⑥ می جنگید توقف مصلحت ندیده، با معدودے راه صوبه پیش گرفت، مسافت بعید را بیک نیم روزے طے نهوده؛

* یعنی کینه کسیکه داشتیم + یعنی چاره نداریم Δ اے نا ⑤ دلیون ⑥
● (ن) شهر

به‌مقر خود رسید - از آنجا نقد و جنس و ناموس بضرورت
برآورده روانه فرخ آباد شد -

اگرچه این عالم دارالجزا نیست، اما گاهی چنین هم اتفاق
می افتد که این شکست فاحش بر این چنین لشکر گران کیفر آن
بود که بقاسم علی خان کرده بودند -

آنجا نصرانیان متصرفت خیمه ها و آلات حرب و غیره گشته،
بادشاه را با خود گرفتند و بآرسیدگی عازم این طرف شدند -
در عرصه هشت هفت روز باو ده که دارالقوار شجاع الدوله
باشد، آمده شکوائه این فتح که فوق تصور آنها بود، مجوز ازار
احد نگشتند - بعد از هفته بادشاه را دو لک روپیه ماهیانه
کرده به اله آباد رخصت کردند که حضرت بطور خود باشند
با دا نیم و ملک -

(سائحه) در خلال همین حال جواهر سنگهه با لشکر غدار
او ملهار که احوال او نوشته آمد، بدعوی خون پدر بر
فجیه الدوله رفته، به دهلی چسپیده بود - خلقی از گرانی غله
بجان آمد، قتل و قتل، جنگ و جدال قریب دو ماه ماند -
عهدالهدک که در فکر کناره گردن بود، معه ناموس از قلعه
بهرت پور بر آمده، مردمان زاید را بفرخ آباد فرستاد و خود
شریک جواهر سنگهه شد -

آخر از آمد آمد شاه که در این سال تا شاه آباد آمد و از
تشویش سکهان بے سرو پا بر گشت، مسوده ها همه باطل شدند
و آن جنگ بصلح اقبامید - عهدالهدک با ملهار، پیش
همد خان بنگش که ربط درستی داشت رفت؛ و جواهر سنگهه

بهاک خود آمده بکارهای دیگر پرداخت - سرداران عهد پدر که بخاطرش نمی آوردند، بعضی را کشت و بعضی را مفید ساخت -

نواب عهده‌الهلک باین سن یگانه عصر است، اوصاف * بسیار دارد، چنانچه پنج شش خط بخوبی می نویسد، شعر ریخته، فارسی، هر دو باسزه می گوید - بهال فقیر عنایتی بیش از بیش می کند؛ هرگاه بخدمت شریف او حاضر شده‌ام، خطی برداشته -

(سانه) تبیین مقال احوال شجاع الدوله آنکه بامید حمایت کسان که به فرخ آباد رحل اقامت افکنده بود، از آنها غیر شہادت و بی مروتی ندید - ناچار باملهار که احوال او سبق مذکور شد، طرح سلوک انداخته انبوهی گرد آورد، و بجنگ فرنگیان برد، چون مقابلہ فمیتن شد، بادلچها از طرفین انداختند، گرفتند، دسته های فوج دکن، برائے نمود جرأت خود، بروی توپخانه رفته نیزه بازی نمودند و دست خونریز کشودند - عیسائیای از سنکر باهستگی برآمده توپ اندازان بوضع در آمدند که چشم دکهنیان ترسید و ترکی تمام گودید - آفچنان دست و پاگم کرده گریختند که گوئی درمیان نبودند - در دو سه روز بگوالیار که سه منزلی اکبرآباد، شهریست حاکم نشین و در تصرف آنها بود، رسیدند و حال شکستہ خود را در چند روز درست کرده آماده جنگ

جواهر سنگهه شدند- آنجا دعوی شجاع الدوله قطع شد، راضی به مرگ
 بوده، تن تنها پیش فرنگیان رفت - آنها رو ازو گرفتند دست
 از همه چیز برداشتند و صوبجات را بطور او گذاشته بد
 عظیم آباد رفتند —

هر گاه رفع حجاب + شد، باز خلعت وزارت پوشیده،
 خلع العذار بدارالقرار خود که اوده باشد آمد و نشست —

| | |
|---|---|
| دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملہار راؤ کا شکستہ دل ہو کر وفات پانا | (سانحه) این جا دکنیان تیرہ روزگار با فوج بسیار، بسوحد جواهر سنگهه آمدہ، اثر دیہات را تاختند و خراب ساختند - جواهر سنگهه کہ دلاور مقرر یست، از قلعجات برآمدہ ہشت |
|---|---|

نہ ہزار سوار سکھان کہ دران ایام دران ضلع آیدہ بودند،
 نوکر کردہ رفت و چہرہ شد + - ہنگامیکہ جنگ بہم پیوست،
 آن مدبران روباختند و ایشان باسر و نہیب پرداختند - چنانچہ
 قریب پانصد کس با سردارے اسیر کردہ آوردند و عرض
 سپاہگیری آن ہا بر دند - چون ملہار مرد رودارے بود،
 شکست بر شکست خورد، از فرط اندوہ و غم سہ چار منزل
 رفتہ مرد —

+ (ن) بادشاہ و وزیر —

• یعنی از و شرم کردہ —

‡ ای مقابل —

د کلهیو اور جواهر سنگه به همين نژديکي رگهنا ته راو کد سردار
 کی لشکر آرائی - شاه مقررې دکهنیان است ، با فوج کثیر
 درانی کی آمد کی خبر رسیده ، بیکی از زمینداران آنطرت
 سنکر دشمنوں کا صلح سرحد جواهر سنگه چسپید و موجب
 کړکې بهاک جانا فتنه آن ملک گردید - زمیندار مذکور
 بایشان رفتگی داشت ، نوشت که اگر

دکهنیان سرا پایمال ساختند ، یقین خاطر باشد که بهاک
 شاه هم دست تصرف دراز خواهند کرد ؛ آمدن بسرحد
 خه دمن از واجبات است و صرفه من نیز درین است -
 این جوان فراخ دامن با لشکر بے پایان رفته ،
 این طرت چدبل که رود خانه مشهور است ، دایره کرد -
 دکهنیان دو دله شده ، طرح یکدلی افداختند - هنوز هر دو
 لشکر محاذی بودند که خبر آمدن شاه شایع گشت -
 سران دکهن که از نام او آب می تاختند ، جگر درباخته
 رهگرای او طان خود گشتند و بشکستن قید اساری که در
 جنگ ملهار بگیر آمده بودند ، صلح نمودند - این عزیز
 بعضی فک بهرامان را که بادکهنیان در ساخته ، چها که
 نمی گفتند ، گوشمال بواجبی داده باکپروآباد آمد -

راجه از قلعبات برائے ملاقات او رفت ، سرا زیارت
 مشیت خاک پدر و عم بزرگوار باین تقریر باز میسر آمد ؛
 همگی پانزده روز آنجا مانده عذر آن طرت بگرداند -

این بار ہم شاہ درانی تا این طرف
ستلج کہ رود معروف است، از
دست سکہان پا در ہوا خرابیہا کشید
و بر گشت —

شاہ درانی کا ستلج کے
اس طرف تک آنا اور
سکہوں کے ہاتھوں سے
تنگ آکر واپس جانا

(سانحہ) درین ولا جواہر سنگہ را
باراجہ مادھو سنگہ پسر جے سنگہ
بر اصرے از اسورات زسیلداری
فاخوشی شد و رفتہ رفتہ بنزع کشید

جواہر سنگہ راجہ
مادھو راؤ میں تذازع
اور جنگ —

این جوان جری بخرابی ملک او کھر بستہ در ظاہر
بہبانہ ملاقات راجہ بجے سنگہ پسر بخت سنگہ کہ احوال
او رقمزدہ کاک سحر طراز گردیدہ، بر پھکر کہ آبگیر
کلانیست، غیرت بحیرہ* و ہنودان غسل آن جا را عبادت
مہدانند، رفت و در راہ اکثر قریات را بخاک برابر ساخت
بجے سنگہ اگرچہ جوان بد لیکن رائے صابری داشت،
آمدہ بر خورد و واسطہ صلح شد عہد پیمان پیمان آمد
چون جواہر سنگہ بر گشت، سرداران راجہ مادھو سنگہ
نقض عہد نمودہ آمادہ پیکار شدند، تا دوپہر جنگ نیر و تغنگ
ماند، آخر راجپوتان جہالت کیش از اسپان فرو آمدہ،
دست بشمشیر ہا زدند، پائے ثبات اکثر از جا رفت۔

* یعنی جہول و قلاب (ن) رائے بہادر سنگہ

پسر کلان راجہ کہ جوان بجزرات و ہمت آشناست درین سفر
ابہ جواہر سنگہ بہ تقریب غسل آن آبگیر رفتہ بود چون
ازان جا بر گشتند۔

این جوان دلاور * داد جوانمردی داده ، این چنین بلائے صعب را برچیده † چون شام افتاد بر هر دو لشکر شکست افتاد، آتش تیز کهن از هر دو سو زبانه کش است و رعایا مثل خس و خاشاک می سوزد باید دید که از پرده غیب چه ظهور میرسد —

| | |
|---|---|
| <p>(سانحه) چون جواهر سنگه بقلعجات آمد و نشست، فوج راجپوتان بخیرگی تمام دست تاراج بدیهات فواح دراز کردند، و با ستظار ‡ دکهنیان</p> | <p>راجہ مادھو راؤ کا بیمار ہو کر مرجانا اور لاٹائی کا خاتمہ</p> |
|---|---|

آبادیها را خراب نمودند. درین ایام انبوهی از سکھان آنطرف آب چون بود. رئیس این طرف بآنها مستظهر شده طرف گشت، گشت و خون بهیان آمد. عالیے تلف گشت، آخر فوج حریف را از ملک خود بدر کرده، سرداران سکھان را بر روے آنها دوانید II و رفتن خود مصلحت ندید. این قوم دغل بآنها در ساخت و باین سردار بد باخت. هر گاه بد عہدی این بے سرو پایان دید، کار بسیار به بے مزگی کشید. در همین حال اقبال یاورى کرد کہ راجہ مادھو سنگہ بسبب بیماری کہ داشت در گذشت. سرکردگان آن فوج ناچار سر بسر کرده برگشتند و سکھان بے تہ از ہمان راہ گذشتند —

* (ن) جواهر سنگہ و راے بہادر سنگہ † (ن) چہند
‡ پشت کرمی II (ن) کشید م صلح

جواہر سنگھ کا قتل اُسکے بیٹے کی جانفشینی اور مارا جانا۔ کھیری سنگھ کا جانشین ہونا، ابتری اور خانہ جنگی (سافحہ عظیمہ) آنکھ درین نزدیکی جواہر سنگھ باکبر آباد رفت و از دست ناکسے بہ یک زخم شمشیر جہان فانی را پدرود نمود۔ ریاست بہ راؤ سنگھ رتن سنگھ برادر او

رسید۔ این سیمہ کار مدام شراب میخورد و بر خلق خدا جفا از حد می برد، چنانچہ در ریاست دہ ماہ باکس و ناکس بد باخت، آخر مہوسے بزخم کارڈ کار او ساخت۔ سردارے، بنام پسر او کھیری سنگھ مقرر شد، اختیار بدست فوکران افتاد، کار ابتر شد۔

اکنون کار پردازان، نول سنگھ پسر چار سین سورج مل را کہ در عرصہ نبود، بہ نیابت آن طفل برداشته اند، اگر از آب خوب بر می آید خوبست وگرنہ کار بسیار بے اسلوب است۔ وقتیکہ ففاق این قوم بہ طول کشید و نوبت کار پردازی ملک بہ سفہا رسید، نول سنگھ و برادر خورد رنجیت سنگھ کہ قلعہ کھیر باو تعلق دارد، ہر دو بجنگ بر خواستند، قریب پانزدہ شبانروز جنگ توپ و بان و تیرو تفنگ در میان ماند۔ چون قلعہ استحکام واقعی داشت، ناچار نول سنگھ بدر صلح زد و گذاشت۔ ہر چند در میان ہر دو برادر بظاہر صلح و صفا شد، اما کینہ باطنی را چہ علاج؟۔ جیا رام کہ سر کردہ فوج رنجیت سنگھ و مدارالہام بود، در لشکر دہنیان، کہ در آن ایام چار پنچ منزل آن طرف می گشتند، رفت؛ سرداران را ترغیب نمود، در ملک خود راہ داد۔ ہمیں ہا کہ حالا کلہ گوشہ

به آسمان می ساینده، بحال خراب باو آمده، زیر دیوار قلعه کمهیر دایره کردند. آن قدر دل باختہ بودند که از هر کس می پرسیدند، فوج نول سنگه چه قدر است و چه قسم می جنگد. اگر نول سنگه از جاے خود حرکت نمی کرد، کار او باین خرابی نمی کشید و دکهنیان هم بطریق ضیافت چیزے گرفته میرفتند. چنانچه حرکت بجانب متہرا کرده بودند که هنگام شب نا آزموده کاران نول سنگه قریب گوردھن که آن هم معبد ہنودانست، آمده پریشان جنگیدند. صد این جا و دوصد آنجا ہزاری این جا و پانصدی آنجا از این جہت ہر کہ ہر جا بود، همان تنہا بود، کسے بداد کسے نرسید، نسیم فتح و ظفر بر پرچم علمہاے دکهنیان وزید. اسپان و فیلان و شتران و آلات حرب بسیار این طرف بدست قلعچیان آنطرف افتاد. بر چنین شکست ہم نتوانستند کہ بقلعبات نول سنگهہ بچسپند، غنیمت شہر دہ از رود خانہ. چون گذشتند و میان دو آب را خیمہ را ساختند. چون اقامت ایشان بامتداد کشید، فحیب الدولہ از حزم بہرہء وافی داشت، با خود سنجید کہ این بلا بالا بالا نخواہد رفت، مبادا کہ آسیبے بشہر رسد، با پسر و برادر و فوجے کہ ہمراہ بود، توکل کردہ پیش سرداران آمد، تا جان در تن داشت گذاشت کہ دکھلیان رو بسوے شہر کنند. و قتیکہ او از مرض مزمنے کہ داشت، از میان رفت، سرداران بر امورے * از امورات سہل نا خوشی بضابطہ خان

پسر او در میان آوردند - آخر الامر او واسوخته بسکرتال رفت،
ایشان قریب شهر آمده خیمها زدند -

چون بد پردازی و ناسازی جاتان از حد گذشت و لطف
باهش و بود بالکلیه رفعت، راجه ناگرم با بست هزار خانه *
که بسبب این مرد آباد شده بودند و اکثر وابستگی بدامن
دولت این داشتند، برخاستن مقرر کرد، و اجازت از سرداران
آنجا خواست، که آن بے چشم و رویان که هنوز در کمین آزار
مردمان اند، بلیت و لعل گذرانیده، خواستند که در بنای
هزم این سر کرده خلل انداز شوند، و باهستگی دست تطاول
کشانید - هر گاه بیقین پیوست که اینها نمی گذارند، بلکه
سد راه می شوند، راجه نظر بر خدا کرده آنچه لازمه
سرداریست، بکار برده، با هر دو پسر بجزأت تمام سوار شد
و بیرون قلعه آمده، چنان همت بامداد غربا گماشت که ناموس
نقره هم آنجا نگذاشت - از لطف دادار بیهمال و بیمن نیت
خوب در دو سه روز معه این قافله گران داخل کامان که شهر
سرحدی راجه پرتهی سنگه پسر مادهو سنگه است که
حالا رئیس او را قرار داده اند، گشت - مالتخ کامان نیز
بسبب علاقه نوکری وابستگی در این اقامت گزیده ایم و
می بینم که آبخور[†] چندی اینجا نگاه میدارد، یا جای دیگر
می برد -

* (ن) مردم دهلی

† بمعنی قسمت

| | |
|--|--|
| <p>(سانعہ) درین ایام مشہور است* کہ رایات اقبال بادشاہی، بفروغ آباد سایہ افکن گشت؛ راجہ سرا پیش حسام الدین خان کہ در مزاج بادشاہ تصرف داشت، فرستاد، رفتیم و عہد</p> | <p>میر صاحب کا راجہ کی جانب سے بطور ایلچی بادشاہ کے لشکر میں جانا اور عہد و پیمان کرنا۔ راجہ سے شکر رنجی</p> |
|--|--|

و پیمان درست کردہ ام۔ این جا پسر خورد او کہ با من خوب نبود، از آن سبب کہ من با برادران کلانش ربط گوئہ داشتم، علی الزعم بہ پدر فہمائید کہ پیش دکھنیاں رفتن اولی است۔ چنانچہ بلشکر بادشاہ نہ رفتند و عازم شہر گشتند۔ ناچار من نیز معہ لواحقان خود برسوائے تمام با ایشان شدم؛ چون بشہر رسیدم، زن و فرزند را در سراے عرب گذاشتہ، از ایشان برخاستم + —

| | |
|---|--|
| <p>در این ولا سندھیا کہ یکے از سرداران کلان دکن است پیشوا رفتہ، بادشاہ را با خود آورد و داخل شہر کرد۔</p> | <p>سندھیا کی قوت اور بادشاہ کی ذات</p> |
|---|--|

چندین برین نرفتہ بود کہ سرداران باہم قرار دادند کہ بادشاہ را با خرد گرفتہ، بر ضابطہ خان پسر نجیب الدولہ مرحوم باید رفت۔ ہر چند بادشاہ قتل بہیمان آورد، فائدہ نکرد، باین تقریب من ہم + ہمراہ لشکر بادشاہ روانہ آنطرت

* (ن) شد

+ (ن) بعد از دو سہ روز با راے بہادر سنگھ بر خوردہ حقیقت حال ہمہ بیان نمودند۔ او با ما موافق مقدور خود در پرداخت احوال شکستہ تقصیرے نکرد۔

‡ (ن) با راے بہادر سنگھ

گشتم - رفتند و ضابطہ خان را بے جنگ گریزانیدہ، اسواں و اسباب و خانہ و ناموس او بتصرف در آوردند۔ بادشاہ را غیر از دو صد اسپان لاغر و چند خیمہ کھنہ نہ دادند۔ بادشاہ ازین حرکت بسیار بے مزہ ماند، اما چہ فائدہ کہ دکھنیاں مغتر و این جا زور نہ زرد؛ چون زور بآنها فرسید، متصدیان حضور بضبط جاگیرات اعزہ این جا پرداختند و بسا عزیزان را ذلیل و خوار ساختند —

من * بگدائی برخاستہ بردر ہر سرکردہ لشکر شاہی رفتم، چون بسبب شعر، شہرت من بسیار بود، مردمان رعایت گوئہ بحال من مہذول داشتند۔

میر صاحب کلشکر شاہی
کے ہر سرکردے پاس جانا
اور مایوس ہونا

بارے بحال سگ و گربہ زندہ ماندم، و با وجیہ الدین خان + برادر خورد حسام الدولہ ملاقات نمودم آن مرد نظر بر شہرت من و اہلیت خود، قدرے قلبیے معین کرد و دادہی بسیار نمود —

القصہ چون بادشاہ از سر کشئی رئیسین دکن دل خوشی + نداشت، بے مرضی آنها روانہ شہر شدہ، داخل قلعہ گشت۔ این جا آمدہ نجف خان

بادشاہ کو بھڑکا کر
دکنیوں سے لڑانا اور
فاکام رکھنا

کہ خود را در لشکر بادشاہی سپاہی می گرفت، بادشاہ را فاسنجیدہ و فافہمیدہ برین پاہ آورد کہ محالات متعینہ جات را متصرف باید شد۔ آخر باصرار تمام اجازت این امر عظیم،

* (ن) ازیں جہت راے بہادر سنگھہ را نیز دستے نماند —

† (ن) وجہ الدولہ — † (ن) دل پردے داشب —

بے مشورت حسام الدولہ کہ با سرداران دکن ربط تھام داشت ،
گرفته دہ پانزدہ ہزار مردم مغلوک شہر و بیرونجات گود
آورد و شروع در آن مہم نمودہ ، دوازدہ محلات نزدیک
شہر را متصرف شدہ طرف کلاہ بر شکست . چون کم سن و نا
دیدہ روزگار بود ، بگفتہ سفیہان نا مال اندیش از جائے رفتہ ،
مستعد حرب دکنہیان شد . آنہا مشورہ کردند کہ ہنوز بادشاہ
ماذا بگداست ، باین زور و طاقت ارادہ مقابلہ ما کردہ است ،
اگر زور واقعی بہم خواہد رسانند ، کار بر ماتنگ خواہد کرد ،
بہتر آنست کہ دواۓ کوچ بطرف شہر نہایم و فرصت ندادہ
کار او بسازیم . اگر در جنگ از میان بروں ، رفتہ باشد
وگرنہ سر جنگی زدہ اندوہ کدائی را پرا گندہ سازیم و خودش
را بحال فقیران نگاہ داریم ، کہ بنان و نمک معاش می کردہ
باشد و دست نگر ما باشد —

| | |
|-------------------|-----------------------------------|
| شہر کا سلامت رہنا | ہرگاہ این مشورہ قرار یافت ، ضابطہ |
| | خان را بوعده بخشی گری و سہارنپور |

کہ از تصرف او بر آوردہ ببادشاہ دادہ بودند ، خوشدل ساختہ ،
رفیق نمودند . فوج جات را نیز برین منوال ہمراہ گرفتہ ،
از میان دواۓ بتری ہائے + تھام + برابر در عرصہ یک ہفتہ ،
برابر فرید آباد آمدہ ، عبور دریا پایاب کردند . دو سہ روز
زود خوردی ماند . آخر روزی جنگ ہمیان آمد ، از این طرف
ہم نجف خان دیلو چان و موسی مدک فرنگی کہ باغواے

* (ن) پسر نجیب الدولہ — | اے بشوخیہائے —

† (ن) کہ نہ نوشتہ بہ است —

نجف خان از نوکری جات دست برداشته ، ملحق این فوج
فلک زده گشته بودند ، پائے جلالت به میدان معرکه فشرودند -
چون سیاهی فوج دکه‌نیاں دیدند ، مغلان حرام توشه بشت
داده ، روسیاهی گزیدند - اجل رسیدگان چند کے جامه هم سرتن
نداشتند ، مفت زخم هائے دامن دار برداشته ، بواہی عدم
شتافتند - دستہ آن طوط میدان را خالی یافته بے محابه به شهر
در آمد - فیلان بادشاهی ویراق بسیاری را بر سر گریخته‌گان
گذاشته ، باخود برد - پریشانے چند که جمع شده بودند ، بیک
چشمک زدن از میان رفتند - تا یکپاس شب گذشته ، حسام‌الدین
خان بامعدودے چند در ریتی استاده ماند و باز برخاسته پیش
بادشاه رفت ، قریب نصف شب نجف خان نیز مظلومان چند
را بکشتن داده ، داخل حویلی خود شد - شهر کهنه که بسته
جسته آبادی داشت ، در این سانه از سر نو بغارت رفت ماغربا
را حافظ حقیقی در حفظ خود نگهداشت ، صبح جواران این
طوط تاب مقاومت نداشتند که به میدان برآیند ، مورچال برابر
دیوار شهر پناه درست کرده ، بجنگ بادله‌ها آن روز
گذرانیدند - اقبال بادشاهی کار کرد ، وگرنه قلعه مبارک را هم
می پراویدند - سلیقه جنگ و استعداد این طوط همان روز
معلوم شده بود که چون آمد آمد فوج دکه‌نیاں شد ، هوش اکثرے
رفت و مردم توپ خانه بوائے تیاری آلات حرب مثل توپ و
رهکله و جزایر افتاده و سرب و باروت و بان و غیره ، عرضی
بعضور اقدس کردند ، متصدیان صد روپیہ به میر آتش که از
هرت خلک تراست ، تلخواه کردند - هئیت او و سہلت او اگر بینی

دانی کہ مردمان چین می باشند - آنچنان در کنجے خزیدہ
کہ تا جنگ در میان بود، اورا کسے ندید - آخر روز سوم
حسام الدولہ سوار شدہ رفت و صلح داخواہ آنہا کردہ آمد -
بارے شہر نو سلامت ماند، کنون باشارہ مختار * دکھنیاں
درپے بر آوردن نجف خان و مغلان حرام کوزہ + اند، بہ بینم
کہ چنان صورت میگردد، این ادبار زدگان چہ طور از شہر
برمی آیند و بکجا میروند —

القصہ سندھیا کہ سردار سیومین دکھنیاں بود، بطرت چہ پور
رفت - سرداران دیگر ارادہ آن طرت آب دارند، غالب کہ از راہ
فرخ آباد بجمہانسی بروند، از آن جاسب آشوب ملک
شجاع الدولہ شوند —

(سافعہ) چون زبان زد مردم شہر بود
کہ نجف خان وغیرہ سرداران و
مغلان شورہ پشت دعویٰ تنخواہ در
سر دارند، ہر گاہ دکھنیاں کوچیدہ

مغلوں کا شہر بدر ہونا
اور دکھنیوں پاس
چلے جانا

میروند، این جم غفیر + بر در بادشہ نشستہ، متصدیان را تنگ
کردہ زر طالب خود خواہند خواست - لہذا حسام الدولہ
بدکنیاں گفت کہ این ہا تمک بحرام و ہنگامہ پردازند، بہر
طوریکہ دانید، ہمت بر اخراج ایشان ہو گہارید - حالا
حسب الاشارہ □ او سرداران جنوب در پے آند کہ آن قوم را از

* (ن) نواب موصوف
† بمعنی جماعت کثیر
□ (ن) الارشاد نواب مذکور

† (ن) سیدہ رو
□ (ن) کہ مختار بودند

شهر بر آرند، چنانچه قدغن است که مغلی در شهر نماند. وقتیکه این گفتگو بطول کشید و متصدیان حضور در قاعه رفته نشستند و مردم شهر را بند کردند. در ظاهر تن‌گ‌رو به شکوه تا لاهوری دروازه ملجاریها بسته، آتش فتنه و فساد بر کردند و بباطن با دکنیان بالقوه رو کشی آنها نداشتند، در ساختند. چون از هنگامه آرائی کار پیش رفت و دیدند که در استادگی کشته خواهیم شد، ناچار مهیای بر آمدن شده، با جنوبیان عهد و پیمان نمودند. بعد از دو سه روز نجف‌خان و دیگر سرکرده‌های مغلان با همه یاران خود در لشکر آنها رفته، اهل دکن که صاحب سلوک اند، و مراعات ظاهر را در هیچ وقت نمی گذارند، در عزت این ازدحام نافرجام تقصیر نکردند. اما آن عزت که در نوکری پادشاه بود، معلوم. در چند روز این جهامت به حقیقت پراکنده می شود، هر کس بطرفی خواهد رفت. و همین مشهور است که بالفعل دکنیان این همتیت مجبوعی را تا اکبرآباد باخود می برند و از آنجا اجازت خواهند داد که هر کس هر جا که خواسته باشد برود —

الحاصل مغلان شرارت بنیاد و جنوبیان سراپا فساد، قریب است که بروند و حضرت ظل سبحانی بذات قدسی صفات با دو سه محرر در قلعه مبارک به تشویش آینده و رونده تشریف دارند. اگر روزی صد بار بر کنگره کنگره حصار جهت سیر بر آیند، کیست که حجاب او مانع شود، و گر به بازار پیاده پا برآیند حاجب کو که دور باقی نهاید. اسلوب چنین

به نظر می آید که اهل حرفه سر بصعرا زند و سپاهی
پیشگان بگدائی دست دراز کنند - هر کسے راه خود گیرد، شهر
روفق بسیار پذیرد -

(سائحه) تازه آنکه چون جنوبیان
نجف خان را همراه گرفته، رو بآن
روے آب آوردند، وزیر حال از صوبه
خود باستظهار نصرانیان یاغار کرده،

بادشاه کا حسام الدین
خان کا مغلوں کے
حوالہ کر دینا

به فرخ آباد رسید، و روکش گردید - چون سرداران جنوب
خود را دران مرتبه نیافتند که حریف آنها شوند، قریب سه ماه
به قیل و قال گذرانده، خواهان صلح شدند - چون وزیر هم
دلاور مقررے بود، غنیمت دانسته، قبول این معنی نمود -
آخر الامر نجف خان را مختار کار حضور کرده روانه صوبه خود
شد - دکنیان و مشرقیان هم جراب و سوال خود بار سپرده
به مکان های متصرفه رفتند - چون نجف خان داخل شهر گردید،
رنگ از روے حسام الدوله پرید، دو سه روز درخانه نشست،
بعد ازان پادشاه در قلعه طلبداشتد، کاغذ حساب چند ساله
خود را طلب کرد و همان جا نگاهداشت - مجدالدوله
عبدالاحد خان پسر عبدالعجید خان مغفور که از کار پردازان
مقررے پادشاهے بود، از تغیر راجه ناگرم، خلعت دیوانی
خالصه پوشید و بکار پادشاهی پرداخت - آخر کار بادشاه
حسام الدین خان را که مختارالهلک بود، مجبور ساخته بابت

زر پادشاهی و تندخواه مغلان بعوض هشت صد لک روپیہ حوالہ
فتح خان درانی وغیرہ نمود، او را از قلعہ بخانہ خود برد۔
حالا مغلان مختار اند خواہ بکشند و خواہ بگذارند :

این شامت اعمال قیامت بسر آورد

(سابعہ) عبدالاحد خان کہ دیوان
خالصہ شدہ بود، و در مزاج بادشاہ
دخل تہامی کرد، مختار گشت، و ہرچہ
می خواست، میکرد؛ کسے را یارے
دم زدن نبود فرج بادشاہی باحال تباہ،

نجف خان کا بادشاہ
کی رائے سے جاتوں پر
حملہ کرنا اور کامیاب
ہونا

بادشاہ بیدستگاہ، بر سایر شہر و چند دہ گذران معلوم،
جات کہ عبارت از اولاد سورج مل باشد، تا درگاہ حضرت خواجہ
قطب الدین بختار کاکی کہ از شہر سہ چہار کروہ است،
متصرف بود۔ نجف خان پیش بادشاہ عرض می کرد کہ
حضرت زندگانی باین قسم ظاہر است، اگر این ملکی کہ
در تصرف جات است بدست بیابد، نصف دل خوش بسر
می توان کرد۔ بادشاہ می گفت ”مگر خواب می بینید“
سخن کہ از دهن خود زیادہ باشد، چرا بایند گفت۔
او می گفت ”گر چنین اتفاق شود، حضرت مرا چہ میدهند۔“
بادشاہ گفت ”سوم حصہ از ملک من بگیرم، باقی بخش
شماست۔“ چون ادبار آن قوم نزدیک شد، روزے فوج آنها
بہمدان کرہی کہ قریب درگاہ خواجہ مسطور علیہ الرحمۃ
است، آمد و آغاز شوخی کرد، نجف خان با مردمی کہ

یراقی هم نداشتند، حرکت مذبوحی کرده، بروی آنها دوید -
 آنها که مغرور بودند، بخاطر نیاورده زود بر دی نمودند -
 چون جنگ به میان آمد صورتی که متصور نبود، جلوه گر شد -
 یعنی تا شام آن جنگ زدند، مردمان پادشاه شب بزراحت
 خام معاش کرده هم آن جا اقامت انداختند و کوس شادی
 نواختند - صبح آن قدم پیش گذاشته، به بلم گده که حصار
 مضبوط آنها بود، بغاصله دوازده کرده از شهر رفته چسپیدند -
 چند روز جنگ توپ و رهکله در میان ماند، سردار آنجا
 گفت از گرفتن حصار جنگ جاژان تمام نمی شود، بیشتر
 بروید، جنگی که با سردارانست، آن جنگ را بزنید، این حصار
 را من بی جنگ خالی کرده خواهم داد - نجف خان باین
 سن کم سردار سخن شنو بود، دست از آن حصار برداشته،
 همان سردار را آنجا گذاشته اراده بیشتر نمود - چون قریب
 هوزل که قصبه متصرفه جاژان بود، رسید، کار بدشواری
 کشید - یعنی فوج سنگین از آن طرف آمده، بر رو استاد،
 کار کلانی بر سر افتاد، سردار جاژان که فول سنگه نام داشت،
 بالشکر گران و توپخانه بسیار آمد و چهره شد * هنگامه
 جنگ گردید، فاک جامه هائی بسا کس بخون کشید + رفته
 رفته زمین به تنگی گرائید، پر خاش به یراق کوتاه آنجا سید
 مردمان پادشاهی، از کثرت فاقها تباهی، دست از جانها
 برداشته، پائے ثبات افشردند، و سخت خوردند، و مردند -

چون فتح باد بار آن قوم بود، سرداران پیاده شده کار را پیش بردند - آن فوج گران هزیمت خورده برگشت -
 سمرو نام فرنگی که توپ و رهکله آن طرف بصرات تهاام دیوی ایستاده ماند، آخر روز آن هم رو بفرار نهاد؛ نجف خان که این کار بزرگ بسر داری او سر انجام یافت، کلاه کج کرد - هر که این ماجرا شنید، خیلے متعجب گردید - سردار جاتان بحصار خود رفت و بر بستر افتاد - این جا بر نجف خان مردم بسیاری گرد آمدند، رئیس کلانے شد - چون زر پیش خود نداشت، مردمان را بزبان نگاهداشته؛ هر کسے که می آمد، نوکر میشد - در چند روز لشکر حکم دریائے بے کران پیدا کرد - اگرچه کنار خشک* داشت، اما بتر زبانی+ کار خود می کرد - چون دید که بسخن هائے دروغ فوج نمی ماند، جگر کرد و سرداران را بهمهالات جات فرستادن آغاز کرد - آخر این نقش درست بنفشست، خودش رفته بحصار تیک که از آن جا دوازده کروزه بود چسپید - سردار آن طرف که بیمار بود، قضارا در گزشت، آنها رنجیت پسر چهارم سورج مل را برداشته، همت بر جنگ گهاشتند - داروغه توپخانه آن قلعه بسر داران این طرف سازشے کرده، راه در آمد، حصار نشان داد، مردمان یورش نموده در آمدند، و بغارت شهر منتفع شدند - هر کم بغل دو بغل تاس بادله آورد، اسباب بسیار و تو پخانه بی شمار، بدست

نجف خان هم آمد - قلقچیان این فوج مالدار شدند ، بعد غارت هفت هشت روز ، آن قلعه را حواله سردارے کرد ، قدم پیش کشاد - کهمپیر که حصار دیگرش بود ، قصد آنجا نمود ، رنجیت که سردار آن قوم شده بود ، آن قلعه را خالی گذاشته ، و آلات جنگ یکشاخ * افگنده ، به بهرت پور که حصار محکمیت ، رفت - ایشان متصرف این شهر نیز شدند و مال بسیاری بدست سپاهیان آمد - ناچار جاتان پیغام صلح دادند و کشوری که مادر رنجیت باشد ، و از شعور بهره داشت ، آمد و آشتی خواست - نجف خان بهرت پور را باینها داده و کار بر وقت دیگر گذاشته ، باکبرآباد که دارالسلطنت مقرریست و جاتان متصرف بودند ، رفته ، مهیای جنگ آن قلعه شد - چون اقبال یاور بود ، در اندک فرصت نقب داده بدست آورد - سرداریکه از طرف جاتان دران تهمکن داشت ، بوعده و وعید بدر کرد - با سرداران آنجا سر کرد + و تهاام آن صوبه را متصرف گشت - بهر که میخواست ، محاللات آنجا تنخواه می کرد ، در چنده مالک تهاام آن ملک شد - راجها و زمینداران همه سر حساب شدند - اگر جاتان حرکت مذبوحی می کردند ، بیک سیلی زدن ناز روے اینطرت نمی آوردند -

| | |
|-------------------|------------------------------------|
| حسب وعده نجف خان | هر گاه نجف خان مالک این همه |
| بادشاه ملک کا | ملک شد و کار او بالا گرفت و در |
| تیسرا حصہ دینے پر | حضور عبدالاحد خان لکد برابر زد + ، |
| مجبور ہوا | یعنی مدار سلطنت بران قرار گرفت - |
| | بادشاه از نجف خان ، موافق وعده |

* اے یکطرف + اے سلوک کرد + فخر کردن و سر بفلک رسانیدن

سوال سوم حصہ ملک نمود، او در حضور آمدہ گفت کہ این ہمہ فوج کہ بامن است ملک تنخواہ مردمان کردہ دادہ ام، حضرت زر سوم حصہ ملک از من می گرفته باشند۔ بادشاہ از زبان زیر زبان *داشتن او اطمینان نہ داشت، گفت :- این قدر ملک باید گذاشت، کش زدن + مردانہ او پیش زور آوری عبدالاحد خان پیش رفت نشد، ناچار محالات سوم حصہ ملک بطور مختار جدا کردہ داد، و خلعت سیر بخشیدگی عطا شد، امیرالامرا شد۔ بعد از چندے از حضور رخصت خواستہ، باکرآباد رفت —

| | |
|---|--|
| <p>این جا عبدالاحد خان سکھان را از خود کردہ، ہر چہ بالقوہ داشت، بآنها داد۔ باعتبار آن جم غفیر بادشاہزادہ فرخندہ اختر را گرفته براجہ پتیاہ لشکر کشید۔ نہ دلش</p> | <p>عبدالاحد خان سکھوں سے مل کر راجہ پتیاہ پر حملہ کرتا ہے اور پھر صلح کر لیتا ہے</p> |
|---|--|

این کہ اگر اتفاق شود، سکھان را بروے نجف خان باید روانید؛ آن طوط میرفت و خیال این طوط داشت۔ رفتہ رفتہ کار بآنجا کشید کہ مردم بسماری از لشکر امیرالامرا جدا شدہ، ملازم مختار گردیدند۔ چون ملک دار نمود، و تدبیر ریاست خوب نہیدانست، کارها را نا تمام میگذاشت۔ چندے بسر کرد و بہشورت سکھان با راجہ سربسر کرد †۔ زریکہ داشت، بغرچ آمد، چیزے از بادشاہ خواست۔ شاہ از طلب کردن زر بے مزہ شد

* اے از وعدہ ہائے دروغ اور۔

† دست درگردن حریف انداختہ آویختن۔ ‡ اے صلح کرد۔

و نوشت کہ بہر طوریکہ باشد، آنجا باشد، من زرن دارم۔

| | |
|---|---|
| <p>(سانعہ) وزیر اعظم امیر معظم نواب شجاع الدولہ کہ سر بفلک داشت، بجنگ حافظ رحمت روہیلہ کہ باو دم ہمسری میزد و خصوصت می کرد، برآمد۔ حریف از راہ خصوصت،</p> | <p>نواب شجاع الدولہ تنہا فرنگیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ از روئے مروت کڑہ و الہ آباد واپس دے دیتے ہیں</p> |
|---|---|

بفرنگیان می فرشت۔ وزیر کہ این ہمہ فوج نگہ می دارد،
سر بر سر شہا دارد *۔ چنانچہ گورنر بہادر کہ صاحب است،
بارادہ پر خاش پیشتر آمدہ بود، نواب وزیر کہ مراعات این
قوم، غالب بیش از بیش می نمود، تنہا پیش آنہا رفت و گفت
من پاس شہا می کنم و از کسی دیگر فروتنی نخواہم کشید۔
درین ہر چہ خواستہ باشد، بشود۔ یا مرا ہمارا بہ کاکتہ
بہرند، یا ملک را بطور من گذارند۔ فرنگیان سکوک وزیر
دیدہ دست از ہمہ چیز کشیدہ، کڑہ و الہ آباد را ہم حوالہ
کردہ، رفتند۔ سپہر کاسہ باز، چرخ زدن آغاز کرد و زمانہ
دیگر گشت۔

| | |
|--|---|
| <p>ہر گاہ وزار از آنجا برگشت اکثرے از فرنگیان سقدستہ الجیش وزیر شدہ، جنگ را بطور خود مقرر کردند و چون چشم روہیلہ ہا ازین لشکران کہ حکم دریائے بیکران داشت،</p> | <p>شجاع الدولہ انگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر حملہ کرتا ہے اور فتح پاتا ہے</p> |
|--|---|

ترسیدہ بود، ضابطہ خان و سرداران چند بہ جمعیت دہ دوازدہ

ہزار کس الف ہر زمین کشیدہ * اظہار این معنی نمودند کہ ما مردم دولت خواہانیم، سرتابی نہی توانیم کرد۔ وزیر اعظم نظر ہر فضل نامتناہی الہی گفت کہ پس پشت فوج استادہ باشند، اگر چہ بعضے از سر کردہ ہا گفتند کہ این قوم غدار است رو نباید داد، مبادا در وقت جنگ موجب تشویش شوند، و چون وزیر جگر دار واقعی بود، پشت چشوی نازک کردہ + گفت کہ ”زور اینہا را در نظر دارم“ بہ یک تگ تگ بابخاک در آرم -

صاحبزادہ آصف الدولہ بہادر کہ حالا وزیر اعظم است، در تودہ کارزار، سر گرم بسیار، بہر طرف کہ رومی آورد، گرد می انگیزخت، زنجیرہ توپ خانہ بزور تیغ می گسیخت۔ وقتیکہ ہنگامہ جنگ گرم تر شد، حریف کہ غرق آہن بود، از موم نرم تر شد۔ گولہ ہا بہ این بسیاری می رسیدند کہ بسیاری را بخاک و خون می کشیدند۔ چون زمین تنگ شد، حریف دید کہ گذر و گریز نیست، ناچار جگر از سنگ کردہ، در میدان باستاد و دل از جہان برداشتم، تن بہر دہ دہ۔ زود بروے ہمیان آمدہ، انبوہ آن طوف بجان آمد، ہوش از سر دلاوران پرید، گولہ ہا بسینہ اش رسید، صفوفا ہر ہم خوردند، سر دشمن چون گوئی بردند۔ ہر گاہ در این لشکر ظفر اثر آوردند و نمودند روہیلہ ہا زبان بہ تصدیق کشودند، کہ ہر عمل را جزاے، و ہر کردہ را سزائے است۔ چون یقین شد کہ او کشتہ افتاد، شکرانہ این فتح وزیر سر بسجودہ نہاد۔ لشکرش

بغارت رفت و ناموس بگیر آمد* ، ملک سیر حاصل او همه در
تصرت وزیر آمد —

نصف خان که در این جنگ از اکبر آباد آمده ، ملحق لشکر
وزیر شده بود ، رخصت شده باز باکر آباد رفت —

| | |
|------------------|---------------------------------|
| میر صاحب فی خانہ | فقیر در آن ایام خانہ نشین بود ، |
| نشین | بادشاہ اکثر تکلیف کرد ، نرفتم - |

ابوالقاسم خان پسر ابوالبرکت خان
که صوبہ دار کشمیر بود و بنی عم عبدالاحد خان مختار است ،
مرعات گونه بکار می برد ، گاہ گاہ با ملاقات می شد ، گاہ
بادشاہ ہم چیزے بچیزے می فرستاد :

مصرعے گاہ گاہ می گویم

کار دنیا ئے من ہمیں قدر است

| | |
|------------------|------------------------------------|
| وفات شجاع الدواہ | بعد این فتح عظیم وزیر اعظم ، |
| | امیر معظم ، بشکوہ تہام ، داخل صوبہ |

شد - چون چشم سپہر بدنبال + اہل روزگار می باشد ، گوئی
کہ چشمے + باین انبوہ پر شکوہ رسید - یعنی دستور جگر دار ،
کلان کار ، بسبب آب گردش Δ بیماری بہم رسانید کہ تدارکش
دشوار بہ نظر می آمد - ہر چند اطباء و فرنگیان بہ معالجہ سعی
نمودند ، اما فائدہ مترقب نشد - از ہشیار سری چون دید کہ
بیماری بطول کشید ، خاف الصدق آصف الدواہ بہادر را کہ

* اے بقید آمد + دریغے خرابی کسے شدن
+ چشم رسیدن - بہ بلا ئے عہن الکمال گرفتار شدن
 Δ یعنی تہرات آب و ہوا

شایستہ کار و جرار و عالم مدار و مدوار فیض و احسان است،
بر مسند وزارت نشاند، و از جهان فانی دامن افشاند۔ در
ماقم آن امیر بزرگ عالمی سیاه پوش گردید، عجب سابعه
بظہور رسید اگر ہزار سال چرخ میزند تا این چنین جوان
سردارے ہمہ تن جرأت، سراپا مروت، بہم می رسد —

| | |
|---|---|
| وفات مختار الدولہ اور حسن رضا خان کی نیابت | بعد از چندے مختار الدولہ کہ اختیار کاروبار وزارت و صربہ داری داشت زمانہ اش فرصت فداک و نگذاشت |
|---|---|

از دست خواجہ سرائے بسنت نام کشتہ افتاد، و سر بواگئی
عدم نہاد۔ نوبت نیابت بہ حسن رضا خان سرفراز الدولہ بہادر
رسید۔ و این سردار یست با تمکین، متواضع، متصف بہ حسن
خلق، صفت کرم، بر صفت ہائے حمیدہ اش غالب، داجوئی
وضیع و شریف را بہ حسن سلوک طالب، الطاف ہمیشہ سراچہ
اکثروے را در می یابد، خدش سلامت دارد —

| | |
|---|---|
| بادشاہ کی طلبی پر نجم خان کا آنا اور عبد الاحد خان کا گرفتار کونا اور اس کا مرض سل میں مبتلا ہونا | (سابعہ) بادشاہ از طلب کردن زر مختار بے مزہ شدہ، بہ نجم خان ذوالفقار الدولہ فوشت کہ خود را بہر طور یکہ داند، اینجا رساند او بایہائے بادشاہ شیرانہ و دلیرانہ روانہ حضور |
|---|---|

گردید۔ از استماع این خبر کہ امیرالاسرا می آید، سرکن پرکن +
با ہنود، کھان معہ بادشاہ زادہ عبدالاحد خان باہو سوار شدہ +،

دو روز پیشتر از نجف خان مسطور داخل شهر گشت و در قلعه بندوبست کرده نشست - شوره برخواست که ذوالفقارالدوله آمد، بادشاه همین مختار را برائے پذیرا شدن * گفت، بتزک تمام رفت و ملاقات کرد - وقت سوار شدن هر دو بر یک فیل نشستند، نجف خان عبدالاحد خان را دو رو منافق دانسته، بزبان داشته، تا دروازه قلعه بدرمی تمام آمد - ازین جا اشارت به مردمان خود کرد که توپ رها کند و فوج من بلا تعاشا اندرون قلعه بروند و جا بجای ایستاده شوند - هر چند تفاوت میان هر دو یک پشت کار بود اگر می خواست، کار مختار می ساخت، اما نظر بر بندگی بادشاه که این هم بنده است، مرضی بادشاه را اول دریافت کنم، بعد ازان هر چه خواهد شد - خواهد شد چون با این هنگامه پیش بادشاه آمد، و ملازمت گردید، آقا دل پری دارد، می خواهد که این را نگذارد - از آن جا برگشته در میان بازار ایستاد و عرضی فرستاد که من از لحاظ حضور دست انداز نشدم، اکنون تا ازین جا عبدالاحد خان را با خود نبرم، نخواهم رفت - بادشاه در ظاهر گفت و شنود به میان آورد، و ببطان گفت که بهر طوریکه باشد این را باید برد - چون مردمان مختار مجبور شده رفته بودند و سکهان یکسو شدند - ناچار قول و قسم به میان آورد که نجف خان بامن بد نکند و خواهان عزت من نباشد - بادشاه گفت: من ضامن شما، بے اندیشه بروید - چون چاره ندید و زمانه را بطور دیگر یافت، آخر روز بر یک فیل سوار شده از

قلعه بر آمد - امیرالاسرا که در بازار انتظار می کشید ،
 خود هم سوار شده ، فیل این را برابر فیل خود کرده بخانه
 برد و آن جا نگهداشت - چند روز به ایت و لعل گذرانید
 که امروز پیش بادشاه میروم ، فردا می روم ، بعد ازان گفته
 که آن جا رفته چه خواهند کرد ، بهتر اینست که پیش
 من باشند - لیکن هر مال و اسوال او دست انداز نشد -
 بیست روپیہ روز از خانه خود کرده و چند خدمتکار پیش او
 گذاشته ، خود باسورات ملکی و مالی حضور مشغول شد -
 رفته رفته کار بجای کشید که سر بفلک رسانید - بسبب
 مرجعیت و علو مرتبت امیران را وقت مجرا بدست نمی
 آمد - روزی که بحضور می آمد ، در بار می شد ، و گرفته
 بادشاه باچند مصاحب بسر می کرد - چون جوان بود و
 شاهجهان آباد طلسم خانه یاران بعیش عشرتش مایل کردند ،
 باستعمال منهیات و تهاشائی زنان ، چنان پرداخت که قوت
 از بدن زایل شد ، آخر بهرض سل گرفتار شد - اطبا کوشش
 بسیاری در علاج او بکار بردند اما فایده ترقب نشد -
 چون مایوس شد ، بهسرت می گفت که :- من هیچ نمی
 خواهم ، جز این قدر که زنده بهانم - در بیماری او زمانه
 رنگ دیگو گرفت -

| | |
|---|--|
| <p>آصف الدوله کا میر صاحب کو طلب کرنا فقیر کہ خانہ نشین بود ، خواست کہ از شہر بدر زند ، از جہت بے اسبابی حرکت متعذر بود - برائے</p> | <p>نگہداشتن عزت من ، در خاطر نواب وزیرالممالک آصف الدولہ</p> |
|---|--|

بہادر آصف الہلک گذشت کہ میر پیش من فیاید - بطاسم
 نواب سالار جنگ پسر اسحاق خان موتمن الدولہ و برادر خورد
 نواب اسحاق خان نجم الدولہ ، کہ خالوے وزیر اعظم
 می شوند ، نظر بر ربط قدیم کہ خالوے من بایشان بود
 گفتند " اگر نواب صاحب از راہ عنایت ، جہت زادراہ
 چہرے عنایت نہایند ، میر البتہ بیاید - اشارتے رفت کہ
 چہنیں باشد ایشان چیزے از سرکار گرفتہ ، خطے بہن بنوشتن
 کہ "نواب والا جناب شمارا می خواہد ، باید کہ بہر طوریکہ
 دانند ، خود را از این جابر ساندند "۔ من کہ دل برداشتہ نشستم
 بردم ، بہجرد دیدن خط برخاستم و روانہ لکھنؤ شدم -
 چون ارادۂ الہی متعلق بود ، بے یار و یادر و بے قافلہ و
 رہبر ، در چند روز از راہ فرخ آباد ، گذر افتاد -

مظفر جنگ کہ از رئیس آن جا بود ، ہر چند خواست
 کہ چندی پیش من بہانند ، دل من آن جا آب نخورد -
 بعد از یک دو روز روانہ گردیدہ بہنزل مقصود رسیدم -
 ارل بخانۂ سالار جنگ رفتم ، ایشان را خدا سلامت دارد ،
 عزت بسیاری نمودند - و آن چہ می بایست بجناب ہندگان
 عالی گفتہ فرستادند -

| | | |
|----------------------------------|--|--------------------|
| پس از پنج چار روز اتفاقاً نواب | | نواب آصف الدولہ سے |
| عالی جناب ، بتقریب جنگا نیدن | | ملاقات |
| اخرس ، تشریف آوردند ، منکہ آن جا | | |

بودم ، ملازمت حاصل نمودم - از فراست دریافتہ فرمودند
 کہ میر معہد تقی است ! بعنایت تمام بغل گیر شدہ ، باخود

در نشیمنه * بردند، و شعر هائے خود مخاطب نموده خواندند. گفتیم "سبحان الله کلام الهاوک ملک الکلام" از فرط مہربانی مکلف من هم گردیدند، آذر روز چند شعر غزل التماس نمودم. وقت برخاستن فواب، سالار جنگ گفتند که "حالا میر حسب الطلب آمده است، بندگان عالی مختار اند، جائے برای ایشان نہایند و هر وقتیکہ خواسته باشد، طلبداشتہ صحبت دارند." فرمودند "من چیزے معین کردہ، پیش صاحب می فرستم." بعد از دو سه روز یاں فرمودند حاضر شدم، و قصیدہ کہ در مدح گفتہ بودم خواندم. شنیدند و بلطف تہامم در سلک بندگان مملک گردانیدند و عنایت و مہربانی بحال من مبذول دارند —

| | |
|---|--|
| بعد از آمدن من این طرے آنجا کہ نجف خان بر بستر افتاده بود، فوت کرد. کاروبار حضور در ہمی پذیرفت، غلامان او مثل نجف قلی | دلی میں نجف خان کا انتقال اور مرزا شفیح کی وزارت |
|---|--|

خان، و افراسیاب خان، و دیگر سواران، ہر کسے بطور خود کشید. چندے کشاکش در میان ماند، آخر مرزا شفیح کہ از برادران او بہد، برائے تنبیہ سکھان فوج کشی می کرد، باشارۂ حضور حاضر شد و عبدالاحد خان را عہوی خود قرار دادہ، از قید رہا کرد. و دیوانی خالصہ دہانید، و خود بر مسند ریاست نشست —

(ساندہ) چون سفاک و جرار بود، ہر یکے ازو خطر ماند

می ماند؛ از سرکشی غلامان نجف خان بے مزه شد؛ در شهر طرح جنگ انداخت؛ و نجف قلی خاں را اسیر ساخت - افراسیاب خان آمده؛ در ظاهر به سرزای مذکور پیوست - چون دولت این بابا مستعجل بود؛ چند روز نکشید که "اطافت" خواجه سرائیکه از طرف وزیر الممالک بحضور می بود؛ و فی الجمله روزی همداشت؛ و فرنگی از اقربای سهر فرنگی باهم ساخته هیچگاه او را یافتند درد از بر تافتند - بادشاه را نیز فهمانیدند که این عزیز بے تمیز است - چون آه او پختند؛ و او هم خبر شد؛ یک آه پختن * صبر نکرده از شهر بدر زد؛ و عبدالاحد خان را با خود برد - با خبردار شدند؛ خبر او نیافتند - بادشه شقه ها به مردمان شهر و اطراف نوشت که هر جا که بیابند؛ نگذارند؛ و بحضور بیارند - نوشته بسردار بام کهو نیز رسید - اتفاقاً این آنجا رفته فرود آمده بود؛ سردارے آن قلعه نوشته را نمود؛ مضطرب گردید - عبدالاحد خان را پیش او گذاشت و خود راه گریز اختیار کرد - یک منزل دو منزل پیش رفته؛ متوقف گشت - در اکبر آباد که احمد بیگ همدانی تسلط داشت؛ باو عهد و پیمان درست نمود؛ بجنگ یاران حضور مستعد ساخت - او با بست هزار کس همراه او شده روانه گشت - این جا فرنگی و خواجه سرا و دیگر اعزّه بادشاه را از شهر بر آورده خیمه برلب دریا استاده کردند - غافل از ریسهان + تابیدن او که تا قتل

همراه است، بطنطنه تمام قریب رسیدند. - بادشاه چون دید که کار او بالاست، لطافت علی خان خواجه سراے و فرنگی را بزای آوردن او پیش فرستاد. آنها دویدند، خواجه سرا را گرفتند، و فرنگی را کشتند. - بادشاه بجزأت تمام خون را نگهداشت، زور آنها نیز پیش نرفت، بجواب و سوال پرداخته، بسیار کسان را به وعده و وعید از خون ساختند. هرگاه دیدند که بادشاه، بے جنگ و جدل بدست نمی آید عبدالاحد خان را در میان داد، قول قسم بکار بردند، و اظهار رسوخ و بندگی نموده، از خیمه بقلعه آوردند. - نجف قلی خان و افراسیاب خان و عبدالاحد خان یک دل شده، بکار بادشاهی دخل کردن آغاز نهادند. - با همدانی که سرزا شفیع وعده و وعید داشت، هیچ نداد. او چند توپ و رهکله گرفته، روانه اکبرآباد گردید. - این جا بعد چند روز افراسیاب خان به محالات خود رفت و سرزای مذکور با نجف علی خان در شهر جنگیده، او را بدست آورد. - پیش بیگم که همشیره نجف خان است، فرستاد و عبدالاحد خان از خانه خود آمده، به چرب زبانی باز کار خود را پیش برد. - بیگم مسطور شفیع شده، نجف قلی خان را و رها نید. و بجائے داد وردانه ساخت. - رفته رفته تسلط سرزا شفیع خوب شد. - بیرون شهر آمده، متوجه ملک گیري گشت. - چون همه ها ازو دلجمعی نداشتند، افراسیاب آمده، همدانی را آورد و مقرر کرد که سرزا برای دلدھی همدانی بخیمه او بیایه، آورند و بعد از او را کشتند. - بعد کشته شدن او دور دور افراسیاب خان شد، کار ریاست باو رسید. - همدانی باز

بہکانہاے خود رفت۔ ایشان در حضور امیرالاسرا شدہ، بکار
بادشاہی مختار گشتند —

| | |
|--|---|
| <p>(سافحہ) این جا وزیر اعظم ، امیر مکرم ، برائے پذیرہ شدن گدورفر بہادر ، کہ از کلکتہ حسب الارشاد می آمد ، و غالب این تہام ملک او بود ، روانہ</p> | <p>گورنر کا لکھنؤ آنا ، اس کا استقبال اور مہمانداری</p> |
|--|---|

شدند۔ گرد فوج تا آسمان می رسید ، این سفر تا الہ آباد
کشید۔ از آمد آمد صاحب مسطور ، سرداران این ضلعہ ہمہ سر
حساب شدہ ، مہیائے دیدن او شدند۔ یک منزل پیشتر ، بانواب
گردون جناب ، ملاقات شد۔ از آنجا با خود در لکھنؤ کہ محل
سکونت است ، آوردند۔ و در ہر منزل ضیافتی جدائے اتفاق می
افتاد ، و خیمہ ہائے نو و طعاسہائی خوب ، و اسپان ترکی
و تازی ، و فیلان کوہ پیکر ، کشتی ہائے پوشاک و جواہر ،
بیش بہا ، و شربتہائے خوشگوار ، میوہ جات لاتعصی ، تحفہ ہائے
نغز این جا ، شمشیر ہائے جنوبی و مغربی ، و کہانہائے چاچی ۔
ہر گاہ در دارالقرار لکھنؤ آمدند و داخل دولت خانہ شدند ۔
فرش بوقلمون ہر روز ، در گوشہائش ، طلای لخلخہ سوز ،
اطراف مکان گلاب پاشیدہ ، بستر خواب مالیدہ ، لباس بوئے
خوش برداشتہ ، فروہ مخمل پانگذاشتہ ، دیوار ہاے سیم
گل کردہ ، ایوانہائے مرتب بخچی و پردہ ، بہار عنبر • طرفہ
بساطے گستردہ ، مکان گرد از بہار بند بردہ + ، پستہ و بادام

بو داد * ، نقل فرنگی برائے تنقل نهاد ، شبها رقص زنان
 پروش ، نے نے از دوران بهشتی هم داکش ، گلدانهای شیشه و
 چینی بسلیقه چیده ، طاقها پر از میوه های رسیده ، رقص
 فرنگچی ، تماشائے خوشی ، خانه جائے خوشی ، هوائی خوشی ،
 شام سیم بندی کرده + ، آتش بازی می آوردند - ستاره و
 هوائی سر بفلک میزدند ؛ تماشائے چراغان دل از دست
 ربودے ، مهتابی شب را روزے نمودی ، سائبان زر بفت بدین
 خوبی کشیده که دیده خورشید مثل اوندیده - امیران سر گرم
 پاسداری ، راجه ها در خدمت گذاری ، مدح خوان شاعران
 مربوط ، جوانان مضبوط ، در هر خانه داربست خوب ، ظل
 مهدود و ماء مسکوب ، نوگسدانها برابر جلوه پرداز ، چون
 باغ بذظر † برت به از سیم مذاب § خوب بر آمد - از آب گلھائے
 فالوده الوان شربت آن شیر ، جان ، اقسام نان در وقت طعام نان ،
 بادام ، بنزاکت تمام ، شیرمال باقرخانی بر خورشید گرم
 نواختی ۞ - ، نان جوان به آن گرمی و خوبی بود ، که پیر از
 خورد آن پیر افشانی می نمودند - نان ورقی چنان که اگر
 وصفش کنم ، دفتر شود ، نان زنجبیلی که ذایقه از درکش
 معظوظ تر شود ، انواع قلیه و دو پیازه ، در میان نهاد ،
 نان مهمانان همه بروغن افتاده ، اقسام کباب بردستار خوان

* بریان کرده + یعنی چراغان کرده † بمعنی پائین باغ —

§ گذاخته — ۞ کدایه کردن —

دل در پودی کار جوانان کردن —

کشیدہ، کباب گل* بخوبی و تازگی رسیدہ۔ کباب خوش نہک
 ہندی دلاہارا از دست می برد۔ کباب قندھاری + امزجہ سوئے
 خود می آورد، کباب سنگ+ از سختی کشیدگان راہ کوفت زایل
 می کرد، کباب ورق عجب نسخہ برشتہ بود کہ طبایع را
 مایل می کرد، کباب ہائے متعارف ہمہ باسزہ و با نہک -
 قابادہ دہ گذاشتہ، پیش یک یک پلاہا انواع و آشہا اقسام،
 عجب آتش درکاسہ، سبحان ذی الجود والا کرام -

مہمانے باین وفور، میزبانے همچو دستور، مہمانے باین
 شوکت، میزبانے باین دوات، مہمانے باین حسن اخلاق، میزبانے
 باین ریاست آفاق، مہمانے باین خوبی و خوش معاشی،
 میزبانے چون خورشید بہ این زر پاشی - مہمانے باین عقل کامل
 میزبانے باین لطف شامل، چشم روزگار فدیدہ، و گوش عقلا
 نشنیدہ - بدین گونہ روز و شب تاشش ماہ گشت و شنود، وباہم
 معاش و مشورت و صحبت بود -

| | |
|---|---|
| ہرگاہ این خبر بحضور رسید، ہریکی از امرایان آفجا بفکر خویش افتاد، عبدالاحدخان کسان را اینجا فرستاد | بادشاہ کو فرنگیوں سے ملانے کے لئے اکبر آباد لانا |
|---|---|

با فرنگیان ساخت - افراسیاب خان وغیرہ را گمان شد کہ فونگی
 اینجا خراہد آمد - چون زبردست است، بادشاہ را بطور خود نگاہداشتہ
 آہی ماخراہد پخت - بہتر آنست کہ پادشاہ را باکبر آباد

* نوعی از کباب + قسمی از کباب

+ کبابی کہ بر سنگ گرم کنند -

○ آہی کسی پختن، در فکر کسی بودن

بہریم و مردمان را گرد آوریم و مرہتہ کہ ملصرت را نائی کوہد
والہ است ، از آن خود کردہ ، پیغام با فرنگی کنیم - اگر جنگ
اتفاق افتد ، افتد ، و گر نہ ازین دبدبہ ہمانجا باشند - چنانچہ
بادشاہ را برآورده بہ اکبرآباد رفتند و در راہ عبدالاحد خان
را محبوس ساختند -

| | |
|--|---|
| <p>(سانعہ) وقتیکہ بہ شہر مسطور رسیدند ، پادشاہزادہ جوان بخت از آنجا گریختہ ، پیش نواب وزیر و فرنگی آمد - مضطرب با مرہتہ عہد و پیمان درست کردند او جانب ایشان گرفتہ ، گفت و شنود فرستادن شہزادہ درمیان آوردند - این جافرنگی بزبان داشتند کہ کار ملک خود کہ کلمتہ باشد ، مد نظر داشت -</p> | <p>شاهزادہ حواں بخت کا نواب وزیر اور فرنگی کے پاس آنا</p> |
|--|---|

| | |
|--|---|
| <p>بعد چلندے پادشاہزادہ را ہمراہ گرفتہ ، از وزیرالہمالک رخصت شد و رفت - ہنگام وداع بمردمان صاحب نواب والا جناب چنان انعام بی احصا مبذول داشت کہ در قیاس نگذرد - بہر کس اسپ و فیل و قباے بہر بے سر و پا سراپائی + -</p> | <p>گورنر کا واپس کلمتہ جانا اور شاہزادے کو واپس بھیج دینا</p> |
|--|---|

چون صاحب از راہ دریا متوجہ شد و وزیر بدارالقرار
خود آمد مرہتہ و افراسیاب خان با معہد بیگ ہمدانی
ارادہ پرخاش کردند ، او ہم سر فرود نیاوردہ ، بجبگ

اینهان ایستاد و در همین افنا کس میر زین العابدین برادر
مرزا شفیع خنجرے بافراسیاب خان حوالہ کوڈ - بعد از
دو چار روز مرد - حالا سرداری در حضور نیست ، بادشاہ
بے زور است : غالب کہ دور دور مرہتہ شود - بعد این
سائنحات فوج مرہتہ و احمد بیگ ہمدانی باہم جنگیدند ،
چون دست بر او نیافتند ، عذر کردہ ہمدانی مذکور را
بگیر آوردند * - این جا صاحب کہ بادشاہزادہ را باخود
برده بود رخصت کرد ، چنانچہ برگشتہ آمدہ اند ، یا در
اطراف می مانند ، یا پیش بادشاہ می رسانند - بالفعل سایہ
دوات نواب عالی جناب می گیرند ، انچہ ایشان می گویند ،
می پذیرند -

| | |
|------------------------|-----------------------------------|
| میر صاحب کا ذواب | این جا فقیر با نواب عالی منزلت |
| وزیر کے ساتھ شکار | است در دعا کوئی ایشان بسومی |
| میں جانا اور شکار نامہ | کند - بندگان عالی برائے شکار قا |
| موزوں کرنا | بہرائیچ رفتند ، سن در رکاب بودم ، |

شکار نامہ موزوں نہو دم - بارے دیگر باز برائے شکار
سوار شدند ، تا دامن کوہ شہالی تشریف بردند - اگرچہ مردمان
از نشیب و فراز این سفر دور دراز سخت خوردند ، لیکن
شکار چنبن و فضائی چنبن و ہوائی چنبن ندیدہ بودند - بعد
از سہ ماہ بدارالقرار خود آمدند - فقیروے شکار نامہ دیگر
گفتہ بحضور خواند ، دو غزل از غزلہائے شکارنامہ انتخاب
زدہ ، خود بدولت مخمس کردند - بخوبی کہ می بایست ،

و در زمین غزل پسند افتاده، غزل دیگر فرمایش نمودند-
 آنهم از فضل الهی گفته شد، زبان مبارک به تحسین کشادند،
 و داد سخنوری دادند -

درین ایام بسبب آبرگردش بعد عشره محرم الحرام
 در مزاج عالی شد، استعلاج نمودند، نصیب اعدا بطول کشید-
 عالمی از خیر و خیرات بهره اندرز شد، و هر کس دست
 بدعا افراشت - حکیم مطلق و شافی برحق شفا داد، برما
 و بر عالمان ملت نهاد، ع :-

الهی تا جهان باشد تو باشی

| | |
|----------------|--|
| مرهتوں کا تسلط | (سانحه) چون در حضور بادشاه از غلامان نجف خان که مسلط بودند، |
|----------------|--|

کسے نہاند، مرهتہ کہ قریب بود، تسلط بہر ساینده، کوس
 لہن الہلک زد - بادشاه مرهتہ را مختار ساخت، و روہائی
 مردمان نجف خانی بخاک انداخت؛ اثر مشورہ باو دارند
 و امورات رابطہ او می گذارند - فوج مرهتہ بہ شاہجہان آباد
 ہم رفت؛ زبان زد است کہ تسلط یافت - سکھان کے اطراف
 شہر را می تاختند، حالاً سر حساب شدہ اند، چراکہ
 کہان دکھنیاں نمی توانند کشید و بگرد میدان داری اینان
 نخواهند رسید بادشاه بیرون شہر اکبر آباد خیمہ داشت،
 پس از چند روز روانہ دہلی شدند - عبدالاحد خان را در
 عالی گدہ کہ در تصرف ہمیشیرہ نجف خانست، اکثر مردمان
 نجف خان در آن قلعہ جمع اند، فرستادہ؛ مفید ساختند -
 مرهتہ مالک الہلک است، ہر چہ می خواہد می کند، بادشاه

را چیزے دست برداشته میدهد و هر جا که می خواهد، می برد - چنانچه در شهر یکماه ماند و به علی گده برد، ده پانزده روز بجنگ کشید، آخر بعهد پیمان بیگم را برآورد، ازو چیزے از سال نجف خان گرفت و گذاشت - از آنجا بادشاه را بر اچپوتان برد، آنها استادگی کرده اند، بعد از چند روز صالح از راجپوتان نهوده، بادشاه بشهر دهلی آمد و مرهته در شهر اکبر آباد ماند - چون خیال راجپوتان در سر داشت، باز فوج کشی کرده به آن طرف رفت - راجه ها همدانی را که سردار نجف خانی بود، طلب داشته رفیق خود کردند - جنگ بمیان آمد، همدانی جرأت نمود و گشته شد - سرداری بجای او مرزا اسمعیل که همشیره زاده او بود، یافت - این بابا بجسارت تهاجم جنگید، بلاے مرهته را بر چید، شکست فاحشی شد، آلات جنگ و اسباب مرهته بالکل رفت - جان خود را غنیمت دانسته گریخت و به اکبر آباد آمد - آنجا هم مرزا اسمعیل رسیده، ازان شهر بر آورد و قلعه را خود چسپید - جنگ قاعه بطول کشید، مرهته صرفه خود بطرف دیگر دید، بادشاه از شهر بر آمده، به نجف قلی خان که جانب حصار بود، رفت - آنجا جنگ بسیار شد، آخر الامر از نجف قلی خان چیزے گرفته بشهر رسید - درین حال پسر ضابطه خان که غلام قادر نام داشت، بعد از پدر خود متصرف سهارنپور و غیره بود - زورے بهمرسانیده و فوج سکھان را همراه گرفته آمد - اکثر محالات پادشاهی که میان دو آبه بودند، ضبط کرد؛ قریب رسیده، از بادشاه چیزے خواست - بادشاه جواب داد - او

آذروے آب مورچال بسته، مہیائے جنگ شد چنانچہ یک ماہ کسرے زیادہ جنگید۔ بادشاہ اگرچہ فوج و زورے نداشت، بہ دندان چسپیدہ، آن بلا را برچید۔ آن از آنجا برخواستہ، تا گرد اکبر آباد تسلط کرد۔ این جا کہ مرزا اسمعیل بیگ در شہر بقلعہ چسپیدہ بود، روز آن را دیدہ، دستار بدل شد و عہد و پیمان بہمان آمد کہ با مرہتہ ما و شہا بالانفاق خواهیم جنگید۔ بعد از چند روز مرہتہ کہ ارادہ آن طوط چنبل داشت، یلغار کرد، رسید۔ درین روزها این جا شہزادہ صاحب عالم بود، لیکن تغافل کرد، تنہا جنگ بر سر مرزا اسمعیل افتاد، آن بابا پایے جسارت افشردہ، این جنگ را ہم زد۔ مرہتہ گریختہ آن طوط گوالیار کہ در تصرف او بود، اقامت کرد۔ بعد از چندے فوج دیگر طلبداشتہ، سرگرم پرخاش شد۔ دہ پانزدہ روز در ظاہر اکبر آباد جنگ شد، آخر شکست مرزا اسمعیل اتفاق افتاد۔ غلام قادر خان تہاشائی ماند، مرزائے مذکور فرار کردہ پیش غلام قادر آمد۔ این را دید کہ در احتیاط خود است و بکار من نمی پردازد، ناچار پیش او ماند، و بعد از چند روز ارادہ ملک خود نہودہ، روانہ شد —

| | |
|---|---|
| غلام قادر کاجور وستم اور بادشاہ کی آنکھیں نکال لینا | ناظر پادشاہ کہ غلام قادر را پسر خواندہ بود، نوشت کہ شہا این جا بیائید، گفتہ من پادشاہ نمی شنود، |
|---|---|

یعنی طوط مرہتہ نمی گذارد۔ ایشان ہر دو بشہر رفتند، پادشاہ خود زورے نداشت، بہ مشورت ناظر نہک بہ ہرام ہندوبست در قلعہ کردہ بادشاہ را برداشت، و سلوکے کہ

نمی بایست کرد، و تمام قلعه را غارت کرد، و پادشاهزاده‌ها
 آنچه نه کردن بود کرد. زر بسیاری بدستش آمد. چشم پادشاه
 برآورد و پادشاه دیگر کرد؛ چون تسلط کلی یافت، ناظر را نیز
 قید نمود، و بر شهر هم کار تنگ گرفت. چون غلبه از حد
 فزون گشت، از مرزا اسمعیل پے هیچ بے مزه شد و در چیز
 دادن کوتاهی کرد، آن عزیز با مرهته صلح کرد. درین هنگام فوج
 مرهته قریب رسید؛ بعضی از سرداران داخل شهر شدند؛ روئیله
 قلعه بند گشت، و هنگام شب از راه خضری دروازه، معه فوج
 و اسباب و زر و مال خود و پادشاهزاده‌ها را و ناظر را و
 از احقان او را نیز همراه برد. نزد شاه دره با فوج سنکر
 بسته استادگی کرد؛ اخراالمر مرهته‌ها بے حیائی او دیده،
 آن روی آب رفته، مقید جنگ شدند. گاهی ایشان غالب
 می آمدند و گاهی آن ملعون. چون قریب یک ماه کشید،
 علی بهادر نام سردار از دکن آمد و گرم جنگ روئیله شد.
 بعد از دو سه جنگ بجزأت تمام او را اسیر کردند. مال او
 اسباب معه پادشاهزاده‌ها ازو گرفتند و قید داشتند. و پادشاه
 همان شاه عالم کور را مقرر داشتند، و قلعه را حواله جاتان
 نمودند، و صد رویه روز به پادشاه می دهند، و بر تمام ملک
 متصرف اند. آن ملعون را بخواری تمام کشتند، حالا پادشاه
 مرهته است، هر چه می خواهد می کند. باید دید که چنین تا
 کجا خواهد بود—

(القصه) جهان عجب حادثه گاه‌یست

چه مکانها خراب گشتند، و چه جوانان

عبرت و خاتمه

از هم گزشتند* چه باغها ویرانه شدند، چه بزم ها افسانه
 شدند، چه گله ها افسردند، چه جوانان مردند، چه مجلسها
 بر شکستند، چه قافله ها رخت بستند، چه عزیزان ذات کشیدند،
 چه مردمان بجان رسیدند - این چشم عبرت بین چها دید و این
 گوش شنوا چها شنید:

هر کاسه سر ز افسرے می گوید
 هر کهنه خرابه از درے می گوید
 دنیا است فسانه پاره ما گفتیم
 و آن پاره که ماند دیگرے می گوید

درین مدت کم، این یکقطره خون که داش می نامند، انواع
 ستم کشید، و همه خون گردید - مزاج فاسازے داشتیم، ملاقات
 همه کس گذاشتیم - اکنون که پیروی رسید، یعنی عمر عزیز
 بشخصت سالگی کشید، اکثر اوقات بیمار می باشم، چنده دره،
 چشم کشیدم، ضعف بصر، چشم خود دیدم، عینک خواستم و
 دست بهم سودم، نظر بر این شعر ترک نظر بازی نمودم:
 دیده چون محتاج عینک گشت فکر خویش کن
 بر نفس دارنده روز واپسین آئینه را
 از رجح اسنان خود چه گویم، حیران بودم، که چاره تا کجا
 جویم، آخر دل برکندم، و یک یک را از بیخ برکندم:
 روزی خود را برنج از در دندان میخورم
 نان بخون تر میشود تا پاره نان می خورم

غرض که از ضعف قوی و بی دماغی، و نا توانی، و دل شکستگی،
و آزرده خاطری، معلوم میشود که دیر نخواهم ماند، زمانه هم
قابل ماندن نهانده است، دامن باید افشاند - اگر خاتمه
بغیر شود، آزرده است و گر نه اختیار در دست اوست —







